

# مولانا محمد حسن نانوتوی

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

مؤلف

محمد الیوب قادری ایم ایے

پہلی کھنڈ لٹریچر سوسائٹی بنی "دن" ایریا ۱۱ لیاقت آباد کراچی ۱۹

مولانا احسن نانوتوی

مؤلف: ایوب قادری

بشکریہ: مولانا حبیب اللہ اختر

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)

بار اول

ایک ہزار

نافتوی قمر حسن

سال طباعت

۱۹۹۶ء

سورج

ملنے کے پتے

- پاکستان میں (۱) ادارہ اسلامیات انارکلی بازار لاہور  
 (۲) مولوی شمس الدین آجڑ کتب خانہ، مسلم مسجد انارکلی لاہور  
 (۳) عظیم پبلشنگ ہاؤس شیر بازار پشاور  
 (۴) مشتاق بک ڈپو، نزد درو کاٹی، شیلڈن روڈ کراچی علی  
 انڈیا میں (۱) کتبہ نفاۃ الثانیہ منظم چابی دار کتبہ حیدر آباد  
 (۲) کتب خانہ الفرقان پکری روڈ کھنٹولیو پی  
 (۳) مکتبہ تحلی و تربندی  
 (۴) کتب خانہ انجمن ترقی درو جات مسجد دہلی

مطبوعہ: حسابد پر سس کراچی

## فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
------	-------

	انتساب
	تقریب
	تعارف
	پیش لفظ
۱۴	آغاز
۱۵	خاندان
۲۶	پیدائش
۲۷	تعلیم
۳۷	سلسلہ ملازمت
۳۸	قیام بنارس
۴۱	بریلی کالج سے تعلق
۴۳	قیام بریلی
۴۹	انقلاب ۱۸۵۷ء
۵۷	احباب بریلی
۶۴	حج

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	مطبع صدیقی بریلی	۶۷
	مطبعات مطبع صدیقی	۷۰
	کتاب خانہ مطبع صدیقی	۸۰
	مدرسہ مصباح التہذیب	۸۱
	درد و غالت	۸۴
	تربک سکونت بریلی	۹۴
	قیام نانوتہ	۹۶
	احسن المدارس نانوتہ	۹۸
	وصال	۹۹
	علم و فضل	۱۰۳
	بیعت	۱۱۳
	اعوانہ کی خوشنودی	۱۱۷
	اعزام و اقرار کی فرمائشیں	۱۱۸
	خانگی حالات	۱۱۸
	تفکات	۱۱۹
	زحیداری	۱۲۲
	تجارت	۱۲۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲۳	خیداری حویلی بنگلہ دلی	
۱۲۹	علیہ	
۱۲۹	لباس	
۱۳۰	تسائیت و تراجم	
۱۴۴	حوادثی و تصحیح	
۱۵۲	ارادہ و احتیاد	
۱۵۴	مولانا محمد مظہر نانوتوی	
۱۵۷	مولانا محمد شیر نانوتوی	
۱۶۰	مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتبائی دہلی	
	ضمیمہ	
۱۷۰	مولانا مولک علی نانوتوی	
۱۸۸	مولانا محمد بیگم نانوتوی	
۲۰۷	مولانا محمد قاسم نانوتوی	
	خواجہ یحییٰ بن جعفرات کا ذکر کیا گیا ہے	
۲۲	(۱) منشی غفر احمد نانوتوی	
۴۵	(۲) مولوی ذوالفقار علی دیوبندی	
۴۷	(۳) مولوی فضل الرحمن دیوبندی	
۵۳	(۴) مولانا شیخ محمد یحییٰ نانوتوی	

## انتساب

مخدوم و محترم مولوی حکیم محمد موسیٰ اہر قسری صاحب  
کے نام

جو غلوں و محبت کے پسیکر، علم و فضل کے مالک  
اور اہل علم کے تلامذہ ہیں،  
میں اپنی تاجیز جلیف معنون کرنے میں مسرت  
محسوس کرتا ہوں۔

نیز آگاہی:۔ محمد الیوب قادری

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵۹	مولوی امیر حسن ہراتی	(۵)
۵۹	مولوی امیر گلزار ہراتی	(۶)
۵۹	مولوی حضور احمد سرانی	(۷)
۶۰	مولوی سید قاسم دہلوی	(۸)
۶۰	منشی دبی پرست دہسحر	(۹)
۶۹	منشی جمال الدین بھوپالی	(۱۰)
۸۵	مولوی نفی علی خاں بٹوی	(۱۱)
۹۲	مولانا حافظ بخش بدایونی	(۱۲)
۱۲۰	مولوی رفیع الدین کاکوروی	(۱۳)
۱۲۱	حکیم سعید اللہ	(۱۴)
۱۲۱	حکیم سادات علی خاں	(۱۵)
۱۳۸	مولوی صدیقی علی علی آبادی	(۱۶)
۱۴۳	مولوی جعفر علی چارچوی	(۱۷)
۱۸۳	شمس العلماء ضیاء الدین دہلوی	(۱۸)
۱۸۴	مولوی سیح احمد دہلوی	(۱۹)
۱۸۵	قاری عبدالرحمن پانی پتی	(۲۰)
۲۳۱	کتابیات اشعار	

## تقریب

از محمد ایوب قادری، ایم۔ اے (مؤلف)

حاجت و مصلحتاً و مسلماً، خاکسار محمد ایوب بن میاں مشیت اللہ قادری مرحوم و مفقود عرض پر داڑھہ کو مولانا محمد احسن نانوتوی، نیو سو صدی عیسوی کے مشاہیر علماء میں ہیں مگر انیسویں صدی کے دور میں ان کا پر علماء کی طرہ ان کے حالات بھی پردہ لگی ہیں ہیں۔ میں سب سے پہلے ان کی روکتا ہوں "توا عدادہ" اور "رسالہ عرض" کے ذریعہ ان سے متعارف ہوا اور معلوم ہوا کہ مولانا محمد احسن نانوتوی بریلی کالج میں عربی و فارسی کے پروفیسر تھے۔ جب میں نے ردہ پبلکھنڈ کے علماء پر کام کرنے کا آغاز کیا تو مولانا محمد احسن نانوتوی کے علمی کارناموں کا علم ہوا کہ انہوں نے بریلی میں تعین و تالیف کا ایک عظیم سلسلہ شروع کیا، اپنا مطبع صدیقی قائم کر کے علوم اسلامیہ کی بڑی مگر افتخار خدمات انجام دیا۔

خاص طور سے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی مشہور نانہ کتب خانہ اللہ الباقی اور ازالتہ الخمار وغیرہ طبع و شائع کر کے وقف عام میں اس کے بعد مولانا محمد احسن کے حالات کی تلاش و جستجو ہوئی۔ اور مدقوں کی کوشش و کاوش کے بعد مولانا کے حالات پر مشتمل ایک طویل مقالہ تیار ہوا۔ جو "العلم" مہاجر کی مختلف تین اشاعتوں میں شائع ہوا۔

خدا کا شکر ہے کہ برصغیر پاکستان و ہند کے علمی معلقوں میں یہ مقالہ پسند کیا۔ مولانا محمد میاں (دہلی) مولانا محبوب رضوی (دہلی) مولانا محمد طیب مہتمم دارالعلوم دہلی ہند، پروفیسر جاحظ قادری اور سید اشقی فرید آبادی مرحوم وغیرہ حضرات نے خاص طور سے بہت افزائی فرمائی۔

اسی مقالہ کو نظر ثانی کے بعد کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے میں بہت منفی عرض طبع اور مولانا محمد طیب شہید نعمانی کا شکر گزار ہوں کہ ان پر دیکھنے اور ادب و چشما لفظ لکھ کر میری بہت افزائی فرمائی۔ مولانا عید الخلیفہ حشمتی، حکیم محمد احمد بیکانی اور فی احمد صاحب (دارالاشاعت دہلی) بھی شکر گزار ہوں کہ ان مجھیں و مخلصین کے فرائض علیہ سے میں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔

آرڈر کا بیج لکھائی  
اسراگست ۱۹۹۶ء

محمد ایوب قادری

## تعارف

از مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم، کراچی

حضرت مولانا محمد احسن صاحب توفی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ مرتبہ محترم محمد ایوب صاحب قادری نظر فرما۔ اللہ تعالیٰ بوضوح کو جزائے خیر عطا فرماوے کہ ایک ایسے بزرگ کے تذکرہ کو زندہ کیا جس کو زندہ کی تاریخ نے غیر فراموش کر دیا تھا۔ ان کی نہایت منہایت لیاقت و تمام ان کی زندہ جاوید خدمات ہیں مگر مصنف کا ترجمہ اور حالات سامنے نہ ہوں تو بہت سی تعصیفات بھی بے اتفاقی اور غلوں کے زاویہ میں پڑ جاتی ہیں۔

حضرت مولانا محمد احسن صاحب قدس سرہ کا تذکرہ موجود زمانہ کے کسی متعلق تذکرہ میں موجود نہ ہونے کے سبب اس کا لکھنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر ہمارے محترم دوست محمد ایوب صاحب قادری کو اللہ تعالیٰ نے تحقیق و تفتیش کا اچھا سلیقہ اور سلیس انعام دیا۔ لکھنے کا اچھا ملکہ عطا فرمایا ہے آپ نے نہایت محنت و جانکاهی سے حضرت محدث کے تذکرہ کے ضروری اجزاء سب ہی جمع کر کے فیض اللہ عنہ لکھیں۔ جسے المسلمین خیر بجزار۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مقبول و نافع بناوے، واللہ المستعان

بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ

دارالعلوم کراچی عل

۱۰ شوال ۱۳۸۵ھ

## پیش لفظ

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی، جامعہ اسلامیہ بھاولپور

استاذ مرحوم مولانا قدیر بخش صاحب مایویہ کے انتقال کے سے غالباً دو تین ماہ پیشہ کا ذکر ہے کہ مصوف کا ایک دوستی والا نامہ ہمارے دوست ڈاکٹر قیوم سعادت خاں صاحب کے مطب سے وصول ہوا۔ جس میں تحریر تھا کہ رسالہ "تخیر الناس" (مؤلفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب توفی رحمتہ اللہ علیہ) حاصل رتبہ پڑا جناب محمد ایوب صاحب قادری کو دیدیا جائے۔ چنانچہ مولانا کے ارشاد کی تعمیل کی گئی اور رسالہ مذکورہ مطب پر پہنچا دیا گیا۔ لیکن جناب قادری صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی۔ یہ رتبہ میرے پاس آن کے براہ راستی لطافت میں لائے تھے میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون مولانا صاحب ہیں جنہیں اس رسالہ کی ضرورت پیش آئی ہے۔ کہنے لگے مولانا انہیں ہمارے بہنوئی قادری صاحب ہیں جو بی۔ اے پاس تھے ہیں۔ میں نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ انہیں اس رسالہ سے کیا کام ہے اس پر انہوں نے بتایا کہ وہ سو بڑے بڑے مضمون لکھا کرتے ہیں اور تصنیف کیا کرتے ہیں اب ہمیں ان قادری صاحب کے دیکھنے کا اشتیاق

سنہ ۱۳۸۶ھ  
۱۹۶۵ء  
سنہ استاذ مرحوم کی تاریخ وفات شب سترشنبہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ ہے  
۱۰ شوال ۱۳۸۵ھ

پیدا ہوا اور لطافت میں اس سے کہا کہ ان سے ملاقات ضرور کرائیے گا۔ اتفاق کی بات  
 دو چار دن کے بعد ہی مطلب ہوا تو قادری صاحب وہاں تشریف فرما تھے پہلی ہی  
 صحبت میں طبیعت ان کے علمی ذوق سے متاثر ہوئی، دیر تک علمی باتیں ہوتی رہیں۔  
 موصوف نے بتایا کہ وہ روسیل مکنت کے علماء پر کام کر رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں ان کو  
 حضرت نالوتوی علیہ الرحمۃ کا رسالہ مطلوب تھا۔ ذوق کی ہم آہنگی بھی عجیب شے ہے  
 کوئی صاحب ذوق مل جاتا ہے تو پھر اسے چھوڑنے کو ہی نہیں چاہتا۔ اسی مجلس سے  
 باہمی ارتباط قائم ہو گیا۔ ملاقاتیں بدھتی گئیں اور کوئی مجلس مذاکرہ علمی سے خالی  
 نہیں رہی۔ میں نے جب ان سے کوئی بات پوچھی ہمیشہ ان کو حاضر العلم پلایا جس سے ان کے  
 ذوق طلب اور تعمق کا نقش دل پر قائم ہو گیا۔ مغرب کی غلامی سے لب شرف  
 میں بھی سیار فضیلت ڈاکٹریت کی ڈگری ہو گیا ہے (ہم اسے قادری صاحب کو یہ فضیلت  
 تو ابھی حاصل نہیں ممکن ہے آگے چل کر زمانہ کے تقاضوں وہ بھی اس فضیلت کے حصول پر  
 مجبور ہو جائیں) لیکن یہ بات یہ ہے کہ اس وقت اپنے موضوع پر ان کی جبری عینیت اور  
 گہری نظر ہے اور حقیقی اہم اور وسیع معلومات وہ رکھتے ہیں اس کے اعتبار سے جناب  
 محمد الیاب صاحب قادری کے "تحقیق مجازہ" (رہسیرج اسلام) جوئے میں کسی کا نظر  
 ہی کو شک ہو سکتا ہے۔ موصوف نے جو کارنامے ایک مبک منظر عام پر آچکے ہیں۔ وقائع  
 عبدالقادر رام پوری اور تذکرہ علماء ہند پر ان کی جو تحقیق تعلیقات و حواشی ہیں  
 اور خلافتِ قادریہ پر جو نئے نئے علمی و تحقیقی مقالات و فتاویٰ شائع ہوتے رہتے ہیں یہ  
 اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ قادری صاحب رہسیرج اور تحقیق میں یوں پورے کے بہترین  
 اسکالروں کے ہم پایہ ہیں۔

مولانا محمد احسن صاحب، نالوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا سچ و حالات پر قادری  
 صاحب کی یکتاب بھی ان کی اسی تحقیق اور رہسیرج کا نو نہ ہے جس میں انہوں نے نہایت  
 تفصیل و جامعیت سے مولانا کے مدد کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی اور ان کے علمی  
 کاموں کو اہم کر لیا ہے۔ مولانا محمد احسن نالوتوی کا شاگرد مشقہ صدی کے نامور اور  
 باکمال علماء میں ہے اور ان کی علمی خدمات نے عوام و خواص نے یکساں فائدہ اٹھایا ہے۔  
 چنانچہ جہاں انہوں نے ایک طرف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی  
 حجتہ اللہ الباقیہ اور ازالتہ الخفاء جیسی بے نظیر کتابوں کو جواب تک علمی صورت  
 میں پیش کر دی ہیں اسی طرح ان کے علمی خدمات نے دہلی کی دوسری طرف  
 احیاء العلوم اور ورثہ آثار جیسی پیش بہا اور گرانقدر کتابوں کا ترجمہ کیا ہے۔  
 فقہ کی دولت کو دستہ عام کیا۔ قادری صاحب کی یہ مبارک کوشش بلاشبہ نہایت  
 لائق تحسین و باعث نش و افروز ہے۔ اور گروہی بادی النظر میں یہ ایک جمہوری کتاب  
 معلوم ہو سکتی ہے لیکن اس کی ترتیب و تدوین میں موصوف نے جس محنت و جانفشانی سے  
 کام لیا ہے اس کا صحیح اندازہ درحقیقت وہی لوگ دیکھ سکتے ہیں جن کو اس موضوع پر  
 خود بھی کچھ کام کرنے کا موقع ملا ہو۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ موصوف کی اس سعی مستحق کو خیر قبولیت سے نوازے  
 اور ان کی عمر و علم میں برکت عطا کرے تاکہ ان کی مزید تحقیقات سے ملک و ملت کو فائدہ  
 پہنچے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمد عبدالرشید نعمانی حفظہ اللہ

شب چار شنبہ، بعد نماز عشاء

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا اقتدار حکومت کم و بیش آٹھ سو سال رہا۔ اس مدت میں انہوں نے بڑے بڑے شہر و قبائل آباد کئے، مسجدیں، مدرسے اور خانقاہیں بنائیں خاص خاص مرکزی مقامات دہلی، لاہور، ملتان، بمبئی، آگرہ، دہلیوں اور جوڑنکوڑ وغیرہ جیسے مقامات کے علاوہ چھوٹے چھوٹے قبائل و قریات بھی ملکہ نظر اس کی سکونت کی وجہ سے علوم و معارف کے مراکز بن گئے دہلی سے قریب دامن کوہ کے علاقہ میں کئی ایسے قصبے کلیر لنگوہ، انیسیش، جھنجھانا، قناتہ بیون، دیوبند، کاڈھل، منگورا، کیرانا، پھلتی، رام پور (سہاراں) اور نافوہ وغیرہ وہ تمام آبادیاں ہیں جو مسلمانوں کے قیام و سکونت کے باعث ایک خاص اہمیت کی حامل ہو گئیں۔ ان قباصل میں شاہ علاؤ الدین مبارک محمد (المتوفی ۶۱۶ھ) شاہ عبدالقدوس (المتوفی ۶۱۵ھ) شاہ ابوالفضل (المتوفی ۶۱۶ھ) میاں جبار نور محمد (المتوفی ۶۱۷ھ) مایا امداد اللہ (المتوفی ۶۱۸ھ) مولانا ذوالفقار علی (المتوفی ۱۹۰۲ھ) مفتی ابی بخش (المتوفی ۶۱۸ھ) قاضی محمد اسلم (المتوفی ۶۱۸ھ) مولوی رحمت اللہ (المتوفی ۶۱۸ھ) شاہ محمد عاشق و حیدر شید حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (مولوی عبدالسیح بیل (المتوفی ۱۲۹۰ھ) اور مولانا ملوک الاعلیٰ (المتوفی ۱۳۴۷ھ) وغیرہ آسمان شریعت و طریقت کی دمنام و بقیان

نہ قصبہ پھلتی منٹ منٹ پر حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (وف ۱۱۶۶ھ) کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

نوری ہی جن کے نام برصغیر کی اسلامی تاریخ میں بقیانے دوام کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہاں ہم ان ہی مردم خیز مقامات میں سے قصبہ نافوہ کے ایک نامور عالم مولانا محمد حسن نافوہی کا ذکر کرنا مقصود ہے جن کی تمام زندگی ترویج و اشاعت علم کے لئے وقف رہی ان جنہوں نے دین و مذہب کی بڑی گرانقدر خدمات انجام دیں۔

خاندان

سکندر لودی کے عہد میں خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ایک بزرگ قاضی منظر الدین دہلی آئے اور جہاں آباد کے قاضی مقرب ہوئے ان کے بیٹے سیران بڑے نہایت جری اور بہادر تھے انہوں نے نافوہ کے قرب و حوالہ کے سرکش راہبوں کو سلطنت دہلی کا مطیع و متقاد بنایا جس کے صلہ میں قاضی سیران بڑے علاوہ املاک و جاگیر عہدہ قضا پر سرفراز ہوئے دور شاہ جہانی میں ان ہی قاضی میراں بڑے کی اولاد میں ایک بزرگ مولوی محمد ہاشم ہوئے جو مدبر شاہی میں مقرب تھے ان کو بھی چند دیہات جاگیر میں ملے تھے نافوہ میں مولوی محمد ہاشم کی اولاد خوب بھولی بھولی مولانا محمد حسن ان ہی مولوی محمد ہاشم کی اولاد میں ہیں

مولوی محمد ہاشم کے پڑپوتے شیخ ابوالفتح تھے جن کے تین بیٹے ہوئے حکیم عبداللہ، شیخ محمد عاقل اور شیخ علاؤ الدین۔ حکیم عبداللہ کی اولاد علم و اہمیت کے اعتبار سے ممتاز رہی۔ شیخ محمد عاقل کی اولاد کو دہلوی اعزاز ملا۔ شیخ علاؤ الدین کی اولاد علم و اہمیت میں حکیم عبداللہ اور شیخ محمد عاقل کی اولاد کی برابری کو نہ پہنچ سکی۔

لے یہ تمام تر خاندانی روایات یہیں تفصیل کیے گئے ہیں۔ مستندات مولانا محمد عتیق بیگ، رسم و طبع مولانا محمد عتیق بیگ

ان کی شیخ علاؤ الدین کے پرستے شیخ اسد علی تھے جن کے نامور فرزند مولانا محمد قاسم  
 نافوقی ہوئے اور اس طرح اس شاخ کو خصوصی شرف و امتیاز حاصل ہوا۔ شیخ  
 محمد قاسم کی اولاد دولت و مہارت کے اعتبار سے خاندان میں سادہ جی مگر اس شان و  
 شہرت اختیار کر لی ہے اور وہ شیخ افضل حسین (ابن شیخ علی محمد) تھے۔ شیخ  
 افضل حسین بعض خانہ دانی نزاعات کی وجہ سے مولانا محمد قاسم نافوقی کے ہمکنار فیض الدین  
 ولد وچہرہ العین کے اہل حق و قسط تھے۔

حکیم عبداللہ کی اولاد صرف خوش مال جی بلکہ علم و حکمت کی دولت سے بھی  
 مالا مال تھی حکیم عبداللہ کے بیٹے حکیم غلام شرف تھے جن کے تین بیٹے مولوی محمد علی، حکیم ولی محمد  
 اور حافظ محمد حسن ہوئے مولوی احمد علی وہ خوش نصیب و ادا اقبال شخص تھے کہ جن کے فرزند

نے مغلوں کے عہد زوال میں بددلی میں اپنی کائنات رفاغیہ سے بڑھ کر تمام مملکت بادشاہ  
 چھپا کر چلے گئے اور وہ میں نوایں کھنڈ کا طوطی ہونے لگا تھا اس زمانہ میں شہریت کی خوب شرافت  
 ہوئی تو ابانہ اور دھنے ان سب کو دھندلایا کے روزیہ اور ساریات ضبط کر لیں جنہیں  
 شہریت اختیار نہ کی یہ غلام علی آباد بگڑی نے آخر ان کو میں ان اور کی طرف اشارہ کیا کہ یہ وہ ملک  
 میں خاص طور سے نوایں کھنڈ کے عہد میں شہریت کو فروغ حاصل ہوا مملکت کے لوہے اور نوایں  
 رام پور نے نوایں کھنڈ کے شہر سے نام نہاد اختیار کر لیا بدایوں میں عہدی خاندان کے ایک حصے نے  
 شہریت اختیار کر لی۔ حالانکہ یہ خاندان خلیفہ اول سیدنا محمد علی اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہے۔  
 تفصیل کے علاوہ "نشان صبا" دہلی بیت "ارشاد عبدالغفور دہلی کا حقدار دہلی زور  
 ناک و محمد اصحاب قادیان کے کراچی دھنے نے ابھی حال میں شائع کی ہے۔

شیخ العلامہ اساتذہ سائہ مولانا ملک العلی نافوقی تھے۔

حکیم دلی محمد کے بیٹے حکیم المات علی اور پوتے حکیم دیوان عبدالمسیح نافوقی کے  
 شہرہ طیبہ گزرے ہیں۔

حافظ محمد حسن کے بیٹے حافظ لطف علی تھے۔ مولانا محمد احسن نافوقی کے  
 والد ابجد تھے۔ حافظ لطف علی "حافظ ابن حافظ" تھے۔ لطف علی زہرہ حفظ  
 کلام اللہ کی دولت سے مالا مال تھے بلکہ انہوں نے مروجہ رسمی علوم بھی حاصل کئے تھے۔  
 خاندان میں علم و فضل تھا۔ حقیقی بچا زاد بھائی مولانا ملک العلی مرزا عالم و فاضل  
 تھے جن کے علم و فضل کا ذکر نادر حکومت دہلی میں بیچ رہا تھا اور جو مسلک دلی الہی  
 کی مخالفتی سے مذہبات انجام دے رہے تھے اس سلسلہ کا اجمالی تذکرہ ان کے نسخہ پر درج ہے۔

مولانا ملک العلی کا حلقہ درس بہت وسیع تھا، دلی کا ہی نہیں شہر عربی کے مدرس  
 تھے اس کے علاوہ گھر پر بھی طلبہ کو تعلیم دیتے تھے مولوی کریم الدین باقی تھے (۱۸۶۹ء)  
 لکھتے ہیں کہ

"مدرس اعلیٰ مدرسہ مولوی ملک العلی حفظہ عالم ہے بدل اور ترقی  
 بے شمار اور فاضل کامل ہیں۔ عہدہ میر مولوی بشمارہ سرور پر مامور  
 مدرسہ میں مقرر ہیں۔ حق یہ کہ اس فاضل کی میسر تدریس و تفسیر  
 نہیں۔ فارسی، اردو اور عربی تینوں زبانوں میں مکمل دیکھتے ہیں۔ ہر ایک  
 علم اور فن سے جوان زبانوں میں ہیں۔ مہارت تامہ ان کو حاصل ہے اور جس  
 فن کی کتاب اردو زبان میں انگریزی سے ترجمہ ہوتی اس سے چند روز میں نسبت  
 پیدا کر لیتے ہیں۔"

لے تذکرہ طبقات اشعراء ہند و کریم الدین ص ۴۶۳ دہلی ۱۳۸۵ھ





مولوی محمد مظفر نالوئی رشید احمد گنگوہی اور مولوی

محمد قاسم نالوئی دونوں بڑے تھے۔

مولوی محمد قاسم نالوئی کا سال پیدائش ۱۲۳۸ھ اور مولوی رشید احمد

گنگوہی کا سال پیدائش ۱۲۴۲ھ ہے مولوی محمد مظفر کا سال پیدائش ۱۲۳۷ھ

ہے کیونکہ محمد مظفر تاریخی نام ہے اور خاندانی روایت کے مطابق مولانا محمد احسن

مولوی محمد مظفر سے تین چار سال چھوٹے تھے اس طرح مولانا محمد احسن کا سال پیدائش

تقریباً ۱۲۳۱ھ ہوتا ہے۔

مولانا محمد احسن کا سال وفات ۱۳۱۲ھ ہے نافوتہ کے اسی خاندان شیخ

زادگان کے ایک ذی علم بزرگ اور شجرہ شیخ زادگان نافوتہ کے واقعہ ہاہر منشی

نظیر محمد دکن نالوئی ایک ایسے شخص ہیں جنہوں نے مولانا محمد احسن کو دیکھا تھا ان کے

بیان کے مطابق مولانا محمد احسن کی عمر قریب ستر اگتر سال کے ہوئی اس طرح بھی

مولانا محمد احسن کا سال پیدائش تقریباً ۱۲۳۱ھ قرار دیا جاسکتا ہے۔

مولانا محمد احسن کے سال پیدائش کے سلسلے میں جس طرح معلومات

تعلیمی

۱۔ مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب

۲۔ مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب

۳۔ مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب

۴۔ مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب

نقشہ ہے۔

مولانا محمد احسن کے خاندان میں علم و فضل کا چراغ تھا۔ دادا اور والد حافظ قرآن

تھے۔ مولانا کی ابتدائی تعلیم گھر ہی ہوئی۔ مولانا نے اپنے والد حافظ صفت علی مرحوم سے

حفظ قرآن فرمایا۔ مولانا کے والد کے حقیقی چچا زاد بھائی "استاذ العلماء مولانا ملک اعلیٰ"

اس وقت دار الحکومت دہلی میں مجلس علوم و معارف کے صدر نشین تھے مولانا محمد احسن

ابتداءً ہی تعلیم کے بعد دہلی میں مولانا ملک اعلیٰ کے پاس تحصیل علم کی غرض سے پہنچے مولانا

مناظر احسن گیلانی مرحوم صاخب قاسمی جلد اول میں لکھتے ہیں کہ

نافوتہ کے لئے تعلیمی راہ کار دروازہ مولانا ملک اعلیٰ چتر شاہی

کی وجہ سے کھل چکا تھا وہ دہلی میں مقیم تھے اور دہلی کی سب

سے بڑی مرکزی درس گاہ دہلی کا ہے۔ استاد سے نہ صرف نافوتہ

بلکہ عثمانی شیعہ فرقہ کی برادری اس اطراف و جوارب کے جن تعاقبات

میں پھیلی ہوئی تھی وہاں ایک کے بچے مولانا ملک اعلیٰ کے ان

خاص حالات سے کافی استفادہ کر رہے تھے۔

مولانا مظفر احسن گیلانی مرحوم اس کی تشریح حاشیہ میں ان الفاظ کے ساتھ

کرتے ہیں کہ

"میرزا یوسف صاحب ہے کہ نافوتہ میں مظاہر علوم کے مدرس اول

۱۔ مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب

۲۔ مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب مولانا شمس الدین صاحب

مولانا محمد مظہر خان قوی ایثار العلوم وغیرہ جیسی مشہور کتابوں کے مترجم مولوی محمد اسحاق مدنی قوی دیوبند میں مولانا ذوالفقار علی حضرت شیخ المذہب کے والد ماجد مولانا فضل الرحمن مولانا شبیر احمد عثمانی کے والد ماجد اور اسی قسم کے بیسیوں بزرگ جہم پاتے ہیں علم و فضل کے ساتھ مشہور ہیں ان میں بعض حضرات انگریزی حکومت کی طرف سے محکمہ تعلیمات کے انسپکٹر بھی تھے مثلاً شیخ المذہب کے والد ماجد مولانا شبیر احمد کے والد ماجد دونوں حضرات کا جو حال ہے جہاں تک میر خاں ہے اس علاقہ کی اس جدید علمی روشنی میں بہت زیادہ وصل مولانا ملوک العلی کے وجود باوجود کوہے دلی پیچھے اور وہاں کی قیدی سہولتوں سے مستفید ہونے کا موقع ان بزرگوں کو بظاہر مولانا ملوک العلی کی وجہ سے میر آیا

مولانا محمد مظہر خان قوی اور مولانا محمد اسحاق دونوں حقیقی بھائی اور مولانا ملوک العلی کے قریبی عزیز تھے ہر دو نے تحصیل علم حضرت مولانا ملوک العلی سے دہلی میں کی مولانا ذوالفقار علی اور مولانا فضل الرحمن بھی مولانا ملوک العلی کے شاگردوں میں تھے اور ان ہر دو حضرات سے مولانا محمد اسحاق کے خاص تعلقات تھے بلکہ جب مرض الموت میں مولانا محمد اسحاق دہلی سے واپس ہوئے تو دیوبند میں مولوی ذوالفقار علی نے ٹھہر دیا اور دیوبند میں مولانا محمد اسحاق کا انتقال ہوا۔ یہ تمام تعلقات اس زمانہ کے تھے جب یہ حضرات مولانا ملوک العلی سے دہلی میں

مقبول علم کرتے تھے اور زمانہ ملازمت میں یہ تعلقات اور بھی پختہ ہو گئے تھے اس زمانہ دوران کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ مولانا محمد اسحاق نے دہلی کالج میں بھی تعلیم پائی۔ مولانا محمد اسحاق کی تعلیمی بیاض میں سلسلہ کی ایک یادداشت یہ ہے کہ کالج کے مشہور استاد "ماسٹر رام چندر دہلوی" المتوفی ۱۳۵۸ء کے تعلقات کا بھی ایک جگہ ذکر ہے ماسٹر رام چندر دہلوی سے تعلقات رام صاحب علی کے ہوں گے۔ مولانا محمد اسحاق نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی ان کی تعلیمی بیاض میں خود مولانا محمد اسحاق کے ہاتھ کی بعض انگریزی تحریریں ہیں مولانا محمد اسحاق نے سید احمد خاں کی فرمائش پر گاڈ فری پبلیش کی کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا دہلی کالج کے ایک استاد مولوی سچان بخش شکار پوری کے تلمذ کا بھی ذکر مولانا محمد اسحاق نے کیا ہے۔ مولانا محمد اسحاق نے نچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر شیلر پرنسپل دہلی کالج کی نگرانی میں دوسرے طبع ہوا۔

ہر خاں ہے کہ مولانا محمد اسحاق کے علاوہ ان کے دونوں بھائی مولوی محمد مظہر اور مولوی محمد شہزاد اور دوسرے حضرات مولوی ذوالفقار علی، مولوی فضل الرحمن

نے ماسٹر رام چندر دہلوی کے حالات کے لئے دیکھے مرحوم دہلی کالج انڈولی عبدالحق صاحب ۱۵۹-۱۶۳ (انجمن ترقی اردو دہلی) دہلی ۱۹۳۵ء

HISTOIRE DE LA LITTÉRATURE HINDOUE ET  
HINDOUSTANIE BY M. GARCIN DE TASSY VOL. 7  
P. 146. (PARIS. 1870)

مولوی محمد یعقوب نافوٹوی اور مولانا محمد قاسم نالوٹوی نے بھی دہلی کالج میں تعلیم حاصل کی ہے یہ تمام حضرات بقول مولانا مناظر احسن گیلانی تھے، مولانا مملوک علی سے تعلیق کی وجہ سے دہلی پہنچے اور تعلیمی سہولتوں سے مستفید ہوئے باستان مولانا محمد قاسم نالوٹوی دوسرے تمام حضرات نے سرکاری ملازمت اختیار کی۔

مولانا محمد احسن، مولوی محمد مظہر اور مولوی محمد شہزاد کالج آف ٹیچرنگ اور بریلی کالج میں ملازم ہوئے اور مولوی ذوالفقار علی، مولوی فضل الرحمن اور مولوی محمد یعقوب نافوٹوی، عسکر تعلیم میں ڈپٹی انسپکٹر بھی رہے۔

مولانا ذوالفقار علی کے متعلق تھارسان د آسی لکھا ہے کہ

”وہ دہلی کالج کے طالب علم تھے، چند سال کے بعد بریلی کالج میں پروفیسر ہو گئے۔ ۱۸۹۵ء میں وہ میرٹھ میں ڈپٹی انسپکٹر تھیں تھے میرٹھ میں سے واپس آئے ان کا بیان ہے کہ ذوالفقار علی ذہین اور جہاد ہونے کے علاوہ فارسی اور علوم مغربی سے بھی واقف تھے ان کے کام سے قطع نظر انہوں نے اردو میں سب سے پہلے کالج کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو بریلی سے ۱۸۹۵ء میں چھپی ہے اس کو

YATE'S POSTOLOZZIAN ARITHMETIC BY

H. B. RAIP.

کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔

مولانا مملوک علی، دہلی کالج کے شعبہ عربی کے صدر مدرس تھے اس نے نونہ درجہ بند کے حضرات ان کی وجہ سے کالج کے تعلیمی وظائف اور دوسری سہولتوں میں بھی مستفید ہوئے ہوں گے۔ اور دہلی کالج کے فارغ التحصیل ہونے کی وجہ سے سرکاری اداروں میں شمولیت ہونے میں بھی ان کو آسانی رہی ہوگی، بلکہ ان حضرات کے بعد بھی داروں میں ترقی کے لئے دہلی کالج میں تعلیم حاصل کرنے کو بھی ایک سہولت سمجھا جائے گی جو ان کے لئے دہلی کالج میں تعلیم حاصل کرنے کو بھی ایک سہولت سمجھا جائے گی۔ ورنہ اتنی آسانی سے تعلیم طرز کے فارغ التحصیل علماء کو ترقی دینا سرکاری اسکولوں کا بوجھ اور عسکر تعلیم کے ذمہ دار ہندوؤں پر منتقل نہیں کر سکتی تھی۔

مولانا محمد قاسم نالوٹوی نے دہلی کالج میں تعلیم حاصل کرنے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے سنا محمد یعقوب نافوٹوی کہتے ہیں۔

دہلی کالج، دراصل مدرسہ غازی الدین کا نام ہے یہ مدرسہ غازی الدین غلامیہ جو جنگ بلوچی ۱۲۰۴ھ میں نظام الملک آصف جاہ اول نے انجمنی دروازہ کے پاس قائم کیا تھا مدرسہ کی عمارت کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد بھی تعمیر کرائی تھی اور اسی ہی مقبرہ بنایا، جہاں وہ خود دفن ہوئے اسی مدرسہ کا دوسرا مدرسہ میں شروع ہوا اور ۱۲۵۸ھ میں یہ مدرسہ دہلی کالج میں تبدیل ہو گیا جو جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے پہلے دہلی کی ایک مشہور مدرسہ تھی مولوی عبدالحق مرحوم نے ”سرور دہلی کالج“ میں مدرسہ غازی الدین کا بانی فرزند جنگ ثانی غلام نظام الملک آصف جاہ اول لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے بلکہ ہندوستان کی تقسیم اسلامی مدرسہ کے بانی ذوالفقار علی صدیقی ۱۲۵۸ھ میں دہلی کالج میں مدرسہ غازی الدین کے بانی فرزند جنگ ثانی غلام نظام الملک آصف جاہ اول لکھا ہے۔ ۲۰

HISTOIRE DE LA LITTÉRATURE HINDOUE ET HINDOUSTANIE, VOL. I P. 461.

"والد مرحوم (مولانا ملک علی نانوتوی) نے مولوی صاحب  
 رحمہ اللہ (محمد تقی) کو مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں داخل کیا اور  
 مدرسہ اسلامیہ کو فرمایا کہ ان کے مال سے مقررین نہ ہو جو میں ان کو  
 پڑھانوں گا اور نہ یہ کہ تم انکے سے خود و بچہ کو اور قواعد صاحب کی  
 مشق کرو۔ چند روز میں چچا ہوا کہ مولوی صاحب مولیٰ مقالے دیکھ  
 چکے اور صاحب پڑھ کر کیا از بس کہ یہ واقعہ نہایت تعجب انگیز تھا طلبہ  
 نے بچہ یا چچہ مشرور کی کہ یہ عادی تھے۔ برات کا جواب یہ ہوا  
 تھا کہ آخر منشی ذکر اگر چند سو فی صد کسی ماسٹر کے پیچھے ہونے لائے  
 وہ نہایت مشکل سوال ہے ان کے مل کر لینے پر مولانا کی نہایت شہرت  
 ہوئی اور صاحب کی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ جب امتحان سالانہ کے  
 دن آئے مولوی صاحب امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ  
 چھوڑ دیا۔ سب اہل مدرسہ کو علی الخصوص ہیڈ ماسٹر صاحب کو کہ  
 اس وقت میں مدرسہ اولی انگریزی تھے نہایت افسوس ہوا کہ

نے دہلی کا چچا مراد علی، مولانا منظر الحسن گیلانی نے اس کو ایک کالج خرید کر یکے کا کالج  
 اس وقت کوئی وجہ نہ تھا دہلی کا ایک کالج تو سنہ ۱۹۱۰ء میں قائم ہوا ملاحظہ ہوا مقاصد  
 دارالہدیت دہلی از مولوی بشیر الدین صفحہ ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴،



چھوڑ دیا۔ یہ بات ان کے مزاج کے عین مطابق ہے۔

تخص الاما کے جامع نے مولانا اشرف علی تھانوی کی طرف یہ بیان منسوب کیا ہے کہ مولانا تھانوی فرماتے ہیں۔

"مولانا مملوک علی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم صاحب کے استاد ہیں، دہلی میں دارالافتاء سرکاری مدرسہ تھا اس میں ملازم تھے، الہادی ماہ شعبان ۱۳۵۹ھ (صفحہ ۳۲) لے

اس بیان پر بھی مولانا مناظر حسن گیلانی نے بلاوجہ دسے کی ہے اور مولانا حبیب الرحمن عثمانی کے بیان کو ملا کر ایک غلط نتیجہ اخذ کیا ہے بات صرف اتنی ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی کو سرکلہ کی مدرسہ کے نام میں تسامع ہوا۔ دارالافتاء سرکاری مدرسہ کا نام تھا بلکہ یہ عہد شاہجہانی کا ایک دارالعلوم تھا جس کو مفتی محمد الدین خاں نازندہ نے اپنے زمانے میں دوبارہ زندہ کیا تھا۔ اور وہ اس مدرسہ کے طلباء کی کفیل ہوتے تھے اور ان کو درس دیتے تھے، مولانا مناظر حسن گیلانی نے اس مسئلہ میں یہ نگہا ہے کہ

لے بحوالہ سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۲۳

لے واقعات دارالحکومت دہلی صیقل دوم صفحہ ۱۱۳ و ہندوستان کی تہذیب

اسلامی دس نکاحی صفحہ ۲۳

سے سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۲۲۳

"بہر حال دارالافتاء سے حضرت نانوتوی (مولانا محمد قاسم) کو کسی قسم کا تعلق نہ تھا، اتنی بات تو قطعی ہے؟

بارہ خیال میں مولانا گیلانی کا یہ بیان بھی پورے طور سے صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ مولانا گیلانی نے خود یہ بات مختلف آثار و قرائن کی روشنی میں ثابت کی ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مولانا رشید احمد گنگوہی کے ساتھ مفتی مسدود الدین نازندہ سے استفادہ علمی فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ امکان بھی ہے کہ یہ استفادہ مفتی عبداللہ بن عبدالمطلب سے مدرسہ دارالافتاء کے علاوہ دوسرے اوقات میں کیا ہو لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مدرسہ دارالافتاء میں استفادہ کیا ہو چنانچہ جب مولانا محمد یعقوب نانوتوی دہلی چھوڑ کر سرکاری ملازمت پر اجیر ہو چلے گئے تو مولانا محمد قاسم مدرسہ دارالافتاء میں کچھ دنوں رہے۔ ذکر تھا مولانا محمد حسن نانوتوی کی تعلیم اور دہلی کالج کے طالب علم ہونے کا مگر بات ذرا طویل ہو گئی بہر حال مولانا محمد حسن نانوتوی نے مولانا مملوک علی اور مولوی سیمان بخش کے علاوہ حضرت شاہ عبدالمطلب نعمادی و جنوری اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے بھی تعلیم حاصل کی حضرت شاہ عبدالمطلب نعمادی دہلی میں حدیث کی پڑھی گراںقدر خدمات انجام دے رہے تھے مولانا احمد علی محدث سہارنپوری دہلی میں سکونت پذیر تھے قبل انقلاب ۱۸۵۹ء دہلی میں آپ کا مشورہ مطیع احمدی تھا۔

حسن حسین کار اردو ترجمہ مولوی نواب قطب الدین و جنوری را المتوفی

۱۸۵۹ء شکر حضرت شاہ محمد اسماعیل محدث دہلی را المتوفی ۱۸۶۳ء

۱۸۶۳ء سے ۱۸۶۴ء میں گئی تھا اس ترجمہ کو ۱۸۶۳ء میں مولانا محمد حسن

نوفوزی نے مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجبائی دہلی کی درخواست پر مدد کر  
اس کے شروع میں مولانا محمد احسن لکھتے ہیں

”میری اس تصحیح اور ترمیم کو لوگ یہ سمجھیں کہ میں نے ترمیم کو  
اصلاح دی ہے تو چھوٹا منہ اور بڑی بات کے قبیل سے ہے بلکہ  
یوں تصور کرنا چاہیے کہ ”پرستوا“ پھر تمام کنندہ کو کہہ کر  
خاندان سے ترمیم کو فیض ہوا اسی خاندان کا یہ فقیر بھی زلہ رہا  
ہے میری سند اس کتاب کی یہ ہے کہ مجھ کو اس کی اجازت تین  
شخصوں سے حاصل ہوئی اول مولانا احمد علی صاحب بہاؤدین  
دوم مرشدی شاہ عبدالغنی صاحب مجددی سوم مولوی بکاش بخش  
شکار پوری اور ان تینوں حضرات کو اجازت دیکر آفاق مولانا  
محمد اسحاق دہلوی سے ہے۔“

مولوی محمد حسین مراد آبادی مولف انوار المعارفین مولانا محمد احسن کو ان الفاظ  
سے یاد کرتے ہیں کہ

”مولوی محمد احسن حافظ قرآن واعظ خوش سببان  
عالم فروع واصول ودانمندہ پارہی ودلائل مستقول و  
مدد علم معانی و کلام دروس کنندہ بفضاحت و بلاغت

نے غیر متین ترجمہ حسن صحت ترجمہ مولانا محمد احسن مقدس (دہلی ۱۲۱۰ھ)  
نے انوار المعارفین از محمد حسین مراد آبادی ص ۷۶-۷۷ دہلی ۱۲۹۰ھ

تمام مفسر کلام اللہ و محدث حدیث رسول و جامع جمیع علوم مترجم  
احیاء العلوم و متصف باخلاق حسن مستند سلمہ  
”جہاں کہ شریعت انوار المعارفین پھر لکھتے ہیں کہ  
”تحصیل علوم ظاہر در شاہجہاں آباد حاصل کردہ پودہ“

یہ وہ زمانہ تھا کہ قلعہ دہلی آباد تھا آخری منسل بادشاہ ابوظفر سراج الدین محمد  
بہادر شاہ زینت دہ تخت و تاج تھے ہر فن کے علماء و فضلاء ادا پار و شعر و دہلی میں  
موجود تھے غرض سمر ثقافت و شائستگی کی شرح سنبھالائے رہی تھی، مولانا محمد احسن نے  
اسی دہلی میں تکمیل و تحصیل علم کی۔

مولانا محمد احسن کے تعلیمی حالات کی صرف اس قدر نشان دہی ہو سکی خلاصہ  
یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن نافونہ میں کیا پھر حضرت مولانا مملوک اعظمی کے  
باس دہلی پہنچے اور دہلی کالج میں پڑھا اس وقت کے متذکرہ مولانا مملوک اعظمی نافونوی  
مولا احمد علی محدث بہاؤدین، شاہ عبدالغنی مجددی اور مولوی بکاش بخش شکار پوری  
وغیرہ سے تحصیل علم کیا یہ تمام حضرات مکمل الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے  
خاندان کے فیض یافتہ تھے اور ان حضرات کا مسلک بھی دہلی تھا۔ مولانا محمد احسن کو بھی

نے مولانا محمد احسن کا ترجمہ مولوی محمد حسین مراد آبادی نے انوار المعارفین میں درج کیا ہے، اسی کا  
خلاصہ ”غائب بیگ عرف محمد فہرہ مراد بیگ نے کلیات مجددی فی احوال الایام اللہ بسوم  
پہنختہ الایام“ (جلد پنجم ص ۱۷ دہلی ۱۳۲۴ھ) میں درج کیا ہے۔

نے انوار المعارفین ص ۷۷

اسی خاندان سے ملحق فیض حاصل ہوا مولانا محمد احسن کے یہ الفاظ کس کسی قسم پر  
تاکیدی ہیں نہ

”جس خاندان سے مترجم کو فیض ہوا اسی خاندان کا یہ فقیر

بھی نہ رہا ہے“

علم حدیث کی تحمیس و تکمیل حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رطونی <sup>۱۲۹۹ھ</sup><sub>۱۸۸۹ء</sub>  
سے کہ شاہ عبدالغنی مجددی شاہ محمد احسان دہلوی کے شاگرد تھے مابین متقی و پرہیزگار  
بزرگ و عالم تھے لغت بندی سلسلہ کے مشہور شیخ اور خالق حضرت مولانا مظہر عباسی <sup>۱۳۰۹ھ</sup><sub>۱۹۰۹ء</sub>  
نے مندرجہ ذیل تھے شاہ صاحب کے مولانا محمد احسن بیعت ہوئے۔

مولانا احمد علی محدث سہارنپوری بھی حضرت شاہ محمد احسان دہلوی کے شاگرد  
تھے تہذیبی و انہماک دہلوی کو افتخار و مناسبات بنام یہی ان کے متبع احمد علی سے  
حدیث و تہذیب کی فائز ترمذی <sup>۱۲۹۶ھ</sup><sub>۱۸۸۵ء</sub> میں زید علی بخاری <sup>۱۲۹۶ھ</sup><sub>۱۸۸۵ء</sub> میں مشرف  
طبع ہوئے جس کے علاوہ دیگر مسطورات، اسلامی بھی اس مطبع سے مشائع ہوئے مولانا  
محمد احسن نے ان ملازمت و تجارت کتب کا بھی سلسلہ قائم رکھا مولانا احمد علی  
محدث سہارنپوری کے مطبع احمد علی کی مطبوعات خاص طور سے سزا کو فروخت کرتے  
تھے مولانا محمد احسن کے تعلقات مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے ساتھ ان کے  
انتقال <sup>۱۳۱۹ھ</sup><sub>۱۹۰۹ء</sub> تک رہے۔ مولانا محمد احسن کبھی کبھی مولانا احمد علی محدث

سہارنپوری سے قرض بھی لے لیتے تھے مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے اکثر اشیاء  
اسی سے مولانا محمد احسن کے ذریعہ منقولہ تھے ان رد وابطال تعلقات کا اندازہ قلمی بیاض  
سے ہوتا ہے۔

مولوی سیدان بخش شکار پوری کی کتاب ”محاورات ہند“ مشہور ہے اور متعدد بار  
چھپ چکی ہے مولانا شاہ محمد احسان دہلوی کے شاگرد تھے دہلی کالج کے لائق اور کاغذ کار  
ہیں تھے بن خدا کان اور توک تیموری کا اردو ترجمہ کیا اس کے علاوہ تذکرہ مفسرین  
اردو گرد مکمل بھی لکھا ہے مولانا محمد احسن سے اکثر کتابیں منگواتے مولانا محمد احسن اور  
مولوی سیدان بخش آپس میں ایک دوسرے سے قرض بھی لیتے دیتے تھے۔

مولانا مولوک الملکی سے مولانا محمد احسن کے خاندان اور ربط نسب اور استادی و  
شاگردی کے تعلقات تھے مولانا محمد احسن کو بعد فراغ علم زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ انہی <sup>۱۳۰۹ھ</sup><sub>۱۹۰۹ء</sub>  
میں کوفہ فیر دہلی، مولوک الملکی کا دہلی میں انتقال ہو گیا مولانا محمد احسن صاحب  
کے قلمی بیاض میں مولانا مولوک الملکی کے متعلق دو تین جگہ ”جناب علی احمد علی صاحب  
یہ حضرت مولانا صاحب مرحوم“ جیسے قلمی الفاظ نظر سے گزرتے مولانا مولوک الملکی کے  
نسب کے بعد بعض ملاقات و حسابات مولانا محمد احسن نے منیائے۔

مولانا محمد احسن کی کوئی سند علیحدہ ہمیں دستیاب نہ ہو سکی مولانا احمد علی محدث  
سہارنپوری کی سند ”حیات شہنشاہی میں اور حضرت شاہ عبدالغنی مجددی <sup>۱۳۱۹ھ</sup><sub>۱۹۰۹ء</sub> کی اس سید

نے مرحوم دہلی کالج <sup>۱۳۰۹ھ</sup><sub>۱۹۰۹ء</sub>

مولانا مولوک الملکی ناٹوکی کے حسابات فیصلہ میں شامل کر دیئے گئے ہیں

حیات مشعل <sup>۱۳۰۹ھ</sup><sub>۱۹۰۹ء</sub> ۸۶

نہ خیر نہیں ترجمہ حسن حصین و مقدمہ کتاب

تعمیل کے دیکھئے حیات شہنشاہی از مولانا سیدان محمدی <sup>۱۳۰۹ھ</sup><sub>۱۹۰۹ء</sub> (مظہر کرم <sup>۱۳۱۹ھ</sup><sub>۱۹۰۹ء</sub>)

۱۰ ایالت بخشی ہے جس میں شامل ہیں سہی اساندر ملانا محمد حسن کی بھی موتیں لیکن ہم ان کو یہاں درج کیے معنوں کو طوالت نہیں دیں گے حصن حصین کی جو سند خود مولانا محمد حسن نے لکھی کہ اس کو انور کیا جاتا ہے ۱۱

۱۲ (مولانا) محمد حسن ناٹوٹی کو مولانا احمد علی سہارنپوری، شاہ عبدالغنی مجددی اور مولوی سچان بخش شکارپوری سے حصن حصین کی سند ملی اور ان حضرات کو شاہ محمد اسحاق سے اور ان کو حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے اور ان کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے اور ان کو شیخ ابوالہر محمدی سے اور ان کو شیخ ابراہیم کردی سے اور ان کو شیخ احمد قاسمی سے اور ان کو شیخ محمد بن قدوس مرشادوی سے ان کو شیخ قسطلدین محمد بن احمد بن محمد علی سے اور ان کو شیخ زین الدین زکریا انصاری سے اور ان کو حافظ وقت قلی الدین محمد بن محمد بن محمد باغی سے اور ان کو مولف کتاب ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد جزیری شافعی سے

مولانا محمد حسن ناٹوٹی نے شاہ عبدالغنی دہلوی کی ایک سند شیخ محمد عبدالرزاق کے ذریعہ سے بھی اپنی قلمی بیاض میں نقل کی ہے جس کو یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

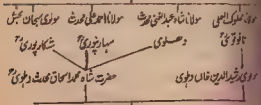
عن ایشیہ المقدس، عظیم التوبانی المولانا عبدالغنی عن ایشیہ محمد عبدالرزاق عن امام المحدثین وواقفہ المجتہدین، ایشیہ صاحبہ عن محمد العسکری المستوفی الشہیر

۱۳ ایالت بخشی ہے اساندر ایشیہ عبدالغنی نے محمد بن عبید بن عبد الجبار نقی بری ۳۸۵ھ سے ۴۲۵ھ خیرترین ترجمہ حصن حصین، مقدمہ کتاب

۱۴ ایالت بخشی ہے اساندر ایشیہ عبدالغنی نے محمد بن عبید بن عبد الجبار نقی بری ۳۸۵ھ سے ۴۲۵ھ خیرترین ترجمہ حصن حصین، مقدمہ کتاب

۱۵ خوس مولانا محمد حسن کے ہر چہار اساتذہ کرام کا سلسلہ درج کیا جاتا ہے کس طرح امام البندیکیم حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی پر منسوب ہوا ہے۔

مولانا محمد حسن ناٹوٹی



سراج البند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

عظیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

۱۶ ایالت بخشی ہے اساندر ایشیہ عبدالغنی نے محمد بن عبید بن عبد الجبار نقی بری ۳۸۵ھ سے ۴۲۵ھ خیرترین ترجمہ حصن حصین، مقدمہ کتاب

سے خاطر خواہ غامدہ ہوا، ان تمام اوروں کی تعلیمی کوششوں، ودان کے نتائج کا تعلیمی جائزہ لینا ہمارا اعتقاد نہیں ہے، دینی کالج کے مفید اثرات ملک میں ضرور پھیلیں رہے، اس کی دوش نہیں برتی اور میرٹھ میں قائم کی تعلیمی دینی تعلیم کی اشاعت و ترقی میں دینی کالج کے تعلیم یافتہ حضرات کا خاص ہندو ہے، دینی کالج کے فاضل مدرس مولانا ملک نور کے ذہن و برادری کے جن حضرات نے مولانا کی سرپرستی میں تعلیم پائی وہ حضرات بھی تعلیم نظام میں منسک نہ ہو گئے ہیں۔ مولانا فضل الرحمن دیوبندی اور مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کی پیشانی پر مدارس رہے مولانا ملک علی کے صاحبزادے مولانا محمد یعقوب، نالو قوی اجمیر کے ہیں مدرس مقرر ہوئے پھر بنارس، ممبئی اور بہار دیوبندی دینی انسپکٹر مدرس رہے، اسی طرح مولانا ملک علی کے عزیز و قریب مولانا محمد رمضان جب تعلیم سے فارغ ہوئے تو مدرس بنارس کالج میں بحیثیت مدرس اول فارسی ان کا تقرر ہوا۔ مولانا محمد احسن صاحب کی ملازمت کا آغاز بنارس سے ہوا مولانا قیام بنارس اپنی پہلی تصانیف تحفۃ المحسنین کے آثار میں لکھتے ہیں۔

”جب کہ کارکنانِ تقدیر نے لوزی میں بسروپ کی شہر بنارس میں لکھ دی تو عبیدۃ اولیٰ مددی کے مدرس بنارس پر مامور اور چندہ بہالہ دے کر بامشردی سے بیار کے واقفیت حاصل کی تو بعد دو سال کے ایک شفیق نے مجھے کہا کہ اگر بیان ان عارفوں کا جن سے مراد نکاح کرنا حرام ہے اور دین پر جانے تو نہایت مفید

ہوے اول تو میں نے سبب ثلث بغاوت اور عدم فرست کے اس امر سے اعراض کی مگر چونکہ ان کا اصرار زیادہ ہوا، تو میں نے یہ خیال کیا کہ کوئی رسالہ اردو میں اس باب میں تالیف نہیں ہوا تو اس امر پر کے انجام دینے کو تیار ہوا اور خدا کے فضل سے یہ رسالہ ۱۲۶۵ھ میں ۱۸۴۶ء میں عین عیدین کے یور اقام سے آراستہ ہوا۔

مبارت بالا سے سلام ہوا کہ مولانا محمد احسن صاحب کا تقرر ۱۲۶۵ھ سے ۱۸۴۶ء میں بنارس کا ہی تھا بحیثیت مدرس اول ہوا اور یہ الفاظ کہ ”جب کارکنانِ تقدیر نے لوزی اسے بسروپ کی شہر بنارس میں لکھ دی“

سے بظاہر معلوم ہوا ہے کہ تحصیل علم کے بعد بنارس ہی سے مولانا محمد احسن صاحب کی ملازمت کا آغاز ہوا ورنہ یہ الفاظ نہ ہوتے بظاہر وغیرہ کا ذکر ہوتا۔ بنارس کے قیام کی تفصیلات نہیں ہیں، مولانا محمد رمضان نے بنارس کے قیام میں اپنے اہل بیت کا ایک وفد قائم کر لیا تھا۔ ایک شفیق کی درخواست پر مولانا محمد احسن نے رسالہ تحفۃ المحسنین لکھا مولانا سے بحیثیت ایک ولایتی لوگ فرادے اور مدنی مسکن چوتھے تھے آپ کے کئی فرزند تحفۃ المحسنین میں شامل ہیں۔

بنارس میں مولانا محمد احسن میں بیٹے اور حامی الاولیٰ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۶ء میں مولانا محمد احسن کا تعلق بنارس سے یقیناً ختم ہو چکا تھا کیونکہ یہ زمانہ برقی میں آنے کا ہے۔

مولانا محمد احسن کے چچا پانچ سالہ قیام بنارس میں بنارس کالج کے طلبہ رہے

تعلیمی نامہ سے حاصل کئے مسلمانانِ بابر نے مولانا سے مذہبی و دینی خدمات میں لیکن اس کے سوا ایک اور اہم کارنامہ مولانا محمد احسن صاحب نے انجام دیا جس کا ذکر حسب اس طور سے ضروری ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے پٹنہ پر ایک ہندو میں تجدیدِ احیاء دین اور کتاب و سنت کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ دینی تاریخ کا ایک اہم باب ہیں اس سلسلہ میں اس خاندان کے کارنامے بڑے روشن اور تابناک ہیں جو غیر میں یہاں کے غیر مسلمائی معاشرہ کے اثر سے نکاحِ یوگان کو صیغہ خیال کیا جا تھا۔ حضرت سید احمد شہید اور مولوی محمد اسماعیل شہید کی صلی جمعیہ سے نکاحِ یوگان کا خوب شروع ہوا خاندان شاہ ولی الہی کے متقیین و فیض یافتگان نے خاص طور سے اپنے اپنے تعلقوں میں نکاحِ یوگان کو رد کیا، مولانا محمدا علی نائوٹوی نے باوجود زمان کی مخالفت کے احیاء سنت کے خیال سے پہلا نکاحِ قصبہ منگھور وضع کیا۔ پھر ان کے کاعلمی سادات کے متذہب و حرز و کن قاضی سید فدا حسین کی بیٹی، اصانت النساء سے کیا۔ آپ کے حجازی دوست مولانا محمد یعقوب نائوٹوی نے اس نکاح کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کہ

”و اندر مرحمت ہو نکاحِ یوگان کو بہت خوبصورتی

سے اجراء فرمایا۔“

ہرے کو تو یہ نکاح ہو گیا مگر بقول شفیق منگھور کے سادات کا طبع کی ناک کھٹ گئی اور آئندہ نافرمانی اور منگھور سے رشتہ داری کے تعلقات بڑھ سکے۔

نہ سوخٹری مولانا محمد قاسم نائوٹوی از مولانا محمد یعقوب نائوٹوی صفحہ ۱۲

قطع ہو گئے۔

مولانا محمد احسن صاحب بابر میں مقیم تھے کہ ان کے عہدِ احباب میں سے ایک شخص ”سی“ غلام محمد کا انتقال ہوا۔ انہوں نے ایک جوان بیوہ، ایک لڑکی، غنیب اور ایک شیرخوار بچہ اپنی یادگار حیرت سے یہ عسکر اور پاکیزہ بیوہ خاتون بزرگوار و مغامدان کے عبور سے ہم درواج کے مطابق نکاحِ ثانی نہیں کر سکتی تھی عالمانہ شریعت اصلاحی کی طرف سے صریح اجازت تھی اس بیوہ خاتون کا مولانا محمد احسن صاحب کے یہاں کچھ وقت کا مسکن تھا لیکن مولانا محمد احسن جیسے عالم دین و فقیہ مولانا محمدا علی نائوٹوی کے قریب شاہ ولی اللہ دہلوی کو یہ امتداد سنت کس طرح آوارہ ہو سکتی تھی اس میں حیرت و دینی مفاسد و خطرات پوشیدہ تھے مولانا محمد احسن صاحب نے ان لوگوں کو حیرت کی دست گیری کی اور شریعت کے حکم کے مطابق ”بیوہ غلام محمد بزاری کے ساتھ نکاح کر لیا۔ در شرعی طور سے ان کے گھٹیل و سر پرست بن گئے۔

اس بچے کا نام مولانا محمد احسن صاحب نے ”عبدالاحد“ رکھا یہ کون عبدالاحد ہے۔ یہی سلطانِ محبتانی دہلی کے مالک مولوی عبدالاحد ہیں جو بڑی حیثیت اور شہرت کے مالک ہوئے۔

”مولانا مولوی حافظ خان بہادر عبدالاحد مالک مطبع محبتانی“

آزیری محبِ طریث و دین علم دہلی“

شاہی ہند میں وہ آج کا میدانِ تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہے ہندوؤں کے عہدِ قدیم میں بھی اور مسلمانوں کے زمانہٴ اقتدار میں بھی مسلمانوں کے زمانہ میں قبولِ علامہ سلیمان ندوی مرحوم دہلی کے

بعد حکم کا موکب ہوا اور سرزمین ہند میں علم و فضل کے اعتبار سے نہایت  
 بڑی دو بیویوں کے عہد میں وہیں کھڑا علاقہ علماء و علماء کی سکونت سے متور ہو گیا  
 چھوٹے چھوٹے قبیلے اور قومیں آئے۔ وہ ہندوؤں کے معتقد آؤں کی خاطر ہندو  
 سے ترقی ہوئی برہمن کو "رکش دہی" کا مقام ملا۔ اس لئے ہندوؤں نے "بھارتی منڈ" کا نام  
 پایا۔ پہلی بھارت "حافظ آباد" کے نام سے مشہور رہا۔ اس کے خاتمے ترقی ہوئی تہ  
 ۱۸۵۷ء میں دو بیویوں کے استیصال کے بعد وہاں دیر انداز کے عہد میں یہ  
 گنجانا اور بغیر علاقہ بری طرح تخت و آرائش اور دیوان کیا گیا۔ اب ہندوؤں کا عقائد یہ  
 اور صدر سے سمجھ کر شاعر، مسلمان کی اعلائیہ ہندو کی گئی تہ

- ۱۰ حیات شہلی، زعلار سیر سیمان ندی پر حرم ص ۷
- ۱۱ اخبار انصاف و عدل، انجم غفرانی، رام پوری ص ۱۰۱ دکن ۱۹۱۵ء
- ۱۲ تاریخ ہندوستان، ڈاکٹر اظہر علی ص ۱۰۱ (۱۹۱۵ء)
- ۱۳ اخبار انصاف و عدل، ۱۹۱۵ء
- ۱۴ ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں، ازابو الحنا، ندوی ص ۲۴
- ۱۵ اخبار انصاف و عدل، ۱۹۱۵ء، انجم غفرانی، رام پوری ص ۹۰
- ۱۶ حیات ناقہ رگت خن، امیر مظاہر علی، برہمنی، ص ۳۳۸، ۱۹۱۵ء
- ۱۷ انجیل، ۱۹۱۵ء، دیر ہندو، ۱۹۱۵ء، تاریخ ہندوستان، ڈاکٹر اظہر علی، رام پوری ص ۲۶
- ۱۸ دکن ۱۹۱۵ء

۱۸۵۷ء میں سکول کی عمارت کی تعمیر شروع ہو گئی جو ۱۸۵۸ء میں اتمام کو پہنچی اس  
 وقت کارک کھڑے برہمن تھے جن کی کوششوں کو بھی برہمن کی تعلیمی ترقی میں بڑا دخل تھا۔ برہمن  
 کے سکول کو خوب ترقی ہوئی تو اب نیاز احمد خاں برہمن برہمنی ہول، تاریک دکن کھڑے  
 تھے ہیں تہ

"برہمن سکول ۱۸۵۸ء میں زیادہ ترقی ہوئی"  
 اس کی وضاحت منشی گنکاری لال، اس طرح کرتے ہیں تہ  
 "سکول گھریاں دہلی کا کش اسکول انگریز اور دہلی نہایت  
 مشہور اور نامی ہے"

برہمن کی یہ درس گاہ اور مدرسہ اسکول دہلی کا بچے کی شاخ قرار دینے ۱۸۵۷ء  
 تک برہمن سکول میں کوئی فیس نہیں لی جاتی تھی ۱۸۵۷ء میں برہمن کا یہ اسکول کا بچے  
 کو روکا۔ مولانا محمد احسن صاحب نے دہلی شہر کے صدر مقرر ہونے اور مولانا بانس سے  
 تہذیب الادب ۱۸۵۷ء مطابق اپریل ۱۸۵۷ء میں تہذیب ہو کر برہمنی سینے

مولانا محمد احسن برہمنی کا بچے میں شہید قادی کے صدر مقرر ہونے جب عربی  
 قیام برہمنی کا اجراء ہوا تو دونوں شعبوں کی صدارت ان ہی کو تفویض ہو گئی جیسا  
 انصاف و عدل کی تقریر سے معلوم ہو سکتا ہے عرب خانی وغیرہ کے ڈرگرافٹ پیسک  
 شہر کش نامہ تعلیمات نے نصاب کی اکثر کتابیں مولانا محمد احسن سے لکھوائیں ہیں

- ۱۰ تاریخ دہلی کھڑا از نواب نیاز احمد خاں برہمنی برہمنی ص ۵۹
- ۱۱ منشی دہلی گھڑا برہمنی برہمنی (۱۸۵۷ء)
- ۱۲ تاریخ منشی برہمنی، منشی گنکاری لال، دکنی، منشی محمد زیم، آف پاکستان، دکن





ای سلسلہ میں یہ بھی تحریر ہے

ہا میں روپیہ ہزار اور آخر ہا سوال وعدہ کردہ اندر گم بہند  
در تمام وہ دوا دہ روز بہا والا معرفت عبدالرشید  
پیام فرستادہ دہند کہ چون فلاں کسی دریا بنیافت وارا اختیار  
اجمال نداده است بزودی مبلغ مرحمت فرمائید

میں نے ایک مہم میں یا دلی و فزی کلاں ہلے جلد است اندو  
آق نہ کردہ گرفتہ آید و نزد قادی بخش و فزی لنگ جلد بردارد  
است اگر گم بہند گرد والا بقاضا و قادی بخش و یا دلی و فزی  
روپیہ بہند لید آمدن خود خواہم نمید، و اگر کے حساب گرایم  
سکان پر سد حوالہ محمد نسیم صاحب سوداگر کنند و از ایشان خواہم  
گفت و اگر خرج بخانہ مطلوب شود از الہ بد فال صاحب یا از  
حزبانچی گرفتہ غایت فرمائید و از خزانچی گم بہند کہ فیصلہ دہی مشن  
بشدہ وی، بخانہ کار نیست لہذا دیکھ کہ نقد جمع کردہ بدم واپس  
فرمائید کہ بغیر دوات صرف مشترکہ شے

مولانا فضل الرحمن کے صاحبزادے مولانا حبیب الرحمن بریلی میں پیدا ہوئے مولانا محمد

مولانا محمد یعقوب انور قوی بھی بریلی میں ڈپٹی ایجوکیشنل آفیسر مولانا محمد حسن  
یاض سے معلوم ہوا ہے کہ شعبان ۱۳۵۵ھ میں مولانا محمد یعقوب انور قوی بریلی میں  
میں لاہور مولانا حبیب الرحمن عقیلی کے والد مولانا فضل الرحمن واپس ہندوستان  
۱۳۵۵ھ میں بریلی میں ڈپٹی ایجوکیشنل آفیسر تھے جب مولانا محمد حسن نے افت  
۱۳۵۵ھ میں بریلی کو چھوڑا تو بعض مسالحت و اختلافات نہرو دی مولانا فضل الرحمن  
ہی کے سپرد کئے تھے جیسا کہ تحریر ذیل سے ظاہر ہے۔

”اچھے ختیب میں نہروست بخانہ ام خود جب اداس نہرو پرچہ  
کاغذ یادداشت ارقام کی کردہ باشند و نمونہ احقر نزد خزانچی  
تیس وار نہرو، و اگر نہ نزد خود جمع کی کردہ باشند کہ در جمعیت  
نزد خزانچی حتمی است و فیہ نامیہ و رقمہ مشین محمد نسیم ہم لید  
و نمونہ نمونہ اداس بہ فروم و اگر ڈاک بہ نہرو جاری باشد  
از مودی محمد حسین دریافتہ خط بنام مولوی احمد علی نویسند۔“

پھر مزید تحریر ہے

”مولوی فضل الرحمن صاحب ان روپیوں کو وصول کریں گے۔“

مولوی میرا محمد بابت قیمت مسلم مفتی غایت احمد بابت مسلم

مولوی عزیز الدین بابت کام مجید مولوی شمس الدین تقی حسین علی احمد

۱۵ ۱۵ ۱۵ ۱۵

یہ تحریر مولانا محمد حسن صاحب کی تعمیری یاض سے مقتبس ہیں  
مولانا فضل الرحمن و دیگر مرخصی و ادب بندوں بقیصل مولانا علی مولانا مولانا علی کے ڈپٹی  
ایجوکیشنل آفیسر تھے لہذا یہ تحریر و غیو میں ہے مولانا حبیب الرحمن و محمد در معلوم دہندہ  
و ان کے صاحبزادے



نہیں حیثیت کے مالک تھے وہ انگریزی حکومت میں مددگار رہ چکے تھے اور حکومت کے پیشواؤں تھے انگریزوں کا کشتہ روں میں کھنڈنے خان بہادر خان کو اپنا مستطیر سمجھا اور فرمایا کہ کیا کو خان بہادر خان میرے دل سے خیر خواہ ہیں اور نواب فتح بہادر خان نے بھی کشتہ کے اقتدار کو آخر وقت تک برقرار رکھا ہے

سنی ۱۲۵۷ھ کے دوسرے ہفتے میں جب دیگر مقامات کی رحلت تک خبریں مل رہی تھیں تو انگریزی حکام بہت خوف زدہ ہوئے کہ انہوں نے اپنے اہل و عیال کو ہتھیاروں سے لیس کر کئی تال پتھاروں کا سامان کیا ہے۔

ماہرینی کو نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد امجد علی صاحب نے بی بی کی مسجد نور علیہ السلام  
مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف  
قانون ہے۔ کہے خواب بنیادوں کنٹر بریج، ملٹر انڈسٹری کے بھاری ہندوکار تھے، اور  
قواب صاحب کنٹر بریج کی پر اعتماد تھا۔ اس سلسلہ میں ایک انگریز مورخ نے قتل فرما ہے۔

FIFTY SEVEN BY HENRY GEORGE KEENE c1

P. 128 (London 1683)

۵۶ ماریه عظیم از گنبدال سال ۳۸۴ (نول کشور پس لکهنو ۱۹۱۶ء)

مولانا محمد امین صاحب کی اس جانت مسجود توفیر اور انور قیام کے اسحق عالمانہ راقم نے حکیم  
 نعمت علی خاں عوف کو اپنا مرحوم پسر کا علم "نور الدین علی بی" سے جسے مسکو کے پیر شہزادہ گل خان قیوم نے حکیم  
 نعمت علی خاں (جانبیکر) سے حاصل کیا، حکیم سید محمد علی خاں مولانا ابوبکر بنیاد پر رکھے چکے تھے۔ ان  
 مسند دار سید نے اربعہ ۱۲۵۰ھ کو ان کا اختتام ہوا۔

”پچھلے مہدی کے..... محافظ و حافظ رحمت ناس کے  
پوتے خان بہادر ناس نے کشتہ درہٹی کی لکڑیوں کی پوری پوری  
تائیدی اور درہٹی کا کالج سے منسلک ایک مولوی محمد رحمان نے  
مسجد میں تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف  
قانون ہے۔“

اس تقریر سے بریلی میں ایک انگ لگا دی، اور تمام مسلمان مولانا محمد حسن کو لائق قوی  
نے حذف کر گئے۔ اگر کوئی شہر شیخ عبداللہ کی بنیاد پر مولانا بریلی میں چھوڑ دے تو ان کی  
بدن کو بھی خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔

اس تقریر کا رد عمل یہ بھی ہوا کہ ۵ ہجری حشر نامہ کو بروز عید الفطر کے مسجد  
میں مولوی رحیم اللہ خاں نے مگر نیرنگ کے خلاف سخت تقریر کی۔ اس موقع پر حضرت خاں  
بھی موجود تھے۔ مسلمانوں میں یہ جوش پیدا ہو گیا کہ محکمہ کو نالی شہر نے اپنی محنت کے  
بجائے جوش کو شہر کر دیا۔

برہنہ کا ایک شہر فارغانا مولوی قطب شاہ نے مشہور درہ کے نام سے ایک  
نئی قائم کیا جس میں القصب سے متعلق اور پھر شائع و طبع ہوا۔

FIFTY SEVEN BY HENRY GEORGE a

KEENE P. 128 (London 1883) & FREEDOM

STRUGGLE IN U.P. Vol. V. P. 170

FREEDOM STRUGGLE IN U.P. VOL 5 P 171

Do. P. 173.

3

۲ ہجری ۱۱۸۸ء کو مولانا محمد حسن نے بریلی چھوڑ دی مولانا نے بریلی چھوڑنے وقت مولوی فضل الرحمن صاحب کے بعض بدایات و اشارات قسمی یا عمومی لکھے ہیں جن کی جلیبی

۱۔ اچھے عقب من ضرورت نہجۂ نام خود جناب ادا ساندہ برہمپ  
کاغذ بطور یادداشت اترامی کر دے باشندہ تنخواہ اختر ترخڑا پانی جمع  
دار نہ یا از گرفتہ نزد خود جمع کی کر دے باشندہ در جمعیت نذر خزانہ  
اقبال است و نہ یا، و قرضہ شیخ محترم صاحب ہم بعد وصول  
تنخواہ ادا یا ضرور در گرداک سہارن پور جاری باشندہ مولوی محمد حسین  
دیانتہ خطے نام مولوی احمد علی صاحب فرستہ کہ نکلاں کس ہندوی بنام شیخ  
ظفر علی فرستادہ بود مگر بسبب شور و غوغا اب بوا نہ رسید و چون رسیدن  
سہارن پور ہم ظہری از شاہ تہ و شک نیست و خوش بنگلہ مصائب  
گزیدہ بریلی راگزاشت و سرگردان شد لا جرم فرستادن مبالغہ  
موقوف بروقت دیگر ماند، اگر ہرج جناب باشندہ از مبلغ مبالغہ  
کو نزد جناب جیب ہستند کہ ام حیلہ شرعی بعد تبدیل وغیرہ کار و دینی  
کوہ گیرہ در شان مولوی احمد علی، جس است کہ در سہارن پور محلہ عقیقہ  
در رسیدہ نزد مولوی احمد علی صاحب برسد

مولانا محمد حسن بریلی سے آکر آئے حکیم سادات علی صاحب رئیس عظیم اولیو دارالہمام  
ریاست ام پور کے صاحبزادے حکیم ولایت علی صاحب کے پاس ٹھہرے اور پھر داسے  
مام پور انخانان ہو کر نہ (سہارن پور) پہنچے۔

انقلاب شمس کے آگے تین چار ماہ بعد سہارن پور میں شراپا کی SPANKIE

کے مظالم اور انقاہت اندیشی نے مسلمانوں کو مشتعل کر دیا تھا اس کی محنت ہوں کہ نہ بھون  
کے دین قاضی غایت علی کے والد عبدالرحیم صاحب (صاحب) سہارن پور سے تھے ایک  
ساتھ نے بھڑکی کر دے لوگ باقی خرید کر چھوڑ دیے وہی جائیں گے سزا پسکی نہ حقیقت  
حال معلوم کرنی پائی مگر حجابات قابل طینان تھے اس لئے اس نے قاضی عبدالرحیم کو اور  
ان کے بھتیوں کو پھانسی دی۔ اس خبر رشتہ اثر سے بھلا بھول، دیوبند نیز دیگر  
فرقی بستیوں میں ایک ایک گنگ تھی۔ تھانہ بھون جس حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی  
مافطہ محمد قاسم، مولانا شیخ محمد قاسم، مولانا محمد مظہر نانوتوی، مولانا محمد سیر نانوتوی،  
دلا، رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی اور قاضی غایت علی وغیرہ نے مجلس  
مشاورت عقد کی اس مجلس میں مولانا محمد حسن بھی شریک ہوئے۔ مولانا شیخ محمد قاسم نانوتوی نے  
جہاد کے خلاف رائے دی اور فرمایا ہے

”جب قاضی غایت علی عام جنگ کے دوران خاموش رہے

۱۔ مولانا شیخ محمد شیخ بریلوی، تھانہ بھون میں مظفر علی وطن ہے پھر اس نے ۱۸۸۸ء میں  
پہنچا ہے۔ جیڑی قسیم وعت قرآن تھانہ بھون میں کیا پھر مولانا شیخ حضرت شاہ محمد سمان دیوبند کے خدمت  
میں رہ کر تھانہ بھون میں داخل ہوئے مولانا شیخ حضرت تھانہ بھون میں داخل ہوئے مولانا شیخ حضرت تھانہ بھون میں داخل ہوئے  
سب سے پہلے مولانا شیخ حضرت تھانہ بھون میں داخل ہوئے مولانا شیخ حضرت تھانہ بھون میں داخل ہوئے مولانا شیخ حضرت تھانہ بھون میں داخل ہوئے  
شہر میں سب سے پہلے مولانا شیخ حضرت تھانہ بھون میں داخل ہوئے مولانا شیخ حضرت تھانہ بھون میں داخل ہوئے مولانا شیخ حضرت تھانہ بھون میں داخل ہوئے  
رشدہ محمدی، بیاض محمدی، اللہ محمدی اور دیگر مہاجر ہندوستانی مولانا آدم شہر میں۔

۲۔ تحقیق وعت لوجود استہوار مرتہ شادان علی حد ۵۰ (پاک کنگری کی مصلحت)

اور حاضرین مجلس میں سے بھی اس وقت کسی نے اس کو جہاد کبھ کر  
اسی میں نہ نہیں لیا اس وقت جب کہ انتقام کا جذبہ کارفرما ہے اس  
طرح کی جہاد کیسے کہا جاسکتا ہے " اے

بعض روایات میں ہے کہ مسلمانوں کی کڑوری اونہیے مسوسا مانی کو عدم جہاد  
کا سبب قرار دیا گیا ہے

مولانا احسن نے مولانا شیخ محمد رفعتی کی تائید کی کہ اس پرانے پڑے بھلا  
مولانا محمد مظهر صاحب نانوتوی نے مولانا محمد احسن کو ڈانٹا آفریصلہ جہاد کے حق میں ہوا  
مولانا محمد احسن نانوتوی آگئے تھے

فقہانہ بھوت کی مجلس مشاہدہ کے بعد ان حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ  
صاحب کو امیر بہادر مقرر کر کے انگریزوں سے شاعری منع مقرر کی جس جہاد کیا حافہ  
محمد رضا مولانا رشید احمد لنگوٹی مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا محمد منیر نانوتوی نے  
خوب د و ثبات دی میدان شاعری میں ملاحظہ عرض من و جب نے دھر شہادت پڑ  
بجائیں بخت حق بل کے بعد واپس آ گئے۔

اے مولانا! اشراف علی عثمانوی نے بھی یہی لکھا ہے کہ

"نیت کا حال تو عدا ہی جانتے بغیر تو اس کو جہاد کہہ دینا بیجا ہے۔ تحقیق جہاد جہاد اللہ ہے۔"

اے سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۱۲۳-۱۲۵

یہی لکھتے مولانا عزیز حسن نانوتوی (امیر مہتمم مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی)

بنام راقم مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء

سر سید احمد خاں کے رسالہ لائل محلہ اس آف خدایا سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا  
ہے جس میں انہوں نے محمد یوسف خاں تحصیلدار شملی کی انگریز خیر خواہی اور وفاداری کا ذکر  
کیا ہے مگر اس سے بجاوین کے کارناموں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

"ابتداءً غصہ سے اس سر محمد براہیم خاں تحصیلدار شملی نے  
رام پور رہنما ران نامے سرکار کی خیر خواہی اور قیام محمد ری سرکار  
پر بہت حسرت کرا رہی تھی جسے رسل کے سواروں نے جب بغاوت  
کی رو تحصیل شملی پر قبضہ کرنا چاہا تو یہ سرکار لیل بدری سے مقابلہ  
چشم آئے اور اپنی تحصیل کو انہوں نے اپنے سے بچایا جہاں تک ممکن ہوا  
انتظام گورنمنٹ میں مدد کی اور جس قدر لی جوا مال گورنمنٹ اور حکام  
کا بھیج دیا متیاب ہو، سب کو برآمد کیا اور پہنچا۔ آخر کاجب مسندہ  
زیادہ ہو گیا اور انتظام کے مستعد آدمی زیادہ دیکھا گئے تو اس انسر  
نے رام پور سے تمام اپنے خاندان کو شملی میں بلوایا اور سب کو کارساز  
مصرود کیا۔ پچیس آدمی اس انسر کے خاندان کے مو اکبر خاں اس انسر  
کے بھائی کے شملی میں تھے جس میں سے اکثر بمقابلہ باغیان سرکار لکھنؤ  
خواہی میں مارے گئے اور خود اس انسر نے بھی خیر خواہی سرکاری اپنی  
جائ شکاری۔ زمانہ خود ری انتظام ڈاک کا جادہ اور پھر اس کا  
قائم کرنا اس زمانہ میں کچھ آسان نہ تھے اس لیے انسر نے جو جب حکم

۱۰۰ لائل محلہ اس آف اندازہ سر سید احمد خاں مصدوم (مفسدات پس منظر ۱۹۸۵ء)

کماندار خلیفہ بہادر کے کمال سی و دو کوشش سے شملی سے کمان ایک  
ڈاک قاتل کی اور انتہائی بخوبی جادی کی جس سے گورنمنٹ کو  
نبہایت ناخوش و منتظام میں حاصل ہوا۔

ستمبر ۱۸۵۵ء میں دفعتاً مسلمان ساکنین قحانہ بھون نے جن کا اکثر  
قاضی حقیت علی تھا ف و برپا کی اور ایک بڑے گروہ نے نقیض شملی  
پر حملہ کیا اس وقت نقیض شملی میں تقریباً دس سوار پنجابی رسالہ کے اور  
انھیں سپاہی جیل خانہ کے اور بچپاس سے نانہا سپاہی متینہ قحانہ و  
نقحصل کے باقی آدمی اس افسر کے خاندان کے تھے جو کبریاں اس کے  
بھائی حرم پور سے گئے تھے اور وہاں موجود تھے یہ ضربہ کھل ملائی و  
بہادری بمقابلہ پیش آیا اور نقحصل شملی کو مستحکم کیے اور اس میں محصور  
ہو کر بخوبی لڑا اور ہر دفعہ مسدود کے حملہ کنوں کو ٹھانڈا اور بہت سے  
آدمی تباہ کیے اور اسے مجبور کو گولی بار و نقحصل میں ختم ہو گئی اور  
نبہایت عجیب و غریب کا وقت آیا اور مسدود کو تالو ہو گیا اور وہ لوگ نقحصل  
میں گھس گئے وہاں بھی مقابلہ ہوا اور یہ افسر نبہایت بہادر سے سو  
اکثر آدمی اپنے خاندان کے کام آیا و در شرط تک حلالی کو پورا کر دیا  
یہ قتل و غریزی شملی میں ۱۴ ستمبر ۱۸۵۵ء کو واقع ہوئی جو دن  
کو فتح دہلی کا تھا مگر نبہایت افسوس ہے کہ اس افسر کے کان تک خبر نہ  
فوج دہلی جس کا بہرہ و مشتاق تھا پہنچے نہیں پایا تھا  
انگریز نے سخت انتقام لیا حضرت عالمی صاحب ۱۲۷۶ھ میں ملکہ مظفر پور

کرتے مولانا رشید محمد گنگوہی چھ ماہ حوالات میں رہے مولانا احمد قاسم نانوتوی کا وارث  
گورنری جادی ہوا مولانا محمد منیر نانوتوی اور مولانا محمد مظہر نانوتوی دونوں وہ مولانا محمد ظہر  
نانوتوی کے تھے جن کو گولی ملی تھی۔ قاضی حقیت علی ہاڑوں کی طرف جا کر مقنود و لڑ جو کبریاں  
دہلی پر ستمبر ۱۸۵۵ء میں انگریزوں کا قبضہ ہو گیا مگر وہ دہلی کینڈہ میں جنگ آزادی  
کا مسدود جن ۱۸۵۵ء بلکہ اس کے کچھ بعد تک رہا۔ ہر مئی ۱۸۵۵ء کو دہلی پر انگریزوں  
کا قبضہ و دستخط ہو گیا۔

مولانا محمد حسن صاحب آخری ذی قعدہ ۱۲۷۵ھ میں بریلی پہنچے گئے کیونکہ  
ان کی علمی ریاضت سے محظوم ہو چکے کہ نیم ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۸۵۵ء  
روز ریشنبہ کو انہوں نے بریلی میں مکان کرایہ پر لیا اور دوبارہ ملازمت کا سلسلہ  
شروع ہو گیا۔

۱ انقلاب ۱۸۵۵ء میں بریلی کا بچے کے پرنسپل ڈاکٹر دیک  
مارس گئے اور پلٹن ۱۸۵۵ء کا قیام کیا مے رہا جب دوبارہ کالج کھولا گیا تو  
۱۸۵۵ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے اس کا الحاق ہوا تھا

مولانا محمد احسن نے ایک دیباچہ اخلاق پایا تھا ہر ایک کے  
ملکہ احباب بریلی ساتھ محبت سے پیش آتے بریلی کے مسلمانوں میں مولانا کا

نے قاضی حقیت علی کے حالات لکھ دیئے ۱۸۵۵ء اور جاننا ان حریت و علماء شہر کا شہرہ را قاضی ملکہ  
چندہم ۱۲۷۵ھ میں ۵۵۳-۵۵۴ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں حضرت مولانا محمد ۶۳-۶۴  
۱۸۵۵ء بریلی کا بھائی دہلی پکیش ۱۸۶۰ء محمد اور کلکتہ پریس بریلی ۱۸۶۰ء

خاص اثر و نفوذ تھا باشد کان بریلی خصوصاً علامہ شہر کہتہ دہلی مولانا محمد حسن  
پر بڑا اعتماد فرماتے تھے۔ بعض خاص معاملات میں مولانا کے مکان پر اکثر بریلی کے علماء و  
اکابر کی مجلس مشورت منعقد ہوتی۔ ایک موقع پر بریلی میں اسکا ہوا ایک وجہ سے جب  
سخت پریشانی ہوئی تو مولانا محمد حسن نے "هو الذی یبذل الغیث .... الخ  
کو قسم کرایا کہ وہ عطا و تدبیر کا سلسلہ بھی جاری تھا وگرنہ مذہبی مسائل دریافت کرتے  
مولانا ضرورت اپنے محمد کی مسجد میں۔ امت کے فرائض انجام دیتے بلکہ عیدین کی تدبیر بھی  
عید گاہ میں پڑھاتے تھے۔ گویا مسلمانان بریلی کی مذہبی قیادت مولانا محمد حسن کے ہاتھ میں  
تھی مولانا کی تعلیمی یا علمی یا اکثر ایسے حضرات کے امین تھے جن میں سے مولانا کے تعلقات تھے  
مگر انہوں کو آج ان حضرات کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ بریلی میں مولانا محمد حسن صاحب کے  
تعلقات مندرجہ ذیل حضرت سے تھے۔

مولوی امیر حسن سہوانی۔ شمس العلماء مولوی امیر احمد سہوانی مولوی حضور امیر  
سہوانی مولوی سید الدین عثمانی بدایونی منشی دبی پر شاہ و تحریک دینی مولوی الہ پارغانہ  
مولوی ذریعہ مولوی ابی بخش عرف مولوی رنگیں محمد شمیم برہہ شیخ علی بخش محمد حسین  
تاجزین غلام عبدالعزیز خان سید سادات علی عیش مولوی محمد حسن عثمانی صدر المدرس  
قاضی غلام حمزہ عثمانی حاجی حسن علی مولوی یعقوب علی خان مولوی سید احمد شاہ مولوی  
سید کلب علی شاہ مولوی عبدالمکریم منشی عبدالودود حافظ احمد حسین مولوی عبدالمعز زبیر  
سید مقبول حسین ارمغان خان مولوی عبدالوہاب وغیرہ وغیرہ

سے تنبیہ ایمان باہم باطلہ المتقال از مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی ص ۱۵۰ مطبعہ بریلی کتب خانہ

الکتاب مشتمل ۱۵۵۵ء کے بعد سہوانی کے مشہور عالم مولوی امیر حسن اور ان کے  
موجودہ شمس العلماء مولوی امیر احمد سہوانی کا قیام بریلی میں رہا ان ہر دو حضرات  
مولانا محمد حسن کی علمی معیت میں رہتی تھیں۔  
مولوی حضور احمد سہوانی کا کتاب حکایات الصالحین مولانا محمد حسن نے خاص  
اسبہم و قیام کے ساتھ مطبعہ علمی بریلی سے طبع و شائع کی۔

مولوی امیر حسن اپنے بریلی میں سہوانی وطن مشتمل ۱۵۵۵ء میں پیدا ہوئے مولانا عبد الجلیل شہید  
موجودہ مولوی بشیر الدین قزاقی مولانا تراب علی زنگی علی مفتی سید الدین آزادہ شمس اسلام  
ہاں مذہب حسین شاہ عبدالغنی مجددی ورثہ خیر الدین ندوی تحصیل علم کی جسے علم فاضل تھے  
۱۵۵۵ء میں انتقال ہوا (ملاحظہ ہو حیات العلماء از عبد الدیال سہوانی ص ۹۷-۹۸) مکتبہ مشرق

مولوی امیر محمد امجدی مولوی امیر حسن سہوانی وطن مشتمل ۱۵۵۵ء میں پیدا ہوئے والد سے تحصیل  
حرف مولانا دہلی آکر مکنتہ آؤں بریلی دیوین تعلقات اوقات میں قیام فرمایا اور ہر جگہ طلباء علم  
اور تعلیم سے مستفید ہوئے اگرچہ سید عبدالغنی نعمت ملازم ہے جامعیت مقبول و وصول میں مجاہد کہ  
تھے مگر نسبت سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ۱۵۵۵ء میں دیوین انتقال ہوا۔

(حیات العلماء ص ۹۵-۹۷)

مولوی حضور احمد مولوی زوالہ محمد شہید کے بعد پیدا ہوئے حافظ غرض بیگ تھے ان کی  
تصانیف سے فتاویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اردو ش حکایات الصالحین  
اردو ترجمہ حوالہ اہدائین اور سالہ نکاح ثانی دارالافتاء لاہور میں۔ ۱۵۵۵ء میں انتقال

ہوا (حیات العلماء ص ۹۷-۹۸)





صاحب لادواں کا مہر نامہ الدین و مضور، آمین حبیب عالمین

بندہ کسرت محرقہ قائم سلام و نیاز کے بعد عرض پر وازہ ہے، پرسوں  
بندہ کسرت فوج برہنہ سے لٹ کر آیا درگاہ آپ کا عنایت نامہ بعد اسی  
یہیں ملکہ کو ملا، معنون اور مطاوعے شرف ہوا۔ مہر و رشال کے دونوں  
پرچے اور رسالہ جہان آپ کے عنایت کے ہوتے تو بریلی ہی رہے بہرہ و فضا  
کے پرچے تو کوئی کھنڈر صاحب نے رکھ لئے اور رسالہ مذکور کو روٹی دیکھیں  
صاحب نے معاملہ کئے رکھا پر حکم تقدیر بریلی، دیوبند و دہلیوں  
پرچے میری نظر سے گزرے تھے معانین دل نشین دیکھ کر ساتھ لے  
ئے۔ وہاں مجھے احباب دیکھیں میں نے، بیٹھا پڑھا اور ان کو سنایا  
جو سننا تھا محفوظ ہو، تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ کوئی محمد صاحب نے  
آپ کے پیچھے ہوتے پرچے رکھ لئے، غیر زیادہ کیا گذر دیش کروں اور  
کہاں تک عرض کروں، مختصر یہ ہے کہ یہ معانین خدا تعالیٰ نے آپ کے  
لئے رکھ چھوڑے تھے پر انوس یہ ہے کہ اس زمانے میں کوئی قدر شناس نہیں  
رسالہ تمیایں بھی میں اول الی آخرہ دیکھا، کیا عرض کروں یہ جواب آپ  
جسٹ دے گئے۔ یہ آپ ہی کا کام تھا خداوند کریم قبول فرمائے اور  
غیر عنایت فرمائے، المذوقہ می رسم محرم ۱۲۸۵ھ، از دیوبند

محمد نسیم تاجر پنجابی سوداگران برہنہ سے تھے۔ مومنانہ کے نہایت مستند تھے نقد  
۱۲۵۵ھ میں بعض علی احمد محمد نسیم صاحب ہی سے متعلق رہے

نہ تھی یہاں مولانا محمد احسن صاحب تالووی

شیخ علی بخش محمد حسین بی بی کے سوداگر تھے۔ ان کے متعلق تھی یہاں میں  
ایک جگہ تحریر ہے۔

”صاحب دودھ درویش کو برائے تہمت بڑا کات شیخ علی بخش و

محمد حسین تاجران بریلی تاریخ ۱۲۴۵ھ میں درویش شہزادہ

زور عبدالعزیز خان (التونی <sup>۱۲۸۵ھ</sup>) حافظ الملک حافظ رحمت خاں کے بچے تھے  
بریلی کے عائد تھے عزیز تحفہ کرتے تھے۔

سید سادات علی بخش میر غلام علی عشرت صاحب چہارت (التونی <sup>۱۲۸۲ھ</sup>)

کے صاحبزادے تھے بریلی میں سینہ قسیم میں مسلک تھے بعد کو ریاست دہم پوری ملازم رہے۔

مولوی محمد حسن عثمانی صدر الصدود ابن مفتی البراہن بریلی علامہ بریلی سے تھے

دس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا بھی شغل رکھتے تھے۔ مولوی محمد حسن صاحب کی

روایتیں رسالہ اصل الاصول اور غایۃ الکلام فی حقیقۃ البعدی عن الحکماء والاکام

جس صدیقی بریلی ہی میں لکھی ہیں۔

اسی خاندان کے ایک دوسرے ممتاز رکن قاضی غلام حمزہ ابن حافظ

غلام احمد تھے مولانا محمد احسن صاحب قاضی غلام حمزہ صاحب کے علم و زہد اور

سعادت روی کے بہت محترم تھے۔

حاجی حسن علی بریلی کے ایک متبع شرع صوفی بزرگ تھے ان ہی کی تحریک

پر یہ آسنی کتاب شائع ہوئی۔

مولوی یعقوب علی خاں بریلی کے مشہور عالم، مدد مدرس دہسہ اکبری

اور جو بریلی میں قاضی مترا رہے۔

مولوی سید احمد شاہ، مولوی سید کلب علی شاہ، مولوی عبدالکریم، منشی  
عبدالودود، حافظ احمد حسین، مولوی عبدالعزیز، سید مقبول حسین، رمضان خان  
اور مولوی عبدالوہاب کے حالات کی بالکل نشاندہی نہ ہو سکی۔

مولانا محمد احسن ۵ اربھمبر ۱۳۱۷ء کو بریلی سے حج کئے روانہ ہوئے اپنا  
حج اپنے اس مقدس سفر میں لگے جانچہ قلمی بیاض میں ایک جگہ تحریر ہے۔

”تاریخ ۵ اربھمبر ۱۳۱۷ء، سفر حج افتادہ پنج ماہ و لاندہ

رفت صرف شد آنچہ کہ ہر دین مدت صرف کر دید“

قریباً حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں روزہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
پر حاضری دی صاحب انوار العارفین سفر حج کے متعلق لکھتے ہیں کہ

”ایشان درس یک ہزار و صد و شتا و سوم ہر دات نہ

بیت اللہ الحرام احرام بستہ سجده کوہند و پیشانی سود خندانہ

شوق و ذوق طواف نمونہ و کمرہ آدودہ واز طلبہ شوق بیسک

گوئی ہوا دی عرفات و دینہ دج ادا کر دین پس اذان پھرینہ

منورہ حاضر شدہ ہر دہیز باب السلام سید خیسر الانام

علیہ الصلوٰۃ والسلام پوسہ داندہ وہ نیاز تمام آداب و

کوشش و سلام آوردند و بعد اذ حدیث شریف ”من زاد

قبری وجب لہ، منفا حق“، بزیارت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ و

انقیات سادات اخوند غشتہ و در مسجد قدس نماز با جماعت  
ادا کر دند“

مولانا محمد احسن اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ اور حضرت

عاجی امداد اللہ صاحب کی جسے خاص طور سے حضرت حاجی صاحب نے اپنے ایک

مکتوب بنام مولوی رشید احمد لکھنؤی ذخیرہ میں مولانا محمد احسن کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ

مولانا محمد احسن ان کے رسالہ فیض القلوب کو چھاپنا چاہتے ہیں۔ حاجی صاحب کا یہ خط

بہاں پر رافق کیا جاتا ہے کہ اس میں بعض مفید تعلیمات درج ہیں۔

”فیض ہر طرح سے خوش و خرم ہے اور تمام احباب کے حق میں دعا ہے

خیر کر آہے خطوط متواتر ہر ایک کے پیچھے مدینہ شریف سے آگراں

کا مطالعہ کیا اور مسرت حاصل ہوئی۔ جواب خطوط ہر ایک مفصل

نام بنام ہم دست مولوی ذوالفقار علی دیوبندی کے پیچھے گا اس

وقت بیاغت جلدی کے اندر اس سبب سے کہ سبب بیا دی

کے جو مدینہ شریف میں لاق ہوئی تھی ہاتھ میں کسی قدر لغزش

ہو گئی ہے خطوط مفصل نہ بھیج سکا اور حال مفصل اس

جگہ کا بانی مولوی محمد احسن صاحب کے معلوم ہوگا حاجت تحریر نہیں

ہے مولوی عبدالعظیم رکن میرٹھ نے لکھا ہے کہ رسالہ فیض القلوب

ایک ایک میرے پاس جن میں بیچا گیا تھا آج اس نے لکھا جاتا ہے کہ اگر رسالہ

مذکورہ کا چھپنا منظور ہے تو پاس مولوی عبدالعظیم کے بھیج دیجئے وہ

اپنے صرف سے چھپوائیں گے اور تہا سے پاس بھیج دیں گے۔ مولوی

محمد قاسم صاحب سے دریافت فرمادی کہ آپ کا میرٹھ میں جدا ہو کر  
 بہتر ہے کہ رسالہ مذکور تمہارا ہے اتہام سے چھپے ہوئی یعقوب صاحب  
 معلوم کریں، آپ نے لکھا ہے کہ شجرہ سہروردیہ میں بعد از شہید حضرت  
 دہلوی کے نام حاجی عبدالرحیم صاحب کا تحریر ہوا، معلوم نہیں حاجی  
 صاحب کو بلا واسطہ شاہ عبدالعزیز صاحب سے انتخاب ہے یا  
 بواسطہ سید حبیب کے، سو اس مقدمہ میں ہم کو یہ پہنچانے کی حاجی  
 صاحب کوٹہ صاحب سے بلا واسطہ اور بلا واسطہ سید حبیب کے  
 انتخاب ہے، اس واسطے میں نے دونوں طرح سے لکھنا مناسب نہیں  
 جاننا، بسبب طول کے، اب تم کو اختیار ہے جس طرح چاہو تحریر کرو اور  
 حضرت مرشد مہدی فرزند محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا واسطہ  
 حاجی صاحب کے سید صاحب سے انتخاب ہے حاجی صاحب کا بیچ  
 میں لکھنا ضرور نہیں، اور شجرہ سہروردیہ میں جو خاندان مولانا شاہ  
 عبدالعزیز سے لکھا ہے مجھ کو سخی عظمت اللہ اکبر آبادی نے لکھا ہے  
 عن مددہ می قدر معلوم ہے نام آپ اور داد کا معلوم نہیں اور جو  
 ظہیر ہرگوں اردو ہے ہم کو دریافت ہوا میں اب شیخ عبداللہادی  
 کے جو نام شاہ عزالدین کا لکھا ہے کہ صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے کہ  
 بھلے نام شاہ نصیر الدین نام شاہ عضد الدین صحیح ہے اور  
 بجائے محمد علی کے نام محمد مال بھی غالباً صحیح ہے اس طرح سے ان  
 ناموں سے شجرہ کو مرتب کر دینا باقی جزا بات تمہارے خطوط

کے انشاء اللہ تعالیٰ متعاقب پہنچیں گے۔ مکرر یہ کہ اگر  
 رسالہ مذکور کو چھاپنے میں مولوی عبدالحمید شامل کریں تو مولوی  
 محمد احسن صاحب اس کا چھاپنا چاہتے ہیں ان کو رسالہ دیدو  
 مگر رسالہ کی سو جلدوں سے کم نہ چھپیں اور غالباً سو روپیوں  
 میں تیار ہو جائیں تم اس کے صرف کا فکر نہ کرو مولوی محمد احسن سے  
 ذخیر اس کا آگاہ ہے ۷۷

مولانا محمد احسن صاحب ۱۳ اسی مسئلہ کو برقی واپس پہنچے چنانچہ  
 یہاں سے ہی تحریر ہے

۷۷ آمد و خرچہ بعد مراجعت از سفر حج از ابتدا تاریخ ۱۳ اسی  
 مسئلہ آآخر جولائی ۱۳۷۷ء

مطبوعہ صدیقی بریلی | انگریزی مکتبہ کے قیام اور مغربی علوم فنون کی اشاعت  
 کے ساتھ جو صغیر ایک دہندہ دل پر پس بھی قائم ہوئے  
 اور جلد ہی ملک میں پرسیوں کا ایک جال پھیل گیا۔ بریلی درہن کنش میں سب  
 سے پہلا مطبعہ ۱۳۷۷ء میں قائم ہوا ۷۷ء مطبعہ مدرسہ بریلی (بریلی کالج) سے  
 متعلق تھا یہ گویا گزشتہ پرسی تھا مگر آج آباد اللہ بالاسا کمالی بھی مطبعہ میں آج تھا

۷۷ امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی ص ۲۵۶  
 ۲۵۷ وقتاً بوقتاً ۷۷

۷۷ تاریخ ضمیمہ بریلی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دکنہ نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی





جیسی اسے اس کتاب کا انگریزی ترجمہ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی دہلائی :  
 شائع کرنا چاہتی ہے۔ انگریزی ترجمہ محمود حسن خاں ایم اے نے کیا ہے۔

**ازالۃ الخفاء عن خلافتہ الخلفاء** حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی  
 کی دوسری محرکۃ آثار تصنیف

ہے یہ بھی سب سے اول مطبع صدیقی بریلی میں حسب فرمائش جمال الدین سدار المہارام  
 بعد پال مطبع ہوئی۔ شوال ۱۳۲۷ھ میں منشی انصار اللہ نے حمید یہ اسٹیم پریس  
 لاہور سے اس کا اردو ترجمہ شائع کیا جو کثیر الاغلاط ہے۔ یہ کتاب آج تک

۱۳۱۳ھ میں مولوی عبدالحق صاحب تعمیر صفائی نے مولوی فضل الرحمن دہس ڈھری مطبع پٹنہ  
 کی فرمائش پر بحجتہ اللہ الباقہ کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا جو بغیر متن عربی سے ۱۳۱۳ھ میں  
 نعمت اللہ اسانچہ کے نام سے مطبع رحمان پٹنہ سے شائع ہوا۔ مولوی عبدالحق صاحب صفائی کا  
 یہی ترجمہ نور محمد صاحب لطائف کوٹلی نے ۱۹۵۵ء میں دوبارہ چھاپا ہے ۱۳۱۵ھ میں مولوی  
 خلیل احمد مراد علی نے آیات اللہ الکاملہ کے نام سے ترجمہ کیا جو لاہور سے بغیر متن شائع ہوئے  
 اس کے بعد لاہور ہی سے ایک اور ترجمہ مولوی عبدالحق ہزاروی نے عربی متن میں شمس اللہ  
 اسانچہ کے نام سے شائع کیا جو آیات اللہ الکاملہ کی نقل ہے اس کے علاوہ لاہور سے  
 محمد بشیر صاحب کاریم بعد تشریحی فوائد شائع ہوا یہ ترجمہ نامکمل ہے اور بحث دوم پر  
 ختم ہو رہا ہے ۱۹۵۳ء میں حجتہ اللہ الباقہ کا ترجمہ مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم صدر  
 شعبہ عربی و فارسی اسلامیہ کالج پٹنہ اور المتوفی ۱۹۵۳ء نے کیا جو نہایت  
 اہتمام سے لاہور سے شائع ہوا ہے۔

دوبارہ شائع نہیں ہوئی حالانکہ اس کی اہمیت کا قضا ہے کہ اس کا تفسیری اور محشی  
 اولین شائع کیا جائے۔

**سوط البحار علی متن الکفایہ کامل** مولوی محمد علی بکچہرانی دہلوی  
 ۱۳۰۵ھ کی تالیف ہے ۱۳۰۶ھ میں

یہ مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی اس کتاب میں اینڈرسن مسیانی کے اعتراضات کے  
 جواب دیئے گئے ہیں۔

**الیانہ الجنی فی اسانید الشیخ عبد الغنی** محمد حسن بہاری ترقی کی کربلا  
 تصنیف ہے حضرت شاہ عبدالغنی

دہلوی دہلوی کی اسانید کو اس رسالہ میں جمع کیا گیا ہے۔ شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کے والد  
 شہ ابوسعید دہلوی رحمہ اللہ اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے مختصر حالات بھی  
 شامل ہیں آخر میں نقشبندیہ سلسلہ کا ایک منظوم شجرہ ہے۔ مطبع صدیقی بریلی سے ۱۳۸۸ھ  
 میں طبع ہوئی ہے مولانا محمد حسن نے تصحیح کی ہے۔

**مال اللہ احسن تحفہ من حسن** اکرام بن لوفی معتقد  
 اتتمہا طبعاً وقتہ تیمنا اعنی اتمام الطبعی عن عبد الغنی  
 مفتی محمد شفیع دہلوی نے دہلائی کے اس کتاب کا دوبارہ ترقی نسخہ محفوظ ہے جو  
 مولانا محمد حسن ناٹووی نے مولوی محمد قاسم ہانوی کو اپنی تحریک کے ساتھ بھیجا تھا پانچ  
 برس پہلے پر کھلا ہے۔

”مولوی محمد سعد قاسم صاحب“  
 مفتی محمد شفیع نے الیانہ الجنی کو کشف الاستار عن رجال صفائی الآثار کے

ماہر پر بھی طبع کوادیا ہے کہف الاسرار کا یہ نسخہ جدید برقی پر لکھا گیا ہے <sup>۱۳۴۹ھ</sup>  
 میں چھپا ہے۔ <sup>۱۳۴۹ھ</sup> میں منشی محمد شفیع نے ایک مختصر رسالہ بطور تہذیب لکھا ہے جس  
 مصطفائی پریس مظفرنگر سے طبع کر کے دارالاشاعت دہلی سے شائع کیا جس کا نام  
 الازدیاعی اعلیٰ علیہ السلام النجفی المسمی اللہ المنفرد فی اسبغہ شیخ الہند محمود ہے  
 الازدیاد کا دوسرا ڈکٹین اعلیٰ علیہ السلام کی کراچی سے شائع ہوا ہے۔

**ریاض الحنات** کتاب کا مضمون سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے  
 منشی نصیر الدین نصیر مراد آبادی نے کسی عربی کتاب کا ترجمہ  
 اردو میں کیا ہے زبان سلیس اور باخلاق ہے <sup>۱۳۴۹ھ</sup> میں مطبع صدیقی بریلی میں  
 چھپ ہوئی قطع تاریخ طباعت در شاہ ولی ہے۔

بہر تاریخ ابن رسالہ کہ بہت مونس القلب فی الخفوات  
 بے سرائہ آمد ایں مصرع قلت بالحق احوال الصلوات

<sup>۱۳۴۹ھ</sup>  
**عقائد نظامیہ** مشہور چشتی بزرگ شاہ فرامین دہلی ابن شاہ نظام الدین  
 اورنگ آبادی کی فارسی تالیف ہے مطبع صدیقی بریلی میں

<sup>۱۳۴۹ھ</sup> میں طبع ہوئی۔  
**شفار قاضی عیاض** شفا تاجی عیاض <sup>۱۳۴۹ھ</sup> میں مولانا محمد حسن نے  
 مطبع صدیقی بریلی میں طبع کیا۔

نہ تاریخ شافعہ چشت میں اس کتاب کا نام پر فیہ توفیق احمد نظامی نے نظام العقائد لکھا ہے  
 ہمارا مطبعہ شہر بریلی عقائد نظامیہ کے نام سے ہے۔

**بدیہ انبیاء ترجمہ بدایۃ النبی** خطبہ حسین کشمیری کی فارسی تصنیف بدایۃ النبی  
 اردو ترجمہ مولوی محمد نظام و مولوی قطب الدین

سکون شاہ عباس آباد روہیل کھنڈ اٹھ ماہی حسن علی بریلوی کی تحریک پر محرم <sup>۱۳۴۹ھ</sup>  
 ۱۸۸۹ء میں کیا یہ اردو ترجمہ بدیہ انبی کے نام سے مولوی حافظ غلام حسین وغنیہ میں مسدود

مکتبہ خانہ جت سرکاری کی سی وکاشش سے مطبع صدیقی بریلی میں <sup>۱۳۴۹ھ</sup> میں طبع  
 ہوا کتاب تصوف سے متعلق ہے۔ بدعات اور فحش کاروں کی گتہ دینا پرست مولوی و پیر  
 اہل دہلی دینی اعتبار کرتے ہیں ان کو شریعت کی پابندی کی ترغیب دی گئی ہے۔ آخر میں  
 مولوی قاسم علی خواجہ مرحوم کا قطعہ تاریخ درج ہے۔

تصوف کا دریا ہے کوزہ میں بند کہوں کیا میں غلاماں کہ ہے کیا کتاب  
 بے سان از روئے ایساں کہو حقیقت میں چھاپی یہ اعلیٰ کتاب

<sup>۱۳۴۹ھ</sup>  
**انصار الحق موہمعیار الحق** شمس العلامہ میں نذیر حسین دہلی دارالتوفیق

جرب مولانا ارشد حسین رام پوری نے انصار الحق لکھا مولانا محمد احسن غانصاری  
 اور معیار الحق اپنے اہتمام سے <sup>۱۳۴۹ھ</sup> میں مطبع صدیقی عربی سے شائع کی انصار الحق

در عرض اور معیار الحق برعاشیہ ہے آخر میں مولوی قاسم علی خواجہ کا قطعہ تاریخ درج ہے  
 کہ جب لکھا ثبوت تقلید مسرور زکس طرح جو فاطمہ

مکہ خواجہ نے سال تاریخ بے مثل ہے یہ کتاب نادور

**انوار العارفین** مولوی محمد حسین چشتی قدوسی ماہری مولد آبادی نے جوہری  
محمد امانت علی اردوہوی (المتوفی سنہ ۱۲۸۶ھ) کے مرید تھے  
صوفیاء کرام کے حالات میں ایک مفید کتاب بزبان فارسی انوار العارفین کہی ہے یہ  
کتاب سنہ ۱۲۸۳ھ میں مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی مولوی تاسم علی خواجہ بریلی نے  
قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

کیوں نہ مرغوب ہو نہ ماننے کو  
میرا مراد ہے تو اسے خواہاں  
مختون ذکر اصفیاء ہے یہ  
نکھ کہ تاریخ اولیاء ہے یہ  
اس کتاب کا دوسرا ڈیڑھ نو لکھ روپے مکتوب میں طبع ہوا ہے۔

**ارشاد محمدی** اردو میں ایک مختصر مار سال مشہور عالم مولانا شیخ محمد عطاء دینی  
کی تصنیف ہے جو انہوں نے اپنے اودات مند مولوی علی محمد  
اردو مفتی حراب علی انوپ شہری کی درخواست پر سنہ ۱۲۸۶ھ میں لکھی اس رسالہ میں مولانا  
شیخ محمد عطاء دینی نے اپنے سلسلہ کے مشائخ کے ارشادات کو درج کیا ہے اور تصوف کے  
معانی بیان کئے ہیں۔ مولانا شیخ محمد عطاء دینی نے لکھا ہے کہ بجز حضرت سادگی یعنی سلسلہ  
میں اول شرف بیت حضرت سید احمد شہید بریلی سے ہوا یہ کتاب سنہ ۱۲۸۶ھ میں  
مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی آخر میں قطعات ذیل درج ہیں۔

از مولوی غلام بسیم قادری

از شیخ محمد اکھڑا یافت  
دہ دہ چہ در علوم باطن  
ارشاد محمدی نہایت  
در مسلک سطور شیخ سنت

سنہ ۱۲۹۰ھ  
۱۲۸۶ھ

از مفتی محمد احسان اللہ خیر

میں شیخ محمد اعلم عسکر  
ارشاد محمدی رسم دو  
دریافت خیر از سر قدس  
آریخ ذات پاک احمد

سنہ ۱۲۹۰ھ  
۱۲۸۶ھ

از مولوی تاسم علی خواجہ بریلی

سب کے تیار فضل حق سے ہوا  
سال اس کا ہے باسر بخت  
طسراذکار اولیائے کرام  
نادر اصلی چھپی کتاب مسم

سنہ ۱۲۹۰ھ  
۱۲۸۶ھ

**سعادت دارین** مولوی سید الدین عثمانی بدایونی نے اردو زبان میں یہ کتاب لکھی  
ہے انداز بیان نہایت سلیھا ہوا ہے مراسم و بدعات کی  
تاریخ لکھی کی گئی ہے سنہ ۱۲۹۰ھ میں مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی۔

**تحدیر الناس** مولوی محمد قاسم ناٹوڑی کا مشہور رسالہ تحدیر الناس در صحت  
اثر ابن عباس (سب سے پہلے مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوا  
رسالہ ایک استفادہ کا جواب ہے جس میں مفتی مولانا محمد احسن ہیں اس سلسلہ میں  
کئی بحث آئے کہ آئی یہ رسالہ سب سے پہلے سنہ ۱۲۹۰ھ میں طبع ہوا اس کا  
مؤلف حاجی عبدالمعین صاحب گنداپور دیکھنے کو ملا ہے یہ رسالہ متعدد بار مختلف مطابع

نے تخریب الجبال باہام، اباسطہ الحال از مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی مدظلہ  
مالک مکتبہ احمدیہ، مطبع دہلوی، بریلی



میں چھپا رہا ہے۔ اس کے آخر میں مولانا عبدالحق اور دیگر علماء کی تصدیقات بھی شامل ہیں۔

یہ رسالہ مولوی محمد علی بکچراوی کی کتابیں  
**ظفر مبین علی جمیع الشیاطین** ۲۹۰۰ء میں مطبع صدیقی بریلی  
 میں چھپا، اس کتاب میں اینڈرسن حبیبی کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔

شاہ محمد اسحاق دہلوی کے مشہور رسالہ مسائل، اربعین کا  
**رفاہ المسلمین** ۲۵۰۰ء میں مولف "ساجد دارین" مولوی  
 سعد الدین عثمانی بدایونی مولوی فضل رسول بدایونی (المتوفی ۱۲۸۹ھ کے  
 رشتہ کے چچا) نے اردو ترجمہ کیا اور اس میں مندرجہ اضافہ کر کے بطور مشہور  
 رفاه المسلمین نام رکھا یہ کتاب مختلف مطالعہ میں مستند و ارجح پکی ہے۔ مطبع  
 صدیقی بریلی میں بھی چھپی ہے۔

**تحفۃ العجم فی فقہ الامام الاعظم** فقہی مشہور کتاب کسز الدقاقی کا  
 اردو ترجمہ مولوی محمد سلطان شہید پور  
 (مولف تذکرہ لاخلاق) نے مولوی ہدایت یار خان (ابن مولوی الشارحان) (۱۲۷۰ھ  
 کتب بریلی کی فراموشی پر تحفۃ العجم فی فقہ الامام الاعظم کے نام سے کیا جو کہ مطبع صدیقی  
 بریلی میں طبع ہوا ہے۔

**رسالہ اصل الاصول** علم غویس مولوی محمد حسن عثمانی بدایونی مولانا صدیق  
 کا بیت ہے مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی ہے۔

یہ مطبع صدیقی کا نسخہ نہیں دستیاب ہو سکا تھی یا غویس کی کتابت کا ذکر ہے۔

اس کتاب پرچہ جلد اولیٰ مولانا محمد مقبول حسین بدایونی مولانا

**حاشیہ الکلام فی حقیقۃ التصدیق عند الحکماء والامام** مولوی محمد حسن  
 صدر الصدوق

یہ کتاب ہے اللہ مطبع صدیقی بریلی میں چھپی ہے۔

**حکایت الصالحین فی احوال الصادقین** مولوی حضور احمد سہروردی نے  
 عربی سے اردو میں ترجمہ کیا  
 ہے۔ مولانا کی سبق آموز حکایات ہیں چند سال میں اس کتاب کے تین از چھ نکل  
 گئے درجنوں ازبین مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئے۔ مولف کتاب مولوی حضور احمد  
 من طبع کے سلسلہ میں خاص طور سے مولانا محمد احسن کا مقدمہ میں ذکر کیجئے ہمارے  
 پیش نظر قیصر لاڈیشن ہے۔

**احسن الاخبار بریلی** مطبع صدیقی بریلی سے ایک ہفتہ وار اخبار احسن الاخبار  
 کے نام سے، اس ستمبر ۱۳۳۷ء سے نکلتا شروع ہوا، اس  
 اخبار کے مالک و مدیر مولوی محمد احسن تھے اور اس کا دفتر روزی چوک بریلی میں تھا یہ اخبار  
 مہموم محمد کوثر فتح پور تھا سالانہ چند سو سات روپے دس آنے تھا۔

مولانا محمد احسن کی اپنی تصنیفات بھی مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہو چکی ہیں  
 یہاں سے نژاد محمد رات، حمایت الاسلام، تہذیب الایمان، احسن المساکین اور  
 غایت الادب اور ترجمہ درمختار مطبع صدیقی بریلی کی مطبوعہ میں مل سکیں۔ ان کتابوں  
 کی مزید تفصیل تصنیف کے زیر عنوان لکھی جائے گی۔ یہ مختصر ترین فہرست مطبوعات

یہ آخر شہنشاہی از حاجی محمد اشرف صدیق (۱۴۰۰ھ تک)

مطبع صدیقی بریلی کی صرف ان کتابوں کی ہے جو ہماری مطالعہ و علم میں آئیں اور ان تمام مطبوعات کی فہرست مرتب کرنا بہت مشکل ہے تقریباً سولہ سال کے عرصہ میں اس مطبع میں طبع ہوئیں۔

**کتب خانہ مطبع صدیقی** | بریلی میں مولانا محمد احسن کالیک جگداتی کتب خانہ بھی تھا جس میں ہر قسم کی کتابیں رہتی تھیں۔

مطبع صدیقی بریلی کی مطبوعات کے علاوہ نولہ گز پریس لکھنؤ، احمدی پریس دہلی، نظامی پریس کانپور، حسینی پریس بمبئی نیز دیگر مطالعہ کی مطبوعات بھی فروخت ہوتی تھیں۔ مولانا محمد احسن جملہ حسابات نہایت احتیاط اور ذمہ داری سے رکھتے تھے کہ مجال کو حساب میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہو جائے، ہر کے آجروں کے معاملات نہایت دینداری اور حسن معاملہ کے ساتھ طے ہوتے تھے جیسے کہ نقلی بیاض سے معلوم ہو آیت مولانا محمد احسن کے کتب خانہ سے مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، مولوی سچان بخش شکر پوری، مولانا محمد عمر قریب، نورزی، مولانا ارشدیہ احمد گنگوہی نے مولوی محمد حسر سہارنپوری، مولوی عبدالعظیم بھوپالی، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی، مولانا محمد مظفر نورزی، مولانا فضل الرحمن دیوبندی وغیرہ حضرات کی میں منگوائے تھے ان جلیل القدر علماء سے مولانا محمد احسن کی خصوصی تعلقات تھے اور چونکہ ان حضرات کا حلقہ نہایت وسیع تھا، اسی لئے مطبع صدیقی بریلی کی مطبوعات تمام برصغیر میں مشہور و مقبول تھیں۔

لے مولانا ارشدیہ احمد گنگوہی نے ہادیہ الشیعیہ خود کو کتب فروش کی حیثیت سے ظاہر کیا ہے اور اپنی کثرتِ ابر و محمود بھی ہے۔

جو شنگ آباد، کانپور، الہ آباد، رنگون، گولیان، انبال، جیلپور، آگرہ، بنارس، بمبئی، سہارنپور، سہارن پوری، مظفر پور، دیوبند، لکھنؤ، ملتان، لاہور، کراچی، کھٹک، اجمیر، لکھنؤ، عظیم آباد، سہارنپور، بنارس، بھوپال، دہلی، بھیمپور، وغیرہ جاتی تھیں جیسے کہ نقلی بیاض سے معلوم ہو سکتا ہے بعض مطالعہ اپنی فہرست کتب میں خاص طور سے مطبوعات مطبع صدیقی بریلی کا حوالہ دیتے تھے۔

بریلی میں مولوی الدیاد خاں اور مولوی وزیر علی مولانا محمد احسن صاحب کی کتابیں فروخت کرتے تھے اس کے علاوہ بریلی کالج، مدرسہ مصباح التہذیب بریلی نیز بریلی کے دیگر مدارس میں کتابیں خریدی جاتی تھیں۔ بریلی کے جلی علم حضرات کا ایک خاص حلقہ مولانا محمد احسن کے کتب خانہ کی کتابوں کا خریدار تھا۔ مولانا محمد احسن کے اس کا دلدادہ ہی ان کے بھائی مولوی محمد شیر علی شریک تھے۔

بریلی میں مختلف علماء کرام انفرادی طور مدرسہ مصباح التہذیب بریلی سے مذہبی تلمیذیت لیتے تھے جن میں مولوی بدایت علی فاروقی، مولوی لائق علی، مولوی یعقوب علی اور مولانا محمد احسن وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

مولوی بدایت علی فاروقی، ساکن محلہ قروان (بریلی)، مولانا فضل حق شیر آبادی کے شاگرد تھے۔ غائب مشتاق علی کے زمانے میں سن ۱۳۳۸ھ تا ۱۳۴۹ھ میں مدرسہ صالح رام پوری پر مشتمل رہے۔ مولانا فضل حق رام پوری دستِ مبارک سے ان کے شاگرد بن گئے، منسلق دستِ مبارک کا درس خوب دیتے تھے، مولوی فضل حق رام پوری (دف ۱۳۴۰ھ) اور مولوی یونس علی جالونی (دف ۱۳۴۰ھ) ان کے شاگرد تھے،





اور علمائے دین فاضل اور متقدم ہیں ؟

صحت اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق مولانا عبدالحی فرنگی علی نے ایک فتویٰ لکھا ہے کہ کیا تھا جس پر مفتی سید امجد مراد آبادی کی تصدیق تھی مولانا عبدالحی فرنگی علی نے اس فتویٰ پر مولانا محمد احسن سے بھی تصدیق و تصویب کے لئے ہم کو رانی تھی، اسی کا حوالہ بخیر سہوانی نے مندرجہ بالا اقتباس میں دیا ہے۔

محمد نذیر سہوانی کے نقل کردہ اقتباس پر مولانا محمد احسن کی تکمیل کی گئی۔

رجب ۱۲۹۰ھ میں مدرسہ معراج التہذیب ختم ہو گیا۔ مخالفت کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ نماز عید الفطر (۱۲۹۰ھ) کے موقع پر مولوی فتی علی خاں نے عید گاہ میں مولانا محمد احسن کے نماز پڑھانے کو بھی پسند نہیں کیا اگرچہ مولانا محمد احسن ایک مدت سے عیدین کی امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ مولانا محمد احسن نے اس صورت حال کو دیکھ کر درج ذیل تحریر لکھنی ضروری سمجھی تھی۔

”اگر سید احمد شاہ صاحب نماز عید گاہ میں پڑھا دیں گے تو کسی طرح

کا نزاع اور تکرار پیش نہ ہوگا نہ ہماری طرف سے نہ ہمارے دوستوں

کی طرف سے اور درحقیقت نہ ہونے یا انکار کرنے سید صاحب کے تاحقی

غلام حمزہ صاحب کا امام ہونا مناسب ہے اس پر بھی کچھ حکرور نہ

ہوگی اگر انہیں بھی قبول نہ کیا تو ہم کو کچھ بحث نہیں کسی کی اہمیت

سے ہماری طرف سے نزاع نہ ہوگی؟

مگر صورت حال میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تو پھر مولانا محمد احسن نے مولوی فتی علی خاں کو عید گاہ سے یہ پیغام بھیجا کہ

”میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا آپ تشریف نہ لائے

جیسے چاہتے ہیں امام کیجئے میں اس کا اقتدار کروں گا۔“

مگر عید گاہ میں نماز مولانا محمد احسن ہی نے پڑھائی۔ دوسرے دنوں نے

مولوی فتی علی خاں کے اقتدار میں حسین باغ (دہلی) میں نماز عید ادا کی۔ نماز عید کے بعد

مولوی فتی علی خاں نے غزالی صاحب کی صحت تسلیم کرنے کی وجہ سے مولانا محمد احسن کی بیکار

کی مولانا محمد احسن نے آخر میں مولوی فتی علی خاں کے ایک ساتھی رحمت حسین کو یہ لکھا تھا

”جناب محمد دم و دم کہ بندہ امام محمد ہے پس از سلام مسنون اٹھاس

یہ ہے کہ واقع میں جواب مرسلہ مولوی فتی علی خاں صاحب میری

تحریر کے مطابق ہے میں نے یہ جواب اس جواب کا خلاصہ لکھا تھا جو

مولوی عبدالحی فرنگی علی نے لکھا تھا اور اس پر تصدیق تھی سید امجد

صاحب کی مجھے ہے اور مطیع طلوعی بخش خاں دکنگوں میں بھیجا ہے۔

اور زبانی سامنے شاہ نظام حسین صاحب کے میں نے یہ اقرار کیا کہ

مجدد کو اس تحریر پر اصرار نہیں جس وقت علماء کے اقوال یا کتب مشدہ

سے آئیں غلط ثابت ہوگی میں فوراً اس کو مان لوں گا مگر مولوی صاحب

نبوت کو منحوس کسی طبقے کے ساتھ مانے وہ شخص میرے نزدیک  
بہی فاجر اور فاجرہ اسلام اور کافر ہے لہذا بر نظر دور کر کے مطلقہ  
عوام کے یہ اشتہار دینا ہوں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے سوا کوئی نبی فاقم انہیں ہوا نہ ہوگا پس خلافت  
اس عقیدہ کے غیر صحیح اور غلط تصور کیا جائے۔

المشہر محمد احسن مدظلہ

مولانا محمد احسن نے مندرجہ ذیل استفتا سائرا میں عباس کے متعلق مولانا محمد قاسم  
فری (درد مولانا عبدالحی فری) کی عملی کو بھیجا ہے

”کی فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ زید نے یہ تہنیت ایک عالم  
کے جس کی تقدیر ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دوبارہ قول ابن  
عباس (جو در مشورہ وغیرہ میں ہے) ان اللہ یخلق سبب (رضیہ عنہ) فی  
کل ارض آدم کا آدم کو قیامت کو نہ حکم و ابواہم کا بواہم حکم و  
جس کی حکم دینی کہ جس حکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ  
ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات  
جدا جدا ہیں اور ہر طبقہ میں مخلوق الہی ہے اور حدیث مذکور  
سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک  
خاتم کا ہونا طبقات کا یہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اس کا شل ہونا

نے براہ مسافر نوزی کوئی غلطی تو ثابت نہ کی اور نہ بھڑ کو  
اس کی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا مکہ ثانی فرمایا اور تمام  
بریلی لوگ اس طرح کہتے پھرے خیر میں سے خدا کے حوالے کیا اگر  
اس تحریر سے میں خدا اللہ کافر ہوں تو قرب کر آؤں خدا اللہ سائی  
قبول کرے زیادہ غماز — عاسی محمد احسن مدظلہ

مولوی نقی علی خاں اس تحریر سے بھی مطمئن نہ ہوئے ان کی رائے میں مآثر ابن  
عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا محمد احسن منکر قائم انہیں بٹھرتے تھے اس  
نے مولوی نقی علی خاں نے رام پور سے ایک فتویٰ منکویا جس کی رو سے مولانا محمد احسن  
کی تکفیر مشہور کی گئی ہے اس کے بعد مولانا محمد احسن نے اپنی صفائی بہ اشتہار ذیل پیش کی ہے  
”عید الفطر کے روز سے چرچا ہو رہا تھا کہ مولوی نقی علی خاں صاحب

نے ایک استفتاء رام پور سے منکویا ہے جس کی رو سے میری  
تکفیر مشہور کی وہ استفتاء میری نظر سے بالشمیل نہیں گزرا  
بعد تشریف آوری مولوی محمد یعقوب علی خاں صاحب کے اس کی  
نقل میں نے منسل دیکھی اور اس عقیدہ والے کی تکفیر پر میں بھی  
علمائے ساتھ متفق ہوں یعنی جو شخص قائم انہیں سوائے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے کو جانے اور آپ کی

۱۔ اس فتوے کے لئے دیکھیے تنبیہ الجہال ص ۲۵-۲۹

۲۔ تنبیہ الجہال ص ۲۲-۲۳

ہمارے خاتم النبیین کے ثابت نہیں اور یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ  
خاتم مائتہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کے ہوں اس لئے کہ ولاد آدم جس کا  
ذکر لفظ کس صناعی آدم میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل  
ہے تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوتے ہیں دوسرے  
طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے مائتہ کی طرح  
نہیں ہو سکتے انتہی اور بادو اس تحریر کے مزید یہ لکھا ہے کہ اگر شرع  
سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اس کو مان لوں گا میرا اصرار اس  
مقرر پر نہیں ہے علماء شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث میں  
سنوئہ کے متعلق کیا نہیں اور زیور جو اس تحریر کے کافر یا فاسق یا  
فاجر الہ منت وجاعت سے ہو گیا یا نہیں بنو تو جرو۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اس کے جواب میں یہ مکمل رسالہ تحریر الناس کی تحریر  
فرمایا۔ تحریر الناس کے مؤلف مولانا عبدالحی فرنگی علی کا جواب بھی شامل ہے نیز پرنسٹی  
محمد نسیم کی بھی تصویب ہے۔

مولانا عبدالحی فرنگی علی (۱۳۰۲ھ) نے اس موضوع پر ترجمان حسن علی  
انکار اشرافین عباس (۳) الآیات البیانات علی وجود الانبیاء فی الطبقات (۳) دین  
الوسواس فی اشرافین عباس تین مستقل رسالے لکھے ہیں اُن کے آخر ذکر رسالہ ہمارے  
پیش نظر ہے یہ رسالہ مولانا عبدالحی نے کشف الالتباس فی اشرافین عباس کے در

نئے مقدمہ اور جامعہ فی فعل شرع اوقات میں مولانا عبدالحی فرنگی علی (۳۳۷ھ) کے طبع سے لکھی گئی ہے

محمد صاحب نے اس موضوع پر مولانا عبدالحی فرنگی علی کے مجموعۃ الفتاویٰ عبدالحی  
محمد بنی نقوسے بھی شامل ہیں جن پر مولانا عبدالحی فرنگی علی کے علاوہ دوسرے علماء  
علی محمد سعد اللہ، محمد لطیف اللہ، محمد نسیم، محمد ابراہیم بن مولیٰ علی محمد، مولوی  
محمد راشد حسینی، ابوالخیر محمد حسین الدین، مولوی امیر احمد ہسوانی، مولوی محمد حسین  
فیض اللہ، خراف حسین، محمد عبدالحی، محمد عبدالعزیز شہاب الدین غزنوی، علی غفر اللہ  
لاہوری، اور محمد عبدالغفار ڈوکی کی تصدیق اور تصویب موجود ہیں اس مسئلہ کی  
آپہ میں ایک رسالہ نصر المؤمنین فی رد قول الجاہلین بھی لکھا گیا مگر اس کی تفصیل  
مصرعہ ہو سکتی ہے

اشرافین عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور قدیر الناس کے جواب میں لکھی  
ملاحظہ فرمائیے ہمارے مطالعہ و علم میں درج ذیل رسالے آتے ہیں۔

۱۔ تحقیقات محمدیہ حل اوہام بخیرہ مولانا عبدالحی فرنگی علی (۱۳۰۲ھ)  
۲۔ اشرافین عباس (۳) لکھی مولانا عبدالقادر بیانی نے مناظرہ احمدیہ کے جواب  
میں یہ رسالہ لکھا ہے۔ یہ رسالہ مطبع اہلی آلہ میں چھاپا ہے۔

۳۔ الکلام الحسن | مولانا حسن نانوتوی کے دوسرے مولوی ہار علی جوہی کے لکھے ہیں۔

۴۔ دانش دوسری اشرافین عباس از مولانا عبدالحی محمد علی (۱۳۰۲ھ) مطبعہ مولانا عبدالحی

مجموعۃ الفتاویٰ از مولانا عبدالحی فرنگی علی جلد اول ص ۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵

۵۔ تنبیہ الجاہل ص ۹۱

**تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال**  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے نام سے  
 بدایونی کے نام سے طبع ہوا اور تلمیذ جس پہلے اس رسالہ میں منظرہ احمدیہ اور  
 تحفہ کاندگیاں بدایونی نے علی خاں کی حمایت کی تھی ہے اور مولانا محمد امجد علی  
 امیر حسن سہیلانی کی مدد سے کی گئی ہے۔

**۳۳ قول الفصح**  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔

سے ملاحظہ فرمائیے کہ مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔

**۴۴ افادات محمدیہ**  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے نام سے  
 بدایونی کے نام سے طبع ہوا اور تلمیذ جس پہلے اس رسالہ میں منظرہ احمدیہ اور  
 تحفہ کاندگیاں بدایونی نے علی خاں کی حمایت کی تھی ہے اور مولانا محمد امجد علی  
 امیر حسن سہیلانی کی مدد سے کی گئی ہے۔

**۴۵ رد رسالہ قانون شریعت**  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔

**۴۶ البطل اغلاط قاسمیہ**  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔

**۴۷ فتاویٰ بے نظیر و نفی آنحضرت بشیر و مذہب**  
 مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی کے  
 تحفہ کاندگیاں کے جواب میں یہ رسالہ طبع ہوا ہے۔

اس رسالہ میں ان  
 کے علماء کے  
 کے علماء کے



نورے بیجا شال میں جو صحت اثر ابن عباس کے نام کے نامی نہ تھے جہاں اور بریلی کے علماء خاص طور سے قابل ذکر ہیں یہ رسالہ مطبع اسدی میں چھاپا ہے۔

(۸) کشف الالباس فی اثر ابن عباس اس رسالہ کی تفصیل معلوم ہے کہ

(۹) قططاس فی موازنتہ اثر ابن عباس مولانا سلیم محمد نقوی کی اس موضوع پر مقالہ قدر تصنیف ہے

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے مولانا فضل حق خیر آبادی دکن ۱۲۶۱ھ میں

تقریباً الامان (مضامین مولوی اسماعیل دہلوی شہید علیہ السلام) کی ایک عبارت "اس شہنشاہ کی تو یہ شان... کی راہ پر گراؤ آئے پر امتناع نظیر اور اسکان نظیر کی بجائے

چھوڑی اور ایک مختصر سا رسالہ اس کے رد میں لکھا پھر تو اس سلسلہ نے اس قدر طویل ہونا شروع کر دیا کہ ایک وند کے علماء نے اس سلسلہ پر بہت سے دسلے لکھے اور مناظرے کئے

یہاں تک کہ بیجا سے غالب دہلوی دکن ۱۲۸۱ھ سے بھی مولانا فضل حق نے اس سلسلہ میں ایک منظوم بکھولی، تقریباً پانچ سو حد تک اس سلسلہ سے برصغیر پاک و ہند کی مضامین کو بخوبی رہی۔

یہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثر ابن عباس کے سلسلہ میں علمائے بریلی، اور جہاں نے مولانا محمد حسن کی بڑی شد و حد سے مخالفت کی، بریلی میں اس

منازک قیادت مولوی غنی علی خاں کر رہے تھے اور جہاں میں مولوی عبدالقادر جاناؤزی مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے، یہی بریلی اور بدایونہ کی مخالفت کو قند

آغہ زن تھا جو بعد کو ایک بڑی وسیع فیلج کی شکل اختیار کر گیا۔

ترک سکونت بریلی | مولانا محمد احسن نے بریلی کا کچھ سے کب پنشن

کھان کی اور کب بریلی چھوڑی۔ اس کے متعلق کوئی صحیح تاریخ نہیں ملتی تھا پھر پڑھ کر

یہ پہلا میلہ خدا شناسی، عربی سلاطین و کشف ہوا تھا اس میں مولانا محمد احسن

مولوی محمد منیر کی تحریک پر مولانا محمد قاسم نانوتوی بلائے تھے اور واسطی میں

مولانا محمد قاسم نانوتوی بریلی مولانا محمد احسن کی یہاں متمم محمد مولانا محمد قاسم

الکافی، مولانا محمد ابراہیم انصاری دہلوی کو اپنے ایک خط میں ۱۲۹۲ھ

ملاقات ۱۲۹۲ھ فروری ۱۲۹۲ھ میں لکھتے ہیں کہ

"ہر سوں ہند و کمرین فوج بریلی سے لٹ کر آیا اور کل آپ

کا عنایت نامہ لید واسطی یہی محمد کو ملا اور مطالعہ سے شرف

ہوا مہر و خند کے دونوں پرچے اور رسالہ بیان آپ کے

عنایت کئے ہوئے بریلی آپ مہر و خند کے پرچے تو مولوی

محمد منیر بدایونی مولانا احسن نے رکھ لئے یہ

اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۹۲ھ فروری ۱۲۹۲ھ تک مولوی محمد منیر

مولانا محمد احسن بریلی میں رہتے ۱۲۹۲ھ میں بریلی کا کچھ ناقابل برداشت معالفت

کی وجہ سے ہند کو دیا گیا ہے لہذا معلوم ایسا ہوتا ہے ۱۲۹۲ھ کے تعلیمی سال کے

انتظام کے بعد مولانا محمد احسن نے بریلی چھوڑی تھی۔ اس کے بعد بھی مولانا محمد احسن

کبھی بریلی آتے رہے۔

## قیام نالوتہ

مولانا محمد احسن نے پہلی سے آخر نالوتہ قیام کیا مولانا کے بھروسے کے  
بھائی مولوی محمد میر بھی نالوتہ آئے یہاں بھی اصلاح و تہذیب اور  
تعزیت و تالیف کا کام شروع ہو گیا۔ مولانا کے مکان کی عظمت بہت وسیع تھی یہ مکان  
”بلنگ دلی حویلی“ کے نام سے مشہور تھا۔ اس مکان کے دروازہ کے مینوی گنبد میں  
گو درس قرآن و حدیث پڑھا تھا۔ باقی اوقات میں مولانا محمد احسن تعزیت و تالیف کا  
کام کرتے تھے۔ زیادہ تر کام مولوی عبدالاحد کے مطبع مہتمائی کی کتابوں کی صحت  
درستی وغیرہ کا ہونا تھا اسی زمانہ میں مولانا محمد احسن نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی  
کے مشہور رسائل انصاف اور عقد الحید کا ترجمہ کثافت اور سلک مراد کے نام سے کیا  
حصن حصین کے ترجمہ کو درست اور باحوار بنایا قرۃ العین فی اغضیل الشیخ  
فتاویٰ غلزنوی اور جہاں القرآن (دعائے داد و عید) کی ترتیب و تصحیح کی۔

مولانا محمد احسن کی زیر نگرانی ان کے صاحبزادے مولوی فضل الرحمن نے بھی ترجمہ  
وغیرہ کا کام کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی فضل الرحمن نے سلسلہ میں، غیر اونی  
(فارسی) مولفہ ابو بکر سندھی کا رد و ترجمہ، فی السعین کے نام سے کیا۔ جو اس  
کی وجہ سے پورا نہ ہو سکا۔ ۱۸۹۰ء میں مولوی محمد عیسیٰ نے مکمل کیا اور شائع کیا  
۱۸۹۱ء میں مولوی فضل الرحمن نے کلمات طیبات کو مرتب کیا۔

مولانا محمد احسن کے صاحبزادے منشی محمد اسماعیل قانون گوکی اہلیہ مدینہ  
مکہ فرمایا کرتی تھیں کہ مذا کی خدمت ہے کہ شیخ تفضل حسین (شیخ) کے صاحبزادے  
میں نحو و علم رکھے جانتے تھے۔ وہی قرآن و حدیث کے درس و تکریر کا کام ہو۔ مولانا  
محمد احسن کی شاگرد تھیں، اس کی صحت یہ ہوئی کہ جب وہ بیاہ کر آئیں تو پڑھنا

بھی نہ جانتی تھیں تمام گھر میں دینی کا چرچا تھا صبح کے وقت گھر کے سب لوگ  
رائی شریف کی خدمت کرتے تھے ہر طرف سے کام ہائی کی درود پڑھنا اور یہی آتی  
تھی اس صورت حال سے ان کو اپنے حال پر کھٹ مٹھنا نہ ہوئی آخر ایک دن نہ صحت  
کے اپنے خسر مولانا محمد احسن سے درخواست کی کہ

”مولوی صاحب! مجھے بہت مذمت ہے کیا ہی اچھا ہو کہ آپ

مجھے قرآن شریف پڑھا دیا کریں؟“

مولانا نے نہایت خندہ پیشانی سے فرمایا

”اس سے بہتر کیا بات ہو سکتی ہے میں ہنرور پڑھا دیا کروں گا؟“

چنانچہ انہوں نے قرآن شریف مولانا محمد احسن سے پڑھا ان ہی کا بیان ہے کہ

”مولوی صاحب، جتنی شفقت و رحمت سے کام لیا آپ کا دل دیا

کرتے تھے کہ گھر میں حقیقی والدین کے پاس بھی پڑھنے بھیجی تو وہ

بھی اتنی شفقت سے نہ پڑھاتے کیا بچال کہ کبھی ترش رو ہو کر کچھ

کہا ہو مولانا سبق دیر سے یاد ہو کر آتے۔“

قب نالوتہ کی بہت سی بچیاں حدیقہ شمیم کی شاگرد تھیں۔ مولانا نے وصیت

کی تھی کہ قرآنی مجید کی تعلیم کلاس سلسلہ ملا سوا نہ ہری دکھا جائے کیونکہ یہ حدیقہ چاروں

صاحبہ، خاتون اس پر تاجات قائم رہی مولانا محمد احسن کی خلیفہ سے ان خاتون کا اس

دور دینی سائنس یاد ہونے سے کہ تعلیم یافتہ لڑکیوں کو بھی شائستہ یاد ہو۔

احباب نالوتہ میں شیخ اسعد علی والد مولانا محمد احسن نالوتوی، شیخ غلام حسین،

مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد یعقوب نالوتوی، مولانا استغنی، احمد حسین، محمد حسین

علیم نصیر مدرن۔ منشی حسین بخش، منشی لطف علی، مولوی غلام حیدر، مولوی محمد  
مولوی سخاوت علی، دیر بخش، مولوی محمد رضا، محمد جعفر، شیخ نصیر الدین، قادیان  
ابوالحسن، حاجی علی محمد، میر امام علی، مولوی عبدالحی، محمد صغیر، مولوی امام بخش  
شاہ کبیر الدین اور مولوی جعفر حسین وغیرہ کے ہم نمایاں ہیں انوس کو ان حضرات  
مہم سے چند کے سوا باقی کے حالات پر ذہن خوار ہیں۔

مولانا محمد احسن اپنے محل کی سجدہ (ناوٹہ) کے بہتم تھے اسی کی محنت و درست  
دہا کرتے تھے۔ عید گاہ ناوٹہ کا انتظام بھی مولانا محمد احسن ہی کے سپرد تھا۔

**احسن المدارس ناوٹہ** مولانا محمد احسن نے جب ناوٹہ میں قیام کیا تو

وہاں بھی ایک مدرسہ قائم کیا جو مولانا محمد  
نام پڑا "احسن المدارس" موسوم ہوا مدتوں یہ مدرسہ جاری رہا ریاست بھر پاں  
سے اس کو امداد ملتی تھی یہ امداد منشی جمال الدین مدارا الہام کی معارف پر دہلی  
مولانا کے تعلقات کے نتیجے میں ہوئی منشی ظفر احمد ناوٹوی وکیل اس مدرسے متعلق  
کھیتے ہیں

"میرے ملنے آپ (مولانا محمد احسن) کے نام پر مدرسہ  
موسومہ "احسن المدارس" مسجد میں قائم ہوا چیلر کے ایک تختہ  
پہ شیخ ابوالحسن صاحب سے عرف امام محمد نے جو خوشنویس تھے

نے مکتوب منشی ظفر احمد وکیل ناوٹوی بنام راقم مدد عید و صبر رحمہ اللہ  
شیخ ابوالحسن جن شیخ تفضل حسین شیخ ناوٹوی شیخ ابوالحسن کا ایک کتبہ دہلی

مدرسہ کا نام میرے ملنے لکھ کر لکایا یہ مدرسہ جنوبی سرحدی  
سجدہ واقع محلہ شیخ زادگان) میں قائم ہوا۔ مدرسہ میں کلام  
مجید چار دین، صاحب پیشی امام ابراہیم آبادی کی کتاب فارسی کی  
امام جی (مولوی ابوالحسن) پڑھاتے تھے برسوں یہ مدرسہ چلتا  
رہا۔ مدرسے ختم ہونے کے اسباب میرے خندہ میں نہیں  
ساعت میں ہیں کہ باہمی شیخ زادگان کی رستہ کشی اس کا باعث ہوئی۔

۱۹۳۷ تک ناوٹہ میں یہ مدرسہ قائم رہا جب ۱۹۳۷ء میں عربیوں نے  
پہلی مرتبہ کانگریس ڈلوری قائم ہوئی تو حکیم محمد احمد ناوٹوی دلدلا محمد اسلم  
کے وقت یہ مدرسہ ختم ہو گیا اور ایک دوسرے مدرسہ "امدادیہ" پر انگریز اسکول  
۱۹۴۰ء قائم کیا گیا اور اس جدید اسکول کے کانگریسی حکومت سے امداد  
ملنے لگی۔

**مصال** مولانا محمد احسن کی عمر تقریباً ستر سال ہوتی شروع ۱۳۱۲ھ  
میں بیمار ہوئے علاج کی غرض سے دہلی گئے۔ لیکن افاتہ ہوا دہلی

دہلی سے واپس آئے راست میں مولانا ذوالفقار علی نے دہلی میں علی گڑھ کے  
مدرسہ اریکا۔ مولوی محمد منیر حبیبیت بہتم دارالعلوم اس وقت دہلی سندھ میں

۱۹۴۰ء میں اسطوبہ مطبعہ آخر ہندوستان میں ہے کتب خانہ میں ہے محمد علی  
محمد علی ابوالحسن ناوٹوی نے شیعین مسیحا کے دروغوں کی قوت کے کلمات کو کسی آئینہ شیعہ  
مذہب کے ہمیں ۱۴۰۰ ہزار شمار میں قوتات غفلت کے عمل کو پہنچا کہ شیخ ابوالحسن کا مذہب اہل سنت و جماعت

مقیم تھے اسے مولانا محمد احسن اپنے باورساز مولوی محمد منیر کے یہاں بکھڑے تھے۔

زمانہ مرضِ اہل بیت کا ایک خاص واقعہ یہ ہے کہ جب مولانا محمد احسن مکہ مکرمہ منشی محمد اسماعیل گرداواز قافوں کو جو تعجب باغیت یا سرودھ میں تعینات تھے کہ اطلاع ملی تو انہوں نے رخصت سے کر دیو بند کا چاہا۔ حاکم ضلع نے رخصت دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر منشی محمد اسماعیل نے استعفاء دیدیا اور اس کی منظوری یا عدم منظوری کا انتظار کئے بغیر دیو بند چلے گئے جب مولانا محمد احسن کو محمد اسماعیل نے کیا یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ

”یاد رکھو روزگار بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے قیامت

میں جہاں اللہ تعالیٰ اپنی دیگر نعمتوں کے مستحق سوال کرے گا

وہاں بندے سے روزگار کے متعلق بھی پوچھے گا کہ میں نے تجھے

روزگار کی نعمت دی اور تو نے اسے شکریا تو اس وقت کیا

جواب دو گے یہ کھراں نعمت ہے ویسے جاؤ میں تم سے بے حد

شوخش ہوں۔“

۱۱۰ مکتوب مولانا سید محبوب رضوی دیوبندی بنام راقم سرفہ فروری ۱۹۵۹ء و

تاریخ دیوبند از مولوی محبوب رضوی ص ۱۹۳ و دیوبند ۱۹۵۹ء

۱۱۱ مکتوب منشی عزیز حسن نازوقی دینیہ منشی محمد اسماعیل و مولانا محمد احسن نذوقی

تمام راقم سرفہ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۹ء

۱۱۲ مکتوب مولانا سید محبوب رضوی بنام راقم سرفہ ۲۰ فروری ۱۹۵۹ء

مولوی محمد منیر نے دیوبند کے اس منحرفے قیام میں مولانا محمد احسن کی ہر قسم

فکارت کی منکرویت کا دقت معین ہے منشی محمد اسماعیل کی دلیپہ کے درود

مکتوب رضا خان ۱۳۱۰ھ میں مولانا محمد احسن کا انتقال ہو گیا۔

۱۸۹۵ قریب نصف صدی مولانا محمد احسن کی وفات بابرکات سے علم بفضل کی شمع

احسن دہلی دارالعلوم دیوبند کے قبرستان میں اس جگہ نقل و کمال کا جسدِ طاق

سید رفیع کر دیا گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا سید محبوب رضوی

دارالعلوم دیوبند کی ۳۲ھ کی رد اور کے حوالہ سے راقم کو لکھتے ہیں۔

”آپ نے کسی خط میں مولانا محمد احسن نازوقی کی قبر کے بارے میں

دیرانت کیا تھا اور یاد چڑھے کہ اس وقت میں نے جو جواب بھی

دے دیا تھا جدید دارالعلوم کی رد و اہل سنت ۱۳۱۰ھ میں ایک شعر

نظر سے گزرا جس میں میراجت کے ساتھ قبر کی نشان دہی کی گئی

ہے۔ آپ کی اطلاع کئے سے یہ شعر لکھ رہا ہوں۔“

مولانا محمد احسن نازوقی، قبرستان قاسمی میں ۱۵۰۰۰ خواب میں

حضرت نازوقی کے برابر ہی جانب مشرق ایک قبر چھوڑ کر ان کی قبر

بے درپہلی قبر مولانا ذوالفقار علی (والدین جد شیخ الہند) کی ہے

مولانا فضل الرحمن (والدہ جید مولانا شبیر احمد عثمانی) نے دیوبند کے

شعریں اس کی نشان دہی فرمائی ہے۔

۱۱۳ مکتوب مولانا سید محبوب رضوی بنام راقم سرفہ ۲۰ فروری ۱۹۵۹ء

ہاں! بختیہ آسودہ تر مابین دیوان خوشی  
قاسم بزم مودت، احسن شائستہ خو

۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء بروز جمعہ خاکسار مولف محمد ایوب قادیان قریب  
قاسمی دیوبند میں فاتحہ خوانی کئے حاضر ہوا۔ اردن علمائے ملت کی توجہ  
کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا ذوالفقار علی  
مزارات پر گئے نصب ہیں۔ اگر ارباب دارالعلوم، مولانا محمد احسن کے مزار پر  
بھی کتبہ نصب کروا دیں تو بہت مناسب رہے ہم اس سلسلہ میں خاص طور  
حضرت مولانا قادی محمد طیب صاحب، مہتمم دارالعلوم دیوبند کی توجہ سے  
مبذول کرتے ہیں۔

مولانا شرف علی تھانوی نے مولانا محمد احسن کی خبر وصال حضرت  
امداد اللہ صاحب کو مکہ منظر بھیجی حضرت حاجی صاحب ۲۰ ذی قعدہ ۱۴۰۴  
کے خط میں لکھتے ہیں اے

”خط آپ کا مورخہ ۱۲ شوال بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔“

مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی... کے انتقال سے بہت  
صدمہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون خدا مغفرت  
نعیب کرے اور پس انداز کو صبر عطا فرما دے

لے مکتوبات امدادیہ مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی ص ۱۳-۱۴  
(مطبع احمدی گھنٹہ ۱۹۱۵ء)

## علم و فضل

مولانا محمد احسن جامع فتنائے دہلاوت تھے انہوں نے  
علوم متداولی کا قاعدہ تحصیل کی تھی۔ تصنیف و  
تالیف سے ان کو خاص شغف رہا۔ انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی  
حکمرانہ تعانیف حجتہ الشاہانہ اور ازالۃ الخفاء عن غلۃ الخلفاء  
کی تصنیف و ترتیب بہت محنت سے کی اور حسب ضرورت حاشیے بھی لکھے۔  
مولانا نے حضرت شاہ صاحب کے رسالہ عقد الجید پر مفید اور تنقیدی  
حاشیے لکھے ہیں۔

مولانا محمد احسن کے شغف علمی کا اندازہ اس سے کیجئے کہ امام غزالی کی  
مشہور کتاب احیاء العلوم کا اردو ترجمہ منشی ذولی کشور انجمنی کی فرمائش پر  
پندرہ ضخیم جلدوں میں کیا اسی درمیان میں صرف سات ماہ کے اندر اس قیمتی  
مشہور کتاب اخلاصۃ اللہخان کا ترجمہ و غلامہ تہذیب الایمان کے نام سے  
۶۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اور مطبع علمی بریلی سے طبع ہوئی ہے

علامہ سلیمان ندوی مرحوم نے بریلی تذکرہ البیروتہ فرمایا

”مولانا محمد احسن مرحوم نے احیاء العلوم کے ترجمہ میں بڑا کام  
کیا ہے کہ موضوعات کی نشاندہی کرتے چلے گئے ہیں۔“

اسی طرح در مختار کا بقیہ ترجمہ کتاب الافان کے بعد ایک تہذیبی  
تعمیم اور ہم کنوں کے تراجم کا کام مولانا محمد احسن نے بڑی قابلیت اور  
دستی دہلوی کے ساتھ انجام کو پہنچایا۔

مولانا محمد احسن کے پاس اکثر فتوے آتے تھے مولانا ان کے جوابات نہایت

مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ فتویٰ میں طویل تمہیدات و مقدمات نہیں بننے چاہئے۔ وہ نفس جالبہ اور صریح سند پر گفتگو کرتے ہیں۔ برقی میں وہ حضرات بھی موجود ہیں کہ مولانا سے اختلاف رائے تھا فتاویٰ پر مولانا محمد احسن کی جہر ضروری کہتے تھے جیسا کہ قبلہ الجہال سے اندازہ ہو سکتا ہے۔  
مولانا محمد احسن صاحب نے انگریزی زبان کی بھی باقاعدہ تحصیل کی تھی آپ کی قلمی بیانی میں اکثر یادداشتیں انگریزی میں تحریر ہیں۔ سر سید صاحبان بہادر کی تحریک پر گنگا ڈھری میٹنگس کی کتاب کا ترجمہ حمایت الاسلام کے نام سے کیا۔

مولانا کے تراجم کے متعلق مولانا مظہر العلامہ تحریر فرماتے ہیں کہ "مولوی محمد احسن، فتویٰ، فرید العصر، وحید الدہر، مترجم لاثانی، بیگانہ و دو گنا، مشہور دیار دامغان، ایک دفتر عظیم کتب و مینات عربیہ کا ترجمہ نہایت دلچسپ و پیرایہ میں تا قیام قیامت آپ سے یادگار رہے گا۔"

مولانا محمد احسن کو خسرو شاہی کا بھی ذوق تھا احسن محسن فرماتے تھے۔ مولانا کی تصنیفات میں اکثر تعلقات تاریخ ان کے اپنے لکھے ہوئے ہیں۔ رسالہ خرویش میں مثالوں میں بعض جگہ خود مولانا کے اشعار ہیں اغاثر المہاجر اور احیاء المسلمون کے ترجمہ میں اشعار کا ترجمہ اشعار میں کیا ہے۔

مولانا مظہر العلامہ فرماتے ہیں کہ مولانا محمد احسن، فرید العصر، وحید الدہر، مترجم لاثانی، بیگانہ و دو گنا، مشہور دیار دامغان، ایک دفتر عظیم کتب و مینات عربیہ کا ترجمہ نہایت دلچسپ و پیرایہ میں تا قیام قیامت آپ سے یادگار رہے گا۔

خود لکھتے ہیں کہ

"اس ترجمہ (احیاء المسلمون) میں اشعار کا ترجمہ اشعار میں کیا ہے اور یہ التزام نہیں کہ اشعار اردو ہی ہوں بلکہ بعض فارسی بھی ہیں جہاں جہاں جہاں فارسی کے الفاظ کی ہی پڑتی ہے اور یہ ترجمہ سب اس طرح لکھا ہے کہ نوبت مسودہ کی نہیں آتی لہذا دل ہی میں جو عبارت ذہن میں گزری تمام برداشتہ لکھ دی اور یہ ہیں وجہ چراغ کتاب میں مکرر واقع ہوتے ہیں ان کا ترجمہ ہر جگہ مختلف ہوا ہے۔"

چند اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں

تم نے بات نہ میری مانی کس کام آئی یہ نادانی

فرض کیا کہوں کیا ہے میرا سوال کہ ظاہر ہے دل پہ تیرے سب کمال

الہی کر دینا کس سے ہے ہا انتقام عینایت نہ ہو تجھ سے گویا

کہی ہے کس سے یوں ہے کیوں نہ ہو یہی گویا اس کی مثال میں چاک ہے تیری بقا کا پیریں

مولانا شوق علی دہلوی (ترجمہ احیاء المسلمون) از مولانا محمد احسن، فتویٰ، فرید العصر، وحید الدہر، مترجم لاثانی، بیگانہ و دو گنا، مشہور دیار دامغان، ایک دفتر عظیم کتب و مینات عربیہ کا ترجمہ نہایت دلچسپ و پیرایہ میں تا قیام قیامت آپ سے یادگار رہے گا۔

ہر چنانچہ پر تیسری سبغ حق میں یہ کہاں  
لیکن یہ نہیں مجھ سے کسی سے ملو کہ پالا کہاں

ہے برا تو ہی اگر کتابہ تو سب کی خدائیں  
تو یہاں چاہے تری عیون میں گزرب نہ

انہوں نے چھٹ گاہ پہ کیے کئی کاناں  
جوشی تازہ سے نکشے میرا گربان

غم کے عالم میں چڑا رہتا ہوں  
جو کچھ گزرسے اسے مدد دیتا ہوں

اس غم میں یاں نہیں جو کوئی دلوس  
دلہا ہی دل میں فدا خدا کرتا ہوں

گز کیسا ہی پیدا کر طاعت میں کمال  
دل دات رہے ذکر و عبادت کا خیال

کچھ فائدہ آتی نہ جو اس محنت سے  
کھانے کئے گز نہ جو مالِ حلال

احسن غفلت میں کئے ہیں دن رات  
لا تعلم ان ما مضی لیس مات

کون ہے خرافات میں کیوں عمر عزیز  
فاجد ہو لگا لگا فی جمیع الاوقات

مولانا محمد احسن بن تاریخ کوئی میں بھی بہت جہارت رکھتے تھے مولانا نے  
اپنی تصنیفات نیز اکثر مطبوعات مطبع مدنی بریلی پر طلعات تاریخ خود

لکھے ہیں جن کی تفصیل حسب موقعہ درج ہے۔ اس کے سوا ایک خاص بات یہ  
ہے کہ مولانا محمد احسن صاحب مطبوعات مدنی کی توجہ کی عزان سطر اس

عبادت سے ترقیب دیتے تھے جس سے سز طباوت نکلتا تھا یہ بڑے کمال کی

بات تھی۔ انزالہ الخفاہ کی سطر لوح عزوان

اللہ لطیف بعبادہ ۱۰ یوسف من پشاد ۱۰ ہوا لغو علی العزیز

۱۲۵۰ھ) فایہ الاوطار کی "تقیہ واعداد علی الشیاطین من الف

۱۸۶۹ھ) اور عقائد نظامیہ کی "بہت ایزد متالی اللہ بے مثال"

۱۸۶۰ھ) ہے جس سے سال طباعت ظاہر ہوتا ہے۔

آخر میں ہم ادیب شہر مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کا ایک عربی قصیدہ

نکل کرتے ہیں جس میں مولانا محمد احسن کے فضائل و کمالات کا اعتراف کیا گیا ہے

لنسی الفدا و لذلک کتاب الالافی من مبارک فی احسن الاوقات

سیری روح اس خط پر قرآن جو جو ایک فاضل شخص کی طرف سے بہترین وقت

بجھتا رہا ہے۔

۱۰۷۰ھ) کتاب علی الکیب فقوۃ فزہا و اشقی من بعضاں مہات

یہ خط ایک غزوہ کے پاس آیا اور اس میں فرحت و انساب سے حبش پیدا

کرو اور جان بیا موت سے شفا دی۔

لن الذی لہد الملت من الافی حنات الحیوۃ بدائی حیات

کچھ کر میں وہ شخص ہوں جس نے غم کے ہاتھوں مرے کے بعد اس (خط) کے

لکھنے نہنگ بانی اور یہ زندگی کی ہی خوب ہے۔

ما ششوا الا حیا قیوۃا محبوبکم من الخانات و تلکم الشکرات

اے زندہ رہنے والا! محبوبوں میں تمہیں اس موت سے اور اس سکرات

(کی کسی حالت) سے باخبر کرتا ہوں۔

وَدَدْتُ عَلَى سَيْفَةٍ لَوْنَهَا قَدَدْتُ عَلَى الْقَضَى الْأَحْمَرِ النَّبَاتِ  
میرے پاس ایک الباطلہ ہے کہ اگر وہ کسی سخت، محسوس اور مرتفع  
چٹان پر پہنچتا۔

لَا هَتَّاءَ مِنْ طَرَفٍ وَهِيَ نَفِيسَةٌ بِكَمَالٍ بَجَعَتْ عَلَى الْكَهْبَابِ  
تو وہ خوشی سے حرکت کرنے لگتا اور لایت مزیت سے پارہ ہائے زور پر فخر کرتا  
دو اہماد و دعوت کے شہرانی  
اگر وہ کسی درخت کے پاس آتا تو وہ چلا کر اپنے لگتا

صاحِبُ الْغُرَى أَصَابَهُ مَعْطَلٌ فَنُفِنَ فَبَعِجَ عَجَلِي الظَّلْمَاتِ  
گویا کہ یہ وہ پانی متاخر آغوش علی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک  
سے بہ نکلا تھا جو بڑے دانشمند نہایت فیض اور اندھیروں کا اجالا کرتے  
والے تھے۔

وَالْقَبْلَ كَانُ مِنَ الْجَلِيلِ مَضْنَى فَاذْكُرْ مَا فِي الْحُجَرَاتِ  
اور دل بجز سر سرگردانی اور حیران تھا اس خطے کے اسے آنکھ ملتی  
سے نجات دلائی۔

مَسْتُ يَفْرَحُ كَسْكُ اخْلَاقِ حَلَّتْ مِنْ أَسْوَأِ الْعِلْمِ أَوْ سَبْعَ مَنَازِلَ  
یہ وہ مشک ہے جو ہتھوڑہ صفات علم کے اطلاق عالیہ سے مشک کی حد  
مہکتا ہے۔

أَحْسِنُ بَيْنَ تَقْصُصِهِ اللَّهُ الْكَرِيمُ بِذُرِّيَّتِهِ الْقَبُولِ مِنَ الْخَيْرَاتِ  
وہ شخص کیا ہی اچھا ہے جس کو خدا نے کریم نے خیرات کی بلند ترین چوٹی پر

نہایت کی خصوصیت بخشی ہے۔

يُحْسِنُ مُحَمَّدٌ أَحْسَنَ الَّذِي وَلَدَتْ السَّحَابَةُ مِنْ كَرَامِ هَدَاتِ  
وہ جید فاضل محاسن ہے جس نے بزرگ رہنماؤں سے شرافت کو وراثت  
پالیا ہے۔

وَالْإِسَادَةُ وَالْمُرَادُ فَيَالَهُ مِنْ ذُرُوحِ الْهَوَا وَالشَّعْوَاتِ  
انہوں نے سعادت و بدایت جس کی وہ اعراض نفس اور خواہشات کے لیے  
جہیز کیے والے دوہنے والے رہتے۔

وَتَرْتَالَهُ وَفَعَالَهُ مِنْ صَوْمِهِ وَرَوَائِهِ الْعُلُوقَاتِ  
اُن کے کمال اور روزہ دہری اور نمازوں کی مدامت سے متعلق اُن کے  
افعال پر تفریح ہے۔

فِي لَيْلٍ نَتَمَّ أَصْفَاءُ إِذَا ضَلُّوا طَرِيقَ الْمُرَشِدِ وَالطَّاعَاتِ  
وہ ایک ایسا تارہ جی کہیں پاک یا نیک و طاعت کی راہ سے جھکنے لگتے  
ان کی ترقی کی آواز کرتے ہیں۔

وَالْمَعَارُفُ ذَوُ الْفَضْلِ وَالْحَقِّ شَسَا الْعِلْمُ وَقَدْ رَقَّ السَّادَتِ  
وہ علوم و معارف کے سمندر میں فضائل و پرہیزگاری کے مالک ہیں علوم  
کی قرب اور سرداروں کے پیشوا ہیں۔

وَالْفَخْرُ وَتَقَرُّنُ دَسْ خَوْلَهُ تَجَلَّى الْكَرَامِ مَنَابِلِ الْخَيْرَاتِ  
وہ فخر و شرف کے خزانہ اور سردار و درہ حضرت کے ہم سفر، ایسے خفا کی  
دلاویں جو یکتا کیل کا سرچشمہ تھے۔



رقاۃ رب العالمین تعظما  
انہی رب العالمین نے اپنے فضل و کرم سے ہر علم کے بلند ترین درجے پر سر فراز فرمایا ہے۔

فہذا بہ المعقول والمنقول والذی الرشيق وذاتون لغات  
سویہ صاحب ہی کہیں پر مقبول و مقبول ادب عالیہ، فزون لغت  
ہذا الحباب وذو المعانی والبدیع  
علم حساب، علم معانی، بدیع، علم صرف اور اصطلاح لغات  
یہ وہی بالخاصہ و بالعموم مثل الشیخ بلکہ لغات  
نماں ہیں۔ اور ان کے مغاخر پر آداب نیم روز کی طرح نہایت آداب  
کے ساتھ تحریر کرتے ہیں۔

مات الکمال بوقت سبحان وقد احياء هذا الحجاب بالشفقات  
سبحان کی موت سے کمال کا خاتمہ ہو گیا اس پر شریف نے اپنی پیوند نگاہ سے  
پھر اسے زندہ کر دیا۔

این اللسین الاصمعی ومن هذا من الاکابر سابق القصبات  
کہاں ہیں اصمعی زبانوں؟ اور چرا کاہر اس کے ہمسرے اور اس  
میران میں گئے بہت سے گئے تھے۔

وافع عیدہ والحریری الذی فاق الانام و سائر الطبقات  
اور ابو عیدہ اور حریری جو ساری خلق اور تمام طبقات سے فائق تھے۔

بن سابق کلام باطن الطوباء و جنوں نے نہایت لطیف طریق پر عدا کا ہدی ہے۔

البحری و دخیل والبرنوس  
اور بحرئی اور دخیل اور البرنوس جو یا وہ کوئی میں شعراء سے بہت  
کے جاتے تھے۔

کذا الذی زعم الذی حقہ رشاقۃ الفاظ و الکلمات  
اور اسی طرح وہ شخص رشتی جس نے الفاظ و کلمات کے شان و شکوہ  
و جہ سے نبوت کو اپنا حق خیال کر لیا تھا و دعوی نبوت کر بیٹھا تھا کہاں ہے  
یہ دو نشان انصاف و انصاف  
کہ اس فصاحت کی شان و بھیم یہ انتہائی سلاطین پر فائز ہونے والا شخص  
فصیح ہے۔

یجی القلوب بالفتح الکلمات  
وہ فصحاء زبانہ کلام کی بلندی میں داخل کر دیتا ہے اور فصیح تر  
الفاظ کے ذریعہ دلوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

الحریری یقلات البلاد و طوبی  
اس ملک کے باشندوں کے لئے خوش طبری ہو اور اس دیکر کے ساکنوں  
کے لئے شرف۔

هذا المسیح یعالج القلب السقیم  
یہ مسیح ایسے بیماروں کا علاج کرتا ہے جو بہت دور دوری و دایہ شہادت  
مرض میں مبتلا ہوں۔

الکلی الفضائل و المودۃ و الندی  
انسان میں الوجد و عین حیات

وہ نفعان اور مصلحتی سخاوت کا اہل ہے وہ مردک چشم ستار  
زندگی کا سرچشمہ ہے۔

نال المنی من کل شوفہ دما حیاہ رب العرش بالعبوکات  
اس نے ہمیشہ ہر طرف سے اپنی تہ کو الپا عرش کا پردہ نگاہت برکتوں  
کے ساتھ زہر رکھے

یلادشا صلا فاق مدیحہ کفخادم لا یلبی الخایات  
اے مداح کرنے والے کثیر! کیونکہ اس کی مدح کی اس کے خیر و  
مجاہد کی طرح کوئی مدح نہیں ہے۔

یا من اشرف من جہاب کلامہ اذ ان اعلام اعلی الدراجات  
اے وہ اگر جس کے کلام کے موتیں کو بلند مرتبہ مشاہیر نے آفریدہ کر  
ہاں کیا ہے۔

عش ماحلہ اسعرقت قمریۃ فوق النعمون بافضح الشجعات  
تو عن کے ساتھ زندہ رہ جب تک کہ ایک قمری بھی درختوں کی  
شاخوں پر خوش کن نعمت کے ساتھ چڑھائی رہے۔

فما املوت مثل العیون غمامۃ فوما وعض البوق فی الظلمات  
اور جب تک کہ کوئی نہ رہی آکھوں کی طرح سے برستی رہے اور  
جب تک کہ اندھیروں میں بجلی کو نہ رہے۔

وما فرتۃ الاحباب افنی حاشا رسالت یوں الصب بالفسوم  
اور جب تک کہ احباب کی جدائی شوریدہ سروں کو مٹاتی رہے کہ چشم

سروں سے رونق رہے۔

عجیب رب العالمین محمدی من جاد بالاحکام والایات  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل سے عرب العالمین کے مصیبت سے اور  
احکام اور معجزات لئے تھے۔

کمالہ ویسکبہ خیمہ الہدی ورتا بعینہم جامع الخیوات  
اور ان کی آنکھیں انھیں ایک کے فضل میں جو ہدایت کے ساتھ تھے اور ان  
کی تفسیر کے جمع کرنے والے تابعین کے واسطے سے

خلفیہ من دتی کن اک علیہم ازکی سلام وایک الصلوات  
پس اس پر اور کسی طرف ان (حضرات) پر میرے رب کی طرف سے  
ہدایت پاکیزہ سلام اور ہدایت سربز درود نازل ہوا۔

اس تفسیر کا اردو ترجمہ ہمارے محترم برگس جناب مولوی محمد ذکریا  
عالمی ریسرچ اسکالار اور ڈیپنٹ ہندو ذکریا اے لکھا ہے جس کے نام  
میں کے مشکور گزار رہی۔

مولانا محمد حسن علوم ظاہری کے ساتھ علم باطن کا بھی ذوق  
بعیت رکھتے تھے اسی صاحب نظر شیخ کے شاگرد تھے کہ شیخ کی صحبت  
اور غرض سے قرار طبیعت کو سکون حاصل ہوا چنانچہ اس زمانے کے دو تین

منازل میں طریقت کی طسہ مند ان کا خیال گیا بالآخر اپنے مولانا علوم ظاہری  
حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہو کر ریت کا  
شراب بنجایا۔

حضرت شاہ عبدالغنی مجددی، مولانا محمد احسن کے علم و فضل سے خوب واقف تھے کیونکہ علم حدیث کی تحصیل مولانا محمد احسن نے حضرت شاہ عبدالغنیؒ ہی سے کی تھی لہذا حضرت شاہ عبدالغنی نے فرمایا کہ جماعت درویشاں میں دعویٰ علم و فضل کی کچھ اشر نہیں یہاں تو "اتا" کو شاکر بقا کی منزل ملتی ہے۔ مولانا محمد احسن، عقیدت و ارادت کے ساتھ خدمت شیخ میں حاضر ہوئے تھے۔ لہذا حضرت شاہ عبدالغنیؒ کے دست حق پرست پر نقشبندی سلسلہ میں بیعت ہو گئے صاحب انوار العارفین لکھتے ہیں سلسلہ

”چوں چرخ علم در سینه بیکینہ ایثاں شورش آمد و  
مکاشی درویش گردید سمد بہت خود را در میان خدمت و  
درویش آفتند آفر کار بخدمت صاحبزادہ مولانا عبدالغنی  
موصوف رسیدند و مقصود خود را عرض داشتند اوشاں  
فرمودند طالب را باید کہ اعتقاد خود را راسخ نموده بخدمت  
درویش رسد تا فائدہ تمام حاصل آید والا بغیر ای علمے  
نیا شد بعد اظہار اخلاص ایثاں را استخارہ ارشاد فرماقتند  
ایثاں حب الامر استخارہ پیدا افتند بعد ازاں ارادت  
را شیخ خود را بخدمت اوشاں عرض کروند و دست ارادت  
باصدق عقیدت در دست حق پرست اوشاں دادند و

بیعت طریقت کردند و از برکت صحبت اوشاں برہلے  
کہ علم با سوا حجاب آں علم است علم یا فتنہ و از تعلیم توجہ  
خاص از اسم بمسئلی بپے بردند  
جب مولانا محمد احسن صاحب ۱۲۸۶ھ میں حج بیت اللہ کو گئے تو  
شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالغنی مجددی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے  
حضرت پر مولانا محمد احسن شرف اجازت و خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔  
صاحب انوار العارفین لکھتے ہیں لے

”و در صحبت شیخ خود از کیفیت نسبت لطیف اثر مین  
پیدا افتند و اجازت یا فتنہ و نازل گردید و

مولانا محمد احسن کے ذکر اللہ کا یہ عالم تھا کہ کسی وقت یا الہی سے غافل نہ  
ہو جب عشاء کی نماز کے بعد مولانا محمد احسن لیٹ جاتے تو گھر کے لوگ سمجھتے  
کہ اس کے سر پہ بیکر مولانا ذکر الہی میں مشغول ہیں تھے اور سب مخالف کھینچتے  
تھا ہوا معلوم ہوتا۔ مولانا اکثر شب بیداری کرتے تھے جب ۱۲۸۶ھ میں مولانا  
صفتوب نافوقی نے حج بیت اللہ کو جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنے مرید  
کی محمد اسم یا ننگری (تاجپوری) کی اصلاح و تربیت کے لئے مولانا محمد احسن کو  
پیش کیا مولانا محمد صفتوب نافوقی اس سلسلے میں اپنے ایک مکتوب مورخہ ستمبر  
۱۲۸۶ھ میں لکھتے ہیں سلسلہ

”انشاء اللہ جب میں روانہ ہوں گا تم کو اطلاع دوں گا اور جو  
احداث اس وقت کے مناسب ہوں گے عرض کروں گا مولوی  
محمد امین صاحب اور مولوی محمد منیر صاحب بریلی کا بیچ میں تو کر  
میں اور ان کا لیک بھاپہ خانہ ہے یہی ان کے نشان ہے  
اور انشاء اللہ قاتی اگر میری صورت روانگی ہوئی تو مولوی  
محمد احسن صاحب کو تمہارے باب میں لکھ دوں گا۔“

جب مولانا محمد یعقوب نانوتوی کا سچ چلنے کا ارادہ کھینچتے ہوئے انہوں  
نے منشی محمد قاسم نیا نگر (جمیری) کو رہنمائی الوداعی <sup>میں</sup> کے ساتھ  
مکتوب میں ”ان علامتہ“ بھل کا خوف کرایا جن سے مولانا محمد یعقوب کو سب  
موجود گویں فیض حاصل کیا جا سکتا تھا چنانچہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے

”یہاں چند عالم با علم صاحب کمال تھے ان سے ملاقات  
ہوتی تو امید نفع کی تھی۔ مگر ہر کام وقت پر منحصر ان  
بزرگوں میں سے یہ نام یاد رکھو جناب مولوی محمد قاسم صاحب  
نانوتوی... جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی،  
مولوی محمد منظر صاحب پیسے انجیری مدرسہ کے تھے یہی حقیر  
کے بھائی اور وطن دار ہیں۔ بہار پور کے مدرسہ مظاہر العلوم  
میں مدرس اول ہیں اور ان کے چھوٹے بھائی مولوی محمد احسن

نے مکتوبات مکتوب ۱۔ مطبوعہ دہلی پرنٹنگ پریس دہلی ۱۹۲۹ء

صاحب بریلی کے انگریزی مدرسہ میں مدرس ہیں۔“  
مولانا محمد احسن مرید بہت کم کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے منشی محمد اکمل  
کراچی کے ایک مرتبہ مولانا سے کہا کہ

”مولوی صاحب! آپ بھی تو عالم اند بزرگ ہیں جس طرح  
مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرید کثرت سے ہیں آپ  
بھی لوگوں کو مرید کیسے ٹھہریٹے آمدنی ہوگی؟“  
مولانا محمد احسن نے ہنس کر جواب دیا۔

”اے صاحب! مولانا رشید احمد صاحب کا کیا ذکر ہے وہ تو بادشاہی  
احدی ہیں! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ محبت کر کے کھاؤ اسی نے  
ملازمت کرائی ہے۔“

مولانا نہایت علیم، ہر بار اور سلیم الطبع تھے فتوہ  
فساد سے سخت متنفر تھے۔ ہمیشہ خوش  
خبر اور بچوں سے محبت کرتے تھے اپنے گھروالوں کی خوشی کا خاص طور سے خیال  
رکھتے تھے جس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ خاندان میں کسی کی شادی تھی گھروالوں نے مولانا کی وجہ سے  
کوئی ایسی رسم وغیرہ نہیں کی جس سے تقریب شادی کا اندازہ ہوتا مولانا صاحب  
کی نسبت دینی تو مستورات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

”تکلف نہ اظہار خیال ہے۔“

مکتوب منشی عزیز حسن نانوتوی بنام راقم مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۲ء





شاد و این حق نوشتہ شدہ بود و بسبب وقوع غدر فتح  
معاہدہ گردیدہ بود باز از سر نو بحسب میاد مقومہ محدث است

جنگ آزادی مشعلہ کے بعد ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۸۵ مطابق ۲۰  
جنوری سنہ ۱۲۸۵ کو اراضی موازی دو صد و چهل و پنج درمہ اراضی سکنا فی موطی  
خشت ہائے پنجہ شکل ہر دو قطعه واقعہ اندر ملک محل سکونہ شیخ اسماعیل راجہ  
نصف حصہ دوکان افادہ بیرون محل مذکورہ واقعہ نصیب ناز و نگار شیخ زکریا  
کا بیٹا مولانا محمد احسن نالوتوی کے حق میں ہو گیا اس بیٹا پر گواہوں کی  
حیثیت سے مولوی قصبہ علی، شیخ کرم، سادات علی، علی بخش، محمد حسن، محمد زکریا  
شیخ نجابت علی، مبارز الدین، محمد رضا، پیرخان، مولانا بخش، عبداللہ و مولانا  
محمد یعقوب (نالوتوی)، شیخ اسماعیل اور محمد تاج کے دستخط اور میری ثبت ہیں۔

اس اراضی کی تفصیل و حدود اور پیر و مذہب ذیل ہیں

قطعه اولی غیر مشترک محل ملکہ خشت

تعدادی ۱۰۰۰ درمہ کرد و ثبت قطعه مذکورہ بحقیقت بائعان بمعرض بیچ ہوا  
شرعے چترے چترے جنوبے جنوبے شمالے  
مصدقہ آمد و رفت مشترک حد ملحق شارع عام پوسٹہ قطعه سکونہ حد قطعه ثانی مذکور  
شیخ اسماعیل و قطعه سیدہ ممن بہر طرف گئے شیخ اسماعیل مذکورہ شیخ اسماعیل مذکور

اس بیٹا کی نقل بینہ کی کتاب متحرث فی نقل بینامہ جات و مستحبات  
عد ۱۱ خیر ۳۱۶ پر درج ہے

۱۲۵ یہ تفصیلات نقل بینامہ سے مقتبس ہیں۔

قطعه ثانیہ مشترک تعدادی مالہ ۱۰۰۰ درمہ کہ خیال آں کوئی حصہ

محدث ملکہ خشت بحقیقت بائعان بمعرض بیچ ہوا کہ تعدادی ۱۰۰۰ درمہ

شرعے چترے چترے جنوبے جنوبے شمالے

پوسٹہ قطعه افادہ مدرشا عام قطعه اولی سیدہ و بیچ شارع عام

ملکہ علی و بیچ اکبر علی قطعه سکونہ شیخ اسماعیل

قطعه ثانیہ افادہ معروف دوکان در میان حد و درمہ بیچ مشترک شیخ اسماعیل

کو منجملہ آں نصف حقیقت بائعان بمعرض بیچ آمدہ

شرعے چترے چترے جنوبے جنوبے شمالے

شارع عام زمین جہنا واس شارع عام مسجد

اس خرید کردہ مکان کے راستے اور حدود دروازہ کے من ملت شیخ اسماعیل

صاحب سے ملے ہوئے۔ شیخ اسماعیل صاحب سے دوم مرتبہ معاہدات ہوئی کو کھڑی

کر لیا۔ طویل و صحن و سوائے اراضی راہ مشترک اور کھانچہ جنوبی ملکہ نصیب

یہ شیخ اسماعیل سے خرید گیا بیانش مولانا محمد یعقوب نالوتوی کے سامنے علی بن

آنی اور اس میں ثبت زمین ملک کو مولانا محمد احسن جو راستہ میں آتی شیخ اسماعیل صاحب

کے حق میں وضع ہو گئی اس کے بعد دروازہ دہانچہ مد زمین شیخ اسماعیل صاحب

سے ایک سو روپیہ میں خرید گیا نوازہ کی خریداری ۱۲۸۵ میں علی بن آنی

کی بیٹے سے احمدہ روپیہ مولانا محمد احسن کے ذمہ باقی رہے حکر انہوں نے ضرورت

۱۲۸۶ میں شیخ اسماعیل کو ادا کر دیئے۔ اس کی تفصیل مولانا محمد احسن نالوتوی

اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں

پہا نش زمین کہ دولت آں سود و ثلث ملب و چاہ از شیخ  
اسد علی صاحب خدیہ شد و درو بروئے مولوی محمد یعقوب صاحب  
پہا نش کردہ شد

شتر قاع از مسعود آوار غزلی جزبہ شالہ مسعود آوار شالی مسعود

کوٹری طویل ثلث	للہ درجہ	درجہ	درجہ
۵ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ
طویل	للہ درجہ	درجہ	درجہ
۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ	۱۳ گزہ
مسعود طویل سے دھ شکر	درجہ	للہ درجہ	درجہ
۱۲ گزہ	۱۲ گزہ	۱۲ گزہ	۱۳ گزہ
کچھ جنوبی سلاقی مسعود	درجہ	درجہ	درجہ
۴ گزہ	۴ گزہ	۴ گزہ	۴ گزہ

یکہ ثلث و ثلث مسعود و ثلث ملب و چاہ بعض حصے  
درجہ للہ درجہ خدیہ شد و ثلث راہ آمد کہ حصہ حق بود  
اگرہ ۱۴ اگرہ درجہ وضع کردہ شد

زمین مشترک صرف گھون دروازہ مسعود و دروازہ از پیشی دروازہ  
جانب جنوب از راہ آمد ہوا آمد کہ در آغا دروازہ حوالی نو خواہ شد ملازہ امت و لب دروازہ  
مشرقی راہ آمد و ہوا آمد ہم کال و کال مشترک است

در فاذہ و تاج مسعود میں لکھو یہ کچھ روپے خدیہ شد

۱۰۰۰ روپے ملوٹ بھی متعلقہ دہانہ و دہانہ قلمی بیانی سے حاصل ہوئی۔

معرفت مولانا قاری محمد طیب صاحب ہتھم دار العلوم دیوبند نے سوانح  
قاسمی جلد اول در مولانا صاحب نظر احسن گیلانی مرحوم کے صفحہ ۴۰۰ کے حاشیہ  
پر ایک ایسی روایت سپرد قلم فرمائی ہے جس سے مولانا محمد احسن نانوتوی کا اہل کردار  
کلیتاً بے ہوا ہے۔ ہم نے مکان کی خرید و فروخت سے متعلق جو دستاویزات اور کافیات  
میں ان کی روشنی میں یہ روایت بالکل بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔ اور ہر خیال  
پر کہ شیخ اسد علی صاحب کی سورتی حوالی "محل" میں مولانا محمد احسن قاسمی و  
جلیل ہو گئے اور پھر شیخ صاحب سے بھی براہ راست بیخ و بستی کے بعض سہولت  
کے لئے اس سے طبیعتوں میں کچھ گرانی اور انقباض میں پیدا ہو گیا ہو گا جو ایک فطری  
ظہر ہے اور پھر وہی طبیعت کی گرانی اور انقباض نہ معلوم کس پیرائے بیان میں  
بالکل ہوا رہا اور ان ہی طرحی روایات سے ستار ہو کر مولانا قاری محمد طیب  
صاحب نے یہ تحریر سپرد قلم فرمادی لیکن منشی عزیز حسن صاحب نانوتوی کے  
دہانہ دوانے پر کافی نقل و تحریر کے بعد مولانا محمد طیب صاحب نے ہاتھ نہ دیا  
۱۰۰۰ روپے مجریہ جزوی ۱۰۰۰ روپے (جلد ۱۰ شمارہ ۱۰) ۱۹۰۴ میں ۵۴۰  
کے حاشیہ کی اس عبارت کو آئندہ ایڈیشن میں حذف کرنے کا عند جد میں تحریر می  
وہاں شائع کر کے اپنی سلامت روی اور اخلاقی کردار کا ثبوت دیا۔

"سوانح قاسمی، جلد اول کے صفحہ ۴۰۰ کے حاشیہ نمبر ۱۰ پر  
حضرت اقدس مولانا نانوتوی قدس سرہ کے عہدی مکان کے تذکرہ  
کے ضمن میں اس حوالہ سے ایک روایت درج ہوئی ہے جس میں  
حضرت کے والد امجد شیخ اسد علی مرحوم اور مولانا محمد احسن صاحب



کے درمیان دروازہ مکان کی دادوستد اور اس کی کافذی  
نوشت و خزانہ کی کیفیت تحریر کی گئی ہے۔ مولانا محمد احسن صاحب  
کے فراموشی میں سے برادر محترم جناب منشی عزیز احمد نے صاحب  
سے اپنے والد نامہ میں اس روایت کے خلاف بعض نقاط کی طرف  
توجہ دلائی جس سے روایت کے اجزاء میں شبہ پڑ گیا وہ دیگر  
جس سے یہ روایت سنی گئی آج دنیا میں موجود نہیں کہ ان سے یہ  
شیر مل کیا جائے اور ادھر برادر موصوف کے والد نامہ میں جن  
بنیادوں کو سامنے لایا گیا ہے ان کی تردید کی کوئی وجہ موجود  
نہیں اس نے عاصیہ کی روایت حسب اصول دے نامہ یک  
انی مال اسیر سیکھ قابل ترک نظر آتی ساتھ ہی اس روایت  
سے حضرت مولانا محمد احسن صاحب پر جو حدیث آنا تھا وہ  
اس والد نامہ کے مشمولات سے باطل صاف ہو جاتا ہے چونکہ  
مولانا ممدوح کی ذات گرامی ہمارے اکابر میں سے ہے علمی  
حلقوں پر ان کے احسانات انہٹ ہیں اور یکیشیت مصنف  
احسن المقور عدد مفید الطالبین وغیرہ علماء و طلباء انہیں  
جانتے پہچانتے ہیں اور دونوں میں ان کی عظمت رکھتے ہیں جس  
کا قدر کی تقاضہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی طرف کسی کمرزدی کی

نسبت دلوں کو گوارا نہ ہو چنانچہ روایت مذکورہ قلم بند کرتے  
ہوئے دل اس ناگواری سے ملی نہ تھا گو کورس کی نظر بعینہ  
مورنہ کے اس قلم کی اخلاقی کیفیت پر نہیں صرف نقل و روایت  
پر مرکوز رہی ہے۔ جسے بھی عاصیہ کی روایت قابل ترک نظر و غلط  
کے مشمولات قابل قبول محسوس ہوتے ہیں اسواج فاسی جلد اول  
صفحہ ۵۰ کے متن میں سے فقرہ "بلکہ ایک قصہ مولوی حسن نالوڑی  
موجود کا" مضمون ان ہی کے قبضہ میں آپ نے رہنے دیا۔ وجہ عاصیہ  
کی روایت پر مبنی ہے اور اس صفحہ کا عاصیہ سے حذف کیا جاتا  
ہے جو اسناد ایضاً میں شائع نہ ہو گا۔ محمد طیب "

اوسط۔ انگریز سے پہلے۔ گھنی گوں داڑھی۔ ناک ستریاں۔  
**حلیہ** خرمبوت چہرہ کسی قدر گرلائی کے ہوتے۔ اور خوش نشانہ  
طبر، چہرہ سے متانت اور سنجیدگی کا اظہار ہوتا تھا علم و زبرداری طبیعت  
کی کوٹ کوٹ کمری تھی لے

لباس میں کرتہ، پاجامہ اور عبا پہنتے تھے صدری اور انگریز  
**لباس** بھی زیب تن کرتے تھے مگر مردانہ لباس، آتشک، رضائی، دھیر  
کا جامہ و آفتاب گلوں میں فاضل، چھت، جادوئی، گس، پاتہ۔  
لیو اور جس کے گہرے دوپٹے، گھریا، استعمال ہوتے تھے "مسیح خیاط کا ایک مستقل

کہ تہ تھا لے

## تصانیف و تراجم

مولانا محمد امین کی زندگی و رس و قدس میں اور تصانیف و تراجم سے عبارت ہے مطبع مدنی بریلی کی وجہ سے اس سلسلہ کو اور بھی وسعت ہوئی کیونکہ مطبع اپنا تھا مولانا نے زیادہ تر نسخہ درجہ کم کتابوں کے اردو میں ترجمے کئے ہیں بریلی کے قیام میں تصنیف و تالیف کا کام زیادہ موثر زمانہ میں جب نافہ قیام رہا تو اس وقت مطبع نجیب آبادی کا بھیج و حواشی کا کام ہوا اس زمانے میں بعض ترجمے بھی ہوئے مولانا محمد امین نے جو ترجمے کیے ہیں ان کا محاورہ، صاف اور سلیس ہے مولانا بڑی حد تک قواعد زبان اور صحت عبارت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ مولانا نقل ترجمہ کی بجائے باکاوردہ ترجمہ کرتے تھے۔ دیکھتے م وقت نثر اور ابتدائی رس یہ تھی اس نے نثر اور دو کے ارتقا میں مولانا محمد امین کی تصانیف و تراجم خاص توجہ کے مستحق ہیں اب ہم ذیل میں مولانا محمد امین کے علمی کارنامے پیش کرتے ہیں

۱) **تحفۃ المحضین** | مولانا محمد امین کی غالباً یہ سب سے پہلی تصنیف ہے انہوں نے یہ مختصر سا رسالہ باشتادگان بنارس کی درخواست پر بن غور توں لکھے بیان میں لکھا ہے جن سے مراد کو نکاح کرنا حرام ہے یہ رسالہ ۱۲۶۵ھ بمطابق ۱۸۴۹ء میں عیدین لکھا گیا یہ رسالہ ایک مقدمہ، نو غلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے ہر فصل کا مضمون بیان کرنے کے بعد متعلقہ مسائل بھی لکھے

۲) تمام تفصیل لکھی یہ اس میں درج ہیں۔

کھل کے ساتھ درج کر دیے ہیں بلکہ مقدمہ اور خاتمہ کے ساتھ بھی بعض مسائل لکھے ہیں زبان عام فہم اور با محاورہ ہے تمام مسائل کا جواب فقہ حنفی کے موافق لکھا گیا ہے۔ بعض مسائل میں مختلف ائمہ فقہ کی رائیں بھی نقل کی گئی ہیں جس سے مولانا کی دست نظر کا اندازہ ہوتا ہے کتاب میں تین فتوے بھی جمع کیے جو اب شامل ہیں اس کتاب کے کئی اولین شاخ ہوئے ہمارے پیش نظر مطبوعہ محرم ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۲ء

## ۳) اصول جبرئیل

نام سے معنون کتاب ظاہر ہے۔ ۱۲۸۵ھ میں بنارس یا یہ کتاب طبع ہوئی ہے لے

## ۴) نافہ خریداران

یہ رسالہ مولانا محمد امین صاحب نے فی دشری کے مسائل کے بیان میں لکھا ہے جیسا کہ آغاز رسالہ

ملاحظہ ہو

۱۰ اس زمانہ میں اکثر لوگ اپنی ہاتھ کی کمائی تو کم کرتے ہیں اور تجارت وغیرہ کیا کرتے ہیں لیکن معاملات میں دشری میں مولانا کے لکھے گئے ضروری جان کر یہ رسالہ کہ کم آدمی اس کا نافہ خریداران ہے لکھا گیا اور قبل بیان مسائل ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۴۶ء

۱۱ تاریخ راستن اردو اور عائد سن قادری ص ۱۹۰ (۱۲۸۵ھ)

۱۲ نافہ خریداران اردو کا عمومی مضمون مطبع لکھنؤ ۱۲۸۵ھ

روایتیں اس رسالہ کی جاہد، درمختار اور عاتقیری سے نقل ہیں  
مولوی محمد رمضان خاں مولوی آبادی نے قطعہ تاریخ لکھا ہے  
جب رسالہ یہ ہو گیا پورا  
ماضی خستہ نے بھی تاریخ  
ذیل دستہ شری کے تابع ہو

۱۳۴۳  
۱۸۵۵

(۴) قواعد اردو حصہ چہارم  
ڈاکٹر گرفت پینک انٹر مشن بورڈ  
ڈاکٹر زین الدین کے حب اہم تصنیف کی  
ہو، عدد اردو کو چار حصوں کی ترتیب دیا گیا اس سلسلہ کا چوتھا حصہ مولانا محمد حسن  
نے مرتب کیا ہے۔ شروع کے تین حصے دوسرے حضرات نے لکھے مولانا محمد حسن  
آغاز رسالہ میں لکھتے ہیں کہ

جاننا چاہیے کہ یہ رسالہ قواعد اردو پر مجرب ارشاد فیض  
بنیاد جناب مستطاب مولیٰ القاب جناب ڈاکٹر گرفت صاحب بہادر  
تقدیم ہالک شامل و مغربی کے اسرار کتب و نمونہ اس مدرسہ اول  
فارسی مدرسہ عربیہ سنہ ۱۲۸۵ھ میں تالیف کیا اور تاج مقدور  
عبادت سہل اور قواعد ضروری کا ہونا منظور رکھا اور بعض باتیں  
عربی داری کی جن کا جاننا و آمو زوں کو ضروری ہو موجب ہوتا ہے  
کا تھا وہ بھی درج کی گئیں اور پہلے بیان مطلب سے کچھ

اصطلاح میں قواعد میں مذکور ہوں گی بھی فقیر اور چونکہ اس زبان  
کی صرف و نحو بھی خوب منبسط نہیں ہوئی ہند ناظرین وقت  
ملاحظہ کے خود جان لیں گے کہ کس طرح کی کاوش کرے یہ باتیں بھی  
نہیں اس رسالہ میں چار باب ہیں اول میں اصطلاحات دوسرے  
میں صرف تیسرے میں قواعد چوتھے میں ترکیب کرنے کا طور و انداز  
کچھ قواعد ضروری لکھے گئے ہیں

چونکہ یہ کتاب لغت میں شامل ہی نہیں ہے بیسیوں دانش مند کے شاہد ہونے  
کی کام غلط نہیں ہے کہ اس قواعد دلائل محمد حسن ناظرین کی تالیف ہے علامہ  
محمد حسن قواعد میں مولف کا نام صراحت سے محمد خف علی خاں متوطن مراد آباد لکھا  
ہو اس قواعد کے مولف محمد خف علی خاں مولانا محمد حسن کے شاگرد تھے اسی  
کے انہوں نے اپنے استاد مولانا محمد حسن کے نام پر اپنی اس کتاب کا نام "امین قواعد"  
لکھا مولانا محمد حسن صاحب کی ایک تقریر مولانا محمد حسن قواعد میں ضرور شامل ہے  
فرد عرصہ میں مولانا محمد حسن کا محضر مگر جامع رسالہ ہے  
(۵) رسالہ عروض  
اسباب تالیف کے سلسلہ میں خود مولانا محمد حسن لکھتے ہیں کہ

"یہ رسالہ عروض و قوافی میں مجھ پر ارشاد ہدایت بنیاد و تدوین  
اہل علم صاحب والا نسب جناب مستطاب کی پیش مراد  
بہادر ایم اے ڈاکٹر گرفت مشقہ تعلیم ہالک مغربی و شمالی دہلی

کے احقر العباد محمد احسن مدرس اول فارسی مدرسہ بریلی نے  
 ۱۲۸۹ھ میں تالیف کیا اس میں قواعد ضروری عروض اور قافیہ  
 کے اور مشہور مروج بحرین کے نام اور نہایت مشہور حقائق لکھے  
 جاتے ہیں جو بحرین کی غیر مشہور ہیں یا زمانہ ترک خواہ غیر مشہور  
 ہیں یا بحرین اور وہ حال میں نہیں آتے ان کا ذکر اس میں نہیں  
 لکھا اور عبارت کا آسان ہونا اور اس میں سے طلب کا بخوبی سمجھ  
 میں آنا تمام رسالہ میں ملحوظ رکھتے اس رسالہ میں دو باب ہیں  
 باب اول میں عروض کا بیان ہے اور دوسرے میں قوافی کا ذکر ہے  
 رسالہ میں اکثر مثالوں میں مولانا محمد احسن نے اپنے اشعار دیئے ہیں یہ رسالہ  
 بھی متعدد بار طبع ہو چکا ہے۔

(۶) زاد المحدثات

یہ کتاب تعلیم نصاب کے بیان میں تالیف کی گئی اس نے  
 گورنمنٹ نے ازادہ قدردانی زاد المحدثات کی باخبر  
 جلد خریدیں۔ اور تین سو روپیہ انعام بھی دیا ہے  
 کتاب ۱۲۸۵ھ میں لکھی گئی ہم تاریخ ہے۔ طبع صدیقی بریلی میں  
 ہوئی ہے کتاب تہیہ، جارا ابواب اور فائزہ پر مشتمل ہے۔

(۷) مفید الطالبین

بولی کے ابتدائی طلباء کے لئے نصاب کی ضرورت  
 سے یہ کتاب لکھی گئی ہے کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے  
 تہیہ الجہال، مولانا مفتی حافظ بخش جالوی معہ ۲۲

پہلے باب میں قریب ڈیڑھ سو مسائل و مواظف کے مختصر حصے ہیں اور باب دوم  
 میں تقریباً چالیس سبق آموز حکایات و تعلیمات شامل ہیں۔ دارالعلوم دیوبند  
 دارالعلوم کراچی نیز دیگر مدارس عربیہ میں یہ کتاب داخل نصاب ہے۔ اب باب مشہور مولانا  
 مولانا علی احمد دہلوی المتوفی ۱۳۴۷ھ نے اس پر حاشیہ لکھا ہے۔  
 ۱۹۵۵ء

(۸) مذاق العارفین

اردو ترجمہ مولانا محمد احسن نے منشی درگشور دمالک  
 طبع نو کشتور کھٹو کی فرمائش پر ۱۳۸۱ھ تا ۱۳۸۲ھ، چار ضخیم جلدوں میں کیا  
 مذاق العارفین تاریخی نام ہے ترجمہ بالحدود اور سلیس ہے۔ مولانا محمد احسن نے تخریج  
 عراقی سے احادیث کے مخارج کا حوالہ حاشیہ پر لکھ دیا ہے اور یہ التوسم رکھتا ہے کہ جن  
 احادیث کی نسبت عراقی نے کہہ کر ان کی سند صحیح ہے وہاں کچھ نہیں لکھا اور جن  
 احادیث کو عراقی نے کسی وجہ سے مطول کہا ان کے ساتھ ضعیف و غیرہ ہر جگہ حاشیہ  
 پر لکھ دیے ہیں آخر دو جلدوں کا ترجمہ پہلے کی گئی اس کے بعد پہلی جلد کا اور سب سے  
 آخری دوسری جلد کا ترجمہ ہوا ہے ترجمہ کا کام ۱۳۸۱ھ میں شروع ہوا ۱۳۸۹ھ  
 میں اختتام کو پہنچا کر ان کی بات کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی کے ترجمہ کے  
 مطابق ہے اشعار کا ترجمہ اشعار میں کیا گیا ہے۔ شروع میں امام غزالی کا مختصر مضمون  
 ترجمہ شامل ہے۔

قطعات تاریخ از مولانا محمد احسن صاحب

جلد سوم

ہا جبکہ آوازہ ختم ہو تو دل کو بولی ٹکر دینا نیکی

بلادت طبع احسن کو فوٹا گیا ہر تخیل ایمانے امرو  
کہ اس نے تو ترجمہ سے خوشنویس یہ تاریخ نگہ تہذیب ثلث بلدت

جلد چہارم  
۱۲۸۱ھ ۱۲۸۱ھ ۱۲۸۱ھ ۱۲۸۱ھ  
۶۱۸۹۴ ۶۱۸۹۴ ۶۱۸۹۴ ۶۱۸۹۴

مزہ احباب جب اس سے اٹھانے کے تو بولیں گے

نہ تھا آسان کچھ کوڑے میں لانا جسے قسم قسم کا

لکھا جب ترجمہ عمدہ تو احسن یہ لکھو تاریخ

مجاہد ہے یہ اردو ترجمہ جلد چہارم کا

جلد دوم  
۱۲۸۲ھ ۱۲۸۲ھ  
۶۱۸۹۵ ۶۱۸۹۵

ہوئی ختم جب یہ کتاب نفیس جو ہر اک کو مرغوب و مطلوب ہے

تو احسن سے ہائے رائے گو کہا لکھ دے یہ ترجمہ خوب ہے

جلد سوم  
۱۲۸۶ھ ۱۲۸۶ھ  
۶۱۸۹۹ ۶۱۸۹۹

نو لکھو پریس لکھنؤ سے یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے ہمارے پیش نظر

اگرچہ مشتمل کا مطبعہ نسخہ ہے اس کتاب کا جو ادنیٰ حال میں چھپا ہے اس میں

ام غزالی کے حالات "الغزالی" مولف مولانا شبلی نعمانی سے لے کر شامل کر دیئے گئے ہیں

حافظ ابن قیم کی مشہور کتاب اغاضۃ المفہان کا

اردو ترجمہ و خاصہ حب فرائض منشی جمال الدین

مدون انہام ریاست بمبئی تہذیب الامیان کے نام سے کیا کتاب کا عنوان درج ذیل ہے

۶۴۸ صفحات پر مشتمل ہے مولانا کو صرف ایک ہی نسخہ مل سکا لہذا

میں دوسری متعلقہ کتابوں سے مدد لی گئی کتاب کے ترجمہ اور طباعت کا

تمام صرف سات ماہ میں ختم ہوا پیرایہ بیان صاف اور سلیس ہے ترجمہ نظم

نظم میں کیا ہے یہ کتاب رجب ۱۲۸۳ھ میں مطبع مدنی بریلی میں طبع ہوئی ہے

مولانا محمد احسن صاحب نے یہ نسخہ تاریخ لکھا ہے۔

مکاترہ شیطان کے جب چھپ چکے ہوا ہمسہ تاریخ دیوانہ قلب

یہ بافت غیب نے دی اسے کہ لکھ لے لکھ لے لکھ لے لکھ لے لکھ لے

جلد چہارم  
۱۲۸۳ھ ۱۲۸۳ھ  
۶۱۸۹۶ ۶۱۸۹۶

میں اس کتاب کا کوئی نسخہ نہ مل سکا ہم اپنے مخلص دوست مولوی شہزاد

صاحب ایم اے کے شکر گزار ہیں کہ جن کے ذریعہ سے اس کتاب کے متعلق ضروری

معلومات کتب خانہ دار العلوم دیوبند سے حاصل ہوئیں۔ ابھی حال میں اس کتاب کا

نسخہ مسجد رمانیہ کے کتب خانہ (رنگ پور ڈاکٹر، کراچی) میں نظر سے گذرا۔ اس

کتاب کے رد میں ایک مختصر سا رسالہ تبجید الشاہین امراء جنود الحق المبین کے

مؤلف مولوی عبدالصمد سہروردی تلمیذ مولانا عبدالقادر بدایونی نے

لکھا جو انشی ٹیوٹ پریس علی گڑھ میں طبع ہوا ہے۔

فعلی کشور کتاب کزالدقائق کا تاریخی ترجمہ

۱۰ احسن المسائل شاہ ولی اللہ دیوبندی (برادر حضرت شاہ ولی اللہ

دیوبندی) نے کیا تھا مولانا محمد احسن نے اپنے بھائی مولوی عبد فیصر کی فرمائش پر ذاکا

لکھ دیا اس کا ترجمہ کیا اور احسن المسائل نام لکھا۔ توضیح و تشریح کے لئے

عاشق اور حسب ضرورت میں یہ اضافہ فرمایا مولانا محمد حسن صاحب نے قطعاً  
تاریخ بیان کیا ہے۔

ہوئی فقہی مسائل کتابیہ نظیر حسن  
سن ختم اسکا میں جا پاؤں انصافیت بولا

۱۲۸۹ھ  
۱۸۷۶ء

۱۔ یہ کتاب کے جلد متعلق مولوی لہ ریاض تاجر کتب بریلی کے نام محفوظ ہے۔  
کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی مولانا محمد حسن صاحب ہی کی حیات میں نظر ثانی معیہ ہوئی  
وہی ہے شائع ہوا یہ کتاب مختلف مطابع میں طبع ہو چکی ہے ۱۹۱۹ء میں تیوہی پریس  
کانپور میں مولوی وحی علی صاحب طبع آبادی کے اردو حاشیہ کے ساتھ طبع ہوئی مگر  
پریس پر آگ لگنے کی وجہ سے تمام اشکاک جل گیا کسی طرح کچھ نسخے نکل گئے تھے

۲۔ مولوی وحی علی بن حکیم شیخ محمد شمس طبع آبادی دہلی ۱۲۷۱ھ ۱۸۵۵ء میں چھپوایا گیا ہے۔  
ابتداءً درجہ تعلیم مولانا کی تعلیم طبع آبادی کی چھ مدرسہ تیارہ قیرو آباد، مدرسہ فلاحہ و فلسفین  
مدرسہ جامعہ علوم کا تھری تمام علوم متعلق اختلاف رائے سے حاصل کیے۔ ۱۳۱۲ھ میں دہلی  
ہو گئے اور مدرسہ جامعہ علوم کانپور میں مدرسہ ہو گئے۔ مشرقیہ میں مدرسہ انبیاء ہندوستان  
مدرسہ ہو گئے ۱۳۲۴ھ میں مدرسہ انیسٹریٹ متعلق رہا اس کے بعد مدرسہ صاحب کا چارہ اور

جامعہ العلوم کانپور سے پھر مشرق ہو گئے ۱۳۳۵ھ میں روضہ حج ادا کیا ۱۳۴۰ھ میں مسلم بریتیش علی گڑھ میں  
میں بیٹھ گئی وہیں تقریباً ۱۲ سالوں تک رہے۔ تیسرے ملازمین چارہ جیسو خانی حاشیہ لکھی اور  
پریس کانپور میں چھپ چکا ہے یونیورسٹی میں بی بی اے کے طلباء کے تفسیر منبایات وحی عرب کی روشنی  
وحی علی صاحب نے مولانا کے دینی طبع آبادی میں تیسری ۲۰۰ کے جامعہ مدرسہ مولوی شرف علی صاحب خٹا بڑی  
وسیع فطرت پاکستان جنگ کراچی میں ہیں۔

یہ نسخہ کو حال میں لاہور کے مشہور اشرف کتب سرائق الدین انڈسٹریز لاہور نے چھاپا ہے  
یہ بددیانتی ہے کہ یہ کتب ترجمہ کی حیثیت سے مولانا محمد حسن صاحب کا نام منسوخ کر دیا  
اور محض مولوی وحی علی صاحب طبع آبادی کا نام لائی رکھا ہے۔ کثیر الوقایہ کا ایک  
نسخہ ترجمہ نظیر لغت حق کے نام سے تجرید احمد علیہی مسہوقی الرتونی ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۴ء میں بھی  
چھپا ہے جو ۱۳۳۱ھ میں نگرا ہند کسٹیم پریس لاہور میں طبع ہوا تھا۔

۱۱۔ غایتہ الاوطار  
فہ حقی کی مشہور و متداول کتاب جو مختار کار اردو  
کتاب ذوالفقار لدو لہ دس بارہ ۱۲۵۵ھ میں کتاب الکاس سے خروشا کی تحریر  
میں قریب اقسام متاکر پیغام اعلیٰ آگیا۔ مولانا محمد حسن نے اس ترجمہ کو ان کے  
۱۸۷۶ء میں اخلاص کی غرض سے خریدیا اور بغیر ترجمہ اور باب الافان اکو تہ العلوۃ  
کے کتب اور جن مقالات کو مولانا خرم علی بہرہ دے تھے چھپوایا تھا ان کو مکمل اور ستر ترجمہ  
میں ہر طرح سے صحیح و درست کر کے چند اصحاب کی شرکت میں اول جلد طبع معنی  
ہوئی شائع کی نام غایتہ الاوطار رکھا لیکن یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا۔ مولانا محمد حسن  
کی رحلت فکر ہوئی اور ایک اشتہار اس باب میں طبع کر کے شہر کی کتاب کتب علی خاں  
نے ملاحظہ ہو قید غایتہ الاوطار مولانا محمد حسن صاحب مطبوعہ مطبعہ صدیقی بریلی مگر ہمارے  
قاضی دوست مولانا عبدالغفور شفیق صاحب کی تحقیق ہے کہ مولانا خرم علی بہرہ دے کا انتقال  
۱۸۷۶ء میں ہوا ملاحظہ ہو سلف ظہر محمد بنی آجرونی ۱۳۵۹ھ  
لہ اس کتاب کی ابتدا ۱۳۵۵ھ میں ہوئی اور اختتام ۱۳۵۶ھ میں ہوا مولانا محمد حسن صاحب  
۱۳۶۳ھ ۱۹۴۳ء کے مطابق ان کی تمام غایتہ الاوطار رکھا۔

دیس رام پور مولوی <sup>۱۸۸۸</sup> ۱۳۰۰ھ میں نے طباعت کے جملہ معارف برداشت کے  
مولانا محمد احسن نے فہرست رام پور کی معارف پر درمی خاص طور سے ذکر کیا ہے اور  
کتاب کی تصحیح و ترمیم میں مولانا محمد احسن کے چڑے بھائی مولانا محمد مظہر نانوتوی  
مولانا <sup>۱۸۸۸</sup> ۱۳۰۰ھ صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور بھی شریک رہے اور  
فقیم اندکڑا نقد و کتاب کی چاروں جلدوں کی طباعت <sup>۱۸۸۸</sup> ۱۳۰۰ھ میں ہوئی یہاں  
کہ قطعات ذیل سے ظاہر ہے۔

### قطعات تاریخ از مولانا محمد احسن صاحب

رفیق گلزار چو گردیدہ طبع الہی نسخہ سال فتنہ زورہ فکر مجسمہ  
ذول غیب نما داد سرور شمع ناگاہ پے تاریخ جو نقتہ امام عظیم

جب مہر چکی بہ کتاب مطبوعہ <sup>۱۸۸۸</sup> ۱۳۰۰ھ  
پایا سر حسن سے حسن طبع خرم سے ہے یادگار احسن

از سرمدیت علی ہدایت بریلوی <sup>۱۸۸۸</sup> ۱۳۰۰ھ

با مہتمام مولوی صاحب سے جب مکتبہ آسان و مشکل چھپ گئے  
سال یہ دل سے ہدایت کے مکتبہ دین احسن کے سال چھپ گئے

یہ کتاب ذول کثرہ پرسیں گفتگو میں بھی چھپی ہے ہمارے پیش نظر مطبعہ  
بریلی کا چھپا ہوا نسخہ ہے۔

(۱۳) حمایت الاسلام جب سرمد احمد خاں <sup>۱۸۸۸</sup> ۱۳۰۰ھ میں لندن گئے تھے  
تو ان کے پیش نظر مشہور مصنف ولیم سید کی کتاب

تحت آف انڈیا ریل مشنری و مسلم کا جواب لکھنا بھی مقصود تھا چنانچہ انہوں نے لندن  
کے کافی مواد جمع کیا۔ نکتہ کے ایک حرف مصنف کا ڈی منسٹری بیکنس  
GODFREY NICHOLS کی کتاب اپالوچی <sup>۱۸۸۸</sup> ۱۳۰۰ھ

اندر حمایت اسلام اور یہ انہوں نے اعتراضات کی تردید میں لکھی تھی سرمد احمد خاں  
بہت تلاش و جستجو کے بعد کسی جرس کتب فروش سے دس جملی قیمت دے کر حاصل  
کے اور خطبات احمدی کی تالیف میں اس سے مدد لی سرمد احمد خاں کو خیال ہوا کہ اس

کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہونا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے مولانا محمد احسن کو یہ کام سپرد کیا۔  
مولانا نے اس کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا لے حوائف تنبیہ المجاہد کا کہنا ہے  
اس ترجمہ میں مولانا محمد احسن کے شاگرد فضل رسول و طالب علم بریلی کا بھی مددگار

ہوئے جو کہ اس زمانہ میں کچھ لوگ آفراہن پاس کی وجہ سے مولانا محمد احسن کے خلاف  
تھے اس نے مولانا سے اس ترجمہ کو منشی عبدالودود کے نام سے <sup>۱۸۸۸</sup> ۱۳۰۰ھ میں مطبع  
عمرتی بریلی سے شائع کیا منشی عبدالودود کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون جتن سے  
ترجمہ بنایا تھا اذ علیس ہے غور نہ دیکھتا آہل ہے۔

یہ حیات جاوید و صد دوم و تہی خدمات <sup>۱۸۸۸</sup> ۱۳۰۰ھ از مولانا الطاف حسین حالی مطبوعہ  
مکتبہ عالم اکبر (طبعاتی ۱۸۸۸ھ)

تنبیہ مجاہد ۳۰

• عیسائی اس گریا دیکھیں تو چاہا ہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے  
سائل نے وہ درجہ نشہ دینا کا اپنے پیروں میں پیدا کیا کہ جس کو  
عیسائی کے ابتدائی پیروں میں تلخ کر لے فائدہ ہے جب عیسائی  
(علیہ السلام) کو سولی پر لٹے تو ان کے پیروں نے ان کا لٹھ  
دینی جلاتا رہا اور اپنے مقتدی کو موت کے پنجے میں بھجور کر چل  
دینے پر عکس اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں نے پیغمبر  
اسلام کے گرد آئے وہ آپ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں  
ڈال کر کل دشمنوں پر آپ کو غالب کیا۔

کتاب حیات الاسلام سر سید احمد خاں کے معارف سے طبع ہوئی اور  
کے جملہ حقوق محفوظ اور نیشنل کالج لکھنؤ کے لئے محفوظ ہے اصل کتاب  
کا کوئی نسخہ زمل مسکام اپنے محترم بزرگ جناب پروفیسر ضیاء احمد صاحب مدظلہ  
در شعبہ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے فیکلٹی گزٹ میں گرا نہیں نے اس کتاب کے  
چند اقتباسات، تمہید مترجم، انہوں نے معارف اور حرف آخر لکھنؤ لائبریری مسلم  
یونیورسٹی علی گڑھ سے نقل کر کے بھیجے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشہور رسالہ الانصاف  
(۱۳) **کشف** فی بیان سبب الاختلاف کا اردو ترجمہ مالک مطبع  
مجتبائی دہلی کی درخواست پر رسالہ کشف کے نام سے ۱۳۸۹ھ میں کیا اگرچہ اس  
رسالہ کا ترجمہ اس سے پہلے بھی بعض لوگوں نے کیا تھا۔ مگر ان میں بہت سی غلطیاں  
تھیں۔ مولانا محمد امین نے نہایت محنت و کاوش سے بہت صحیح و درست ترجمہ کیا

• اس میں ایک فہرست معنی میں بھی لکھی۔ قطعہ ذیل سے تاریخ حلقی ہے  
جس گھڑی یہ ترجمہ پورا ہوا  
جس کا ہر مطلب نہایت مفید ہے  
تاریخ اربعہ اہل سنت سے کیا  
ترجمہ انصاف کا کشف ہے

۱۳۸۹ھ  
۱۳۸۹ھ

اس رسالہ کا ترجمہ مولانا عبدالشکور صاحب کمٹوزی (دفتر ۱۳۸۹ھ) نے بھی  
کیا ہے۔ ۱۳۸۹ھ میں اس کتاب کا اردو ترجمہ مولوی عبدالعزیز صاحب نے  
لاہور کے مسلمان ہی امتداد کی راہ کے نام سے کیا ہے جو دفتر جماعت اسلامی لاہور  
کے دفتر سے شائع ہوا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشہور رسالہ عقد الجید  
(۱۴) **سلک مراد** فی احکام الامتداد و التعلیق کا اردو ترجمہ مولوی  
احمد مالک مطبع مجتبائی دہلی کی فوٹو پرنٹ پر سلک مراد کے نام سے کیا ترجمہ  
بہت صاف اور آسان ہے حسب ضرورت تشریح و وضاحت کی ہے اور معنی میں کو  
تعلیق کر کے پیش کیا ہے حاشیہ پر بعض مفید حواشی بھی لکھے ہیں۔ قطعہ تاریخ درقا ذیل ہے  
مجلس اور نوین بزدالی سے عقد الجید کا  
جانفشانی سے کیا جب میں نے پورا ترجمہ  
کے تاریخ کا ہفتے اس نے کیا  
سلک مراد ہے دیکھا یہ زیبا ترجمہ

۱۳۸۹ھ  
۱۳۸۹ھ

(۱۵) **خیر متین** حصہ صغیر کا اردو ترجمہ ۱۳۸۹ھ میں مولانا نواب  
غلام الدین خاں دہلوی مرحوم نے باسم حاجی مظفر حسین کیا مولانا محمد امین نے مالک  
مجتبائی پریس دہلی کی درخواست پر اس ترجمہ کو باخود اردو میں کیا اللہ تعالیٰ درستی



کہ فرغیں بھی انجام دیتے اور آج ہی تمام غریبوں میں رکھ۔ مذکورہ ذیل قطعہ تاریخ کا  
یہ مجموعہ عجیب محسن مصیبت ہے بیان قول مستقیم المرسلین ہے  
اور وہ تھا کھوں تاریخ امتام کہ لطف نے کیا۔ خیر میں

۱۴۱۱  
۱۸۹۶ء

مشہور رسالہ اسرار الصلوة کا اردو ترجمہ ہے اس کتاب

(۶) نکات نماز

کا کوئی نسخہ مل سکا

مولانا محمد احسن ناٹوی نے اکثر کتابوں کو اپنے مندرجہ  
اور ضروری تصنیف کے ساتھ مرتب کیا۔ مولوی عبدالحامد

حاشی و تصحیح

مالک مطبع حیدرآبادی نے دہلی نے اکثر کتابیں مولانا محمد احسن کے حاشی و تصحیح کے ساتھ  
طبع کیں ہیں جو کہ بھی علوم ہو سکیں وہ دونوں ذیل ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی مشہور تحریر کا اردو

(۷) حجتہ اللہ بالانصاف

کتاب حجتہ اللہ بالانصاف سے اولیٰ

یہ مولانا محمد احسن نے مطبع صدیقی بریلی سے شائع کی مولانا محمد احسن کے پیش نظر قریب  
مقابلہ کے حجتہ اللہ بالانصاف کے چار قسمی نسخے منور مفتی محمد اللہ مراد آبادی ۱۹۰۰  
ارشاد حسین رام پوری، مولوی ریاض الدین کا کردی اور مولوی احمد حسن مراد آبادی  
رہے مولانا محمد احسن نے مقابلہ و تصحیح کے قرض بڑی خوبی سے انجام دیا ہے  
مولانا نے وہ ذیل قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

احمد اللہ قاضی الاوطار

واعلیٰ علی السبب الیہاد

سید الخلق احمد المختار

بعد ہذا فانھا حکم جمعیت، الکرام والاختیار  
رحمۃ اللہ علیہما انوار  
واذا تم طبعہ کہ مکمل  
فاذا ہاتھ بقولت کتب

۱۲۸۹  
۱۸۹۹ء

درجہ

حجتہ اللہ بالانصاف مکمل

۱۲۸۹  
۱۸۹۹ء

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی دوسری تحریر کا اردو

(۸) ازالۃ الخنا تصنیف ازالۃ الخنا بریلی سب سے اولیٰ

یہ مطبع صدیقی بریلی سے مولانا محمد احسن نے شائع کی اس کتاب کے مولانا محمد احسن

کو مرتب متن شیعہ تصحیح و مقابلہ کے لٹل سے تحشیہ کا کلام مولانا نے بڑی محنت

سے کیا ہے کہ خاتمہ کتاب میں خود لکھتے ہیں ہے

۱۰ باوجود تلاش کثیر صرف سر نسخہ مبہم خدہ بودہ کیے ازاہنا

جناب منشی صاحب ممدود (منشی جمال الدین مدار الہام) ان

مبہوب پال فرستادہ دوم جناب فقیرات، باب مولوی احمد حسن

صاحب مراد آبادی غایت فرمودہ دوم المی زمین جناب سیدی

۱۱

شاہت اللفظ مفرورۃ

ازالۃ الخنا، در شاہ ولی اللہ (مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۹ء)

نورالحسن صاحب مبرور کا تذیلی رحمت گردن ہر چند ہر سہ  
نسخہ جات محمولہ غلطی پورہ سنگر بقا بلکہ دیگر حق مرید  
اکثر ظاہری شد و انما کہ ہر سہ نسخہ در غلطی موافق بود و رجوع  
بکتب دیگر کردی شدہ آید اگر کتب دیگر ہم نشین ہم رسیدہ  
چیزیہ از نحو اثبات بعمل آوری شدہ اکثر جاز از تصرف  
خود بر ما فیہ اطلاع کردہ ام ۴

کتاب کے آخر میں تعلات ذیل درج ہیں :

بود میل کلام ز بهر سجود      پدر گادرجی دولی و قریب

[illegible]

فضل خود با برکت گشود  
 در معنی خدا یا ز خود  
 نظیر خود صرف شکر از خود  
 در طبعش دلم را ربود  
 گفت یکایک نماز شنود  
 به ختم ای نسخه بر غریب  
 کنی رحم بهم بجایه حبیب  
 نه نسخه در دامن طیب  
 تفکر بمیدان صدر مرصیب  
 دلیل خلافت بوجه عجیب  
 ۱۲۹۸  
 ۱۲۹۹

از سید احمد شاه بریلوی

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

شمار قاصی عیاض کو ۱۲۹۶  
۱۸۹۹

۱۹) شفا قاضی عیاض |

(۱۹) شکار قاضی عیاض

شکار قاضی عیاض کو سبقت دے میں  
مولانا محمد احسن نے تصنیف کے بعد اپنے  
پہلے صدیقی بریلی سے شائع کیا نصف کتاب پر مولانا احمد حسن مراد آبادی  
الہ آبادی نے ماسٹریہ لکھا ہے اور بقیہ نصف پر مولانا محمد احسن نے  
مخبر کی مجلس کے ہے قطعہ تاریخ روز فلی ہے۔

بذل المصحح جسد وعتاء  
یا قاراً بالله تسل فی حقت  
شنت عام الطبع اربخ قانکما  
نحو من خیر الوری بشفاست  
یشاء رب العالمین برست  
بمنه کسل الشفار برافت

۱۲۸۹ھ  
۱۸۷۰ء

(۲۰) کنوز الحقائق مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتبیٰ دہلی کی  
فراموش پر مولانا محمد احسن نے کنز الرقائق پر بیانیہ

جامع حاشیہ کنوز الحقائق کے نام سے عربی میں لکھا ہے حاشیہ بنایت مفید و کا  
ہے اس کی تکمیل مولانا حبیب الرحمن دیوبند نے کی ہے مطبع مجتبیٰ دہلی میں

(۲۱) نفحة الیمین مولانا حبیب الرحمن دیوبند نے لکھی ہے مطبع مجتبیٰ دہلی میں

معروف کتاب نفحة الیمین ضیاء زول مذکورہ الشیخ پر مولانا محمد احسن نے ذکر  
میں حاشیہ لکھا ہے۔ مولانا کا حاشیہ نیز مطبع مجتبیٰ دہلی سے شائع ہوا ہے  
اصل کتاب کلکتہ سے ۱۲۶۹ھ میں ایک انگریز مستشرق ایم بی بیڈن  
نے شائع کی تھی۔

(۲۲) خلاصة الحساب لکھا ہے کتاب خلاصة الحساب مولانا محمد احسن

(۲۳) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مولانا محمد احسن نے لکھی ہے مطبع مجتبیٰ دہلی میں

قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مسب فراموش مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتبیٰ دہلی

محمد احسن نے یہ قیمتی تمام مرتب کی ضروری حواشی لکھے ۱۳۱۰ھ میں مطبع  
مجتبیٰ دہلی میں یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ اسی سال میں یہ کتاب پٹواریہ میں بھی ہے  
حضرت شاہ عبدالعزیز دیوبند کے فو سے

(۲۴) فتاویٰ عمریزی مولوی عبدالاحد کی درخواست پر مولانا محمد احسن

انہماخت محنت سے صحیح و درست کیے مرتب کئے۔ یہ کتاب بھی مطبع مجتبیٰ دہلی

اعمال دلاور کی یہ کتاب امام علی بن نجف علی کی

(۲۵) جواهر القرآن تالیف ہے چند اعمال خواجہ ضیاء الدین صاحب

مؤلف نے یہ کتاب مولانا محمد احسن نے مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتبیٰ دہلی کی

درخواست پر مرتب کی کتاب مطبع مجتبیٰ دہلی میں بھی ہے۔

(۲۶) رسالہ النچرل فلاسفی لکھا ہے کتاب رسالہ النچرل فلاسفی مولانا محمد احسن نے لکھی ہے

مؤلفین اردو زبان میں لکھا ہے یہ رسالہ مشرقی شریک لنگران میں شائع ہوا ہے

(۲۷) مجموعہ مثنویات مولانا محمد احسن نے مختلف مثنویوں

تفسیرہ الرفیق علی ملاحظہ ثبوت الحق الحقیق لکھی ہے

HISTOIRE DE LA LITTÉRATURE HINDOUE ET  
HINDOUSTANI VOL. 2. P. 146.

دفعہ پہلے کے ایک رسالہ ثبوت الحق الحقیق لکھا جو درج ذیل سال  
جواب میں تھا کہ حامی اور غیر حامی پر جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے تقلید ایک مذہب  
کا کرنا واجب نہیں۔ درجہ پر تقلید واجب ہے اگر وہ تقلید ایک مذہب میں  
دکرتے تو اس کے پیچھے نہ گزرتا سنا جائز ہے یا نہیں اور ساتھ اس کے گھانا پینا اور  
کی رسم جاری رکھنا درست ہے یا نہیں۔ پیش اہل میاں نذیر حسین نے اس کا جواب  
مضمون نظریات اور مستقرات کی روشنی میں دیا تھا اور ان کے کسی شاگرد نے یہ  
مولانا محمد احسن نانوتوی کے پاس بھیجا اور ایک مضمون کا پیلیغ دیا کہ  
”آپ صاحب یا بعد دو چار مہینے کے خود یا بمشورہ اپنے ہمارے  
کے اس کا جواب دیں۔“

مولانا محمد احسن اگرچہ اپنی صاحبزادی کی بیماری کی وجہ سے پریشان تھے  
مگر سے بریلی آئے ہوئے تھے مگر انہوں نے فوراً اس رسالہ کا جواب تنبیہ الفرق علی سنا  
ثبوت الحق الحقیق کے نام سے لکھا اور تیار کرائے رسالہ ثبوت الحق الحقیق نے بھی  
میں اکثر مخاطب دیئے ہیں مولانا محمد احسن نے اس رسالہ میں بعض الزامی جہاں بھی دیئے  
کہ میں نذیر حسین نے مسین الدین پسر عمل الدین ساکن بریلی علیہ سہولی ٹولہ کو کہہ دیا  
اور مستقرات بھی نہیں جانتے سمجھتے مولوی محمد شکر اللہ صاحب سند محدث علی  
لکھی پور میں پچاس سال کی عمر تک تو مولف رسالہ میاں نذیر حسین پابند مذہب

ہاں کے ات دہائی عبدالحق دہلوی شکر تقدیر شخص کو گمراہ کہتے تھے اس رسالہ کے  
آخر میں مولانا محمد احسن نے عنوان التماس لکھا ہے کہ

”اس عاجز کا طریقہ بد و شورو سے مناظرہ اور مکالمہ کرنے کا  
نہیں چاہتا جس کے لئے کوئی مناظرہ تقریری کیا اور نہ کوئی رسالہ جز  
تقریری کیا اور نہ ارادہ تقریر و تحریر کا تھا یہ سطور مجھے بھجودی  
لکھنا پڑیں غرض اس سے یہ نہیں کہ سلسلہ مکالمہ قائم رہے بلکہ  
مستفسر کو حق تعالیٰ ہرگز نہ تھا سو کر دیا کوئی ملنے یا نہ مانے  
و ما علینا الا البلاغ المسبین“

اس رسالہ پر نظر ثانی و تصحیح مولوی احمد حسن بریلوی نے کی ہے اور یہ رسالہ  
طبع قیصری بریلی میں طبع ہوا ہے اس سال ایک نسخہ میں مولانا عبد الحکیم حق صاحب  
کے ذخیرہ علمی میں دیکھ کر ملاحظہ کئے یہاں کے شکر گزار ہیں۔

(۲۹) قلمی بیاض | اگرچہ کوئی تعریف نہیں ہے مگر مولانا محمد احسن  
نانوتوی کی تحریری یا دواشون کا مجموعہ ہے لہذا  
اس کا ذکر بھی ضروری ہے مولانا کی یہ بیاض منشی عزیز حسن صاحب نانوتوی بیسہ  
منشی محمد اسماعیل ابن مولانا محمد احسن نانوتوی کے پاس محفوظ ہے۔

اس میں مولانا محمد احسن کے آمد و فرہا کے اندازات مختلف دواشون و اشعار

نے تنبیہ الفرق ص ۱۷

نے تنبیہ الفرق ص ۲۰

نے تنبیہ الفرق علی سنا ثبوت الحق الحقیق اور مولانا محمد احسن ص ۲۷ (قیصری پور بریلی)

نے تنبیہ الفرق ص ۱۵

کے حسابات، طبی مشق و اقلیدس کی شکلیں، احباب کی فرائض، فنادی کے مسودہ سیر و دیگر تحریریں بطور احوال زندہ رہیں۔ آمد خیر چاہے احباب فوری مسودہ سے، آخر جولائی ۱۸۸۷ء کو تحریریں، مولانا محمد احسن کے ہاتھ کے بعض انگریزی تحریریں بھی بیاض میں موجود ہیں۔ اس بیاض سے جس قریب حالات میں شری مدظل

اولاد و احفاد

**اولاد و احفاد** مولانا محمد حسن صاحب کی پہلی بیوی امانت النساء دغابیر  
متوفی نصیر الدین غلجی سے دو لڑکے مولوی فضل الرحمن  
منشی محمد اسماعیل دو لڑکیاں لڑکی سلیمہ تھیں۔

مولوی فضل الرحمن

مولوی فضل الرحمن نے کتبِ دوسہ کی تکمیل اپنے والد مولانا محمد احسن سے کی۔ فضل الرحمن حافظِ قرآن تھے۔ قرأت و تجوید سے بھی واقف تھے۔ مولوی فضل الرحمن کی شادی محمد منیر کی صاحبزادی ام فضل سے ہوئی تھی۔ مولانا محمد احسن نے بریلی سے انگریزی، فرانسیسی اور تہذیب و تمدن کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی زیر نگرانی مولوی فضل الرحمن تالیف و ترجمہ کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے مجلسِ اوعظین کے کچھ حصہ کا ترجمہ کی۔ بقیہ دوسری جگہ سے منسلک کیا۔ کلماتِ طبعیات و معنویات حضرت مرزا مظہر جانجاناں وغیرہ کی تصنیف و ترجمہ کی۔ یہ دونوں کتابیں طبعِ پنجابانی دہلی میں طبع ہوئی ہیں۔ مولوی فضل الرحمن کے صرف ایک صاحبزادے کی۔ فضل تھے جن کا عین شباب میں دہلی ہی انتقال ہو گیا۔ مولوی فضل الرحمن لالہ فوت ہو گئے۔

منشی محمد اسماعیل

منشی محمد اسماعیل | منشی محمد اسماعیل گزدار قانون گوئیے ان کی شہوی  
ان کے مانوں متولی نصیر الدین کی صاحبزادی عہدہ

۱۸۴۷ء میں میری طبیعت میں سے صرف ایک سا جزا دی نصیر طاقون نصیر نصیر خانوں  
نصاب ادب (دولہ اور الحسن) لنگوی ہے منسوب نصیر کے کہ وہ دونوں نواسے  
نصیر حسن اور نصیر خورشید حسن ہیں دونوں بھائی ہندو دو خانہ نظام آباد  
میں ملازم ہیں نصیر محمد اسماعیل کا انتقال ۱۸۴۷ء میں ہوا۔ نصیر کو نصیر  
نصیر کو نصیر۔

مولانا محمد حسن کی صاحبزادی محترمہ کی شادی تھانہ پھول دیں احمد (ولہ مولوی شمس محمد)  
کئی شادی کے تقریباً پانچ ماہ بعد کلام سورجہ ہو گئیں۔

مولانا محمد اسحاق کی دوسری بنارس والی بیوی سے ایک لڑکے محمد ابراہیم اور تین لڑکیاں حضرت آئینہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

ملکوی محمد ابراہیم

مولوی محمد ابراہیمؒ نے اپنے والد سے تحصیل علم کی طبیعت  
 اور ذہن کی کجی کبھی شرمی کی تھی۔ تمام عمر محکمہ تعلیم میں  
 رہے۔ آخر میں پیش پانی ان کی شادی مولانا محمد طیب صاحبہ سے  
 ہوئی۔ ان کے چار بچے تھے۔ مولوی عبد اللہ، امیر، شادی ریلوے  
 میں ہوئی۔ مولوی محمد علی، مدرسہ اسلامیہ میں تھے۔ مولوی  
 محمد اسحاق، مدرسہ اسلامیہ میں تھے۔ مولوی محمد اسحاق، مدرسہ اسلامیہ میں تھے۔

محمد یاسین اور محمد سمویں اور چار لڑکیاں نصیر، حیدر، سیدہ اور طیبہ  
محمد الیاسین، محمد یاسین اور سیدہ خوت سمجھے۔ محمد الیاسین ڈاکٹر محمد ابقی داد  
نصیر خاتون اور طیبہ کا گرامی سر۔ عصمت بی بی کی شادی مولانا فتح محمد

۱۔ غفل، مسرور، اوداک ماجزاد، ام نعل تھیں، ام نعل کی شادی عبد النبی



میں دینی دولت کی خدمات میں مصروف ہیں۔ آج کل مدرسہ مظاہر اسلام کے  
مدیر اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب ہیں۔ <sup>۱۲۴۴ھ</sup>  
مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد یعقوب، نانوتوی کے ہمراہ مولانا محمد مظہر نے پہلا  
جگ کیا۔ <sup>۱۲۹۵ھ</sup> میں دوسرا جگ کیا مولانا محمد مظہر کے تعلقات مولانا محمد قاسم  
نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی سے بہت خصوصیت کے تھے۔

مولانا محمد مظہر حدیث و فقہ میں بڑا ادب رکھتے تھے۔ مولانا محمد احسن، نانوتوی  
نے جب مولوی خرم علی لمہوری کے وراثہ سے درمختار کار کا اردو ترجمہ اشاعت  
کی غرض سے خرید تو اس کتاب کے بغیر ترجیح اور صحت و درستی میں مولانا محمد مظہر  
نانوتوی پورے پورے شریک رہے جیسا کہ مولانا محمد احسن نے کتاب کے مقدمہ  
میں ذکر کیا ہے۔ مولانا محمد مظہر، نانوتوی نہایت متقی، پرہیزگار و منکسر المزاج  
اور نیک نفس بزرگ تھے۔ <sup>۱۸۵۸ء</sup> میں مہاراجپور میں لاؤ لٹریٹ جوئے آب کے  
تکاذب میں بڑے بڑے ممتاز علماء مشن مولانا غلیل احمد انیسویںویں وغیرہ تھے۔  
مولانا محمد مظہر، نانوتوی کے انتقال پر سرسید احمد خاں بہادر دفن <sup>۱۸۹۷ء</sup> میں  
ایک شذرہ لکھا ہے جو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

”مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم، انیسویں کے مولوی محمد مظہر  
صاحب نے جو عربی مدرسہ مہاراجپور میں مدرس تھے اور ان کی  
کی ذات بابرکات سے اس مدرسہ کو عزت اور رونق مٹی برزد  
شہرہ قسری اکثر برص <sup>۱۸۵۷ء</sup> کو انتقال فرما۔ انا للہ وانا  
الیہ راجعون۔ مولوی صاحب ممدوح بہت بڑے  
عالم تھے جس نے نہ کہ دینی میں طالب علم تھے اسی زمانہ میں ان  
کی ذات شہور ہوئی۔ تقویٰ و ورع میں بھی نہایت اعلیٰ درجہ  
رکھتے تھے۔ میں ہر مہر سے انہوں نے اپنے ہم قوموں کو علوم دینی  
کی فیض رسانی پر کمر بستہ چرتا، اندھی بھی اور عربی مدرسہ  
مہاراجپور میں پاشکے ہو کر بیٹھ گئے تھے آمدنی مدرسہ سے  
صرف پچیس روپیہ، ہوا ہی بقرہ رگزرا وقات لینے تھے اور  
علوم کی تعلیم میں مصروف تھے بہت لوگ ان سے فیض یاب  
ہوئے مگر انیسویں کے اہل نے لوگوں کو اس فیض سے  
محروم کر دیا۔“

مولانا محمد احسن نانوتوی کے حقیقی بھوپڑے

**مولانا محمد منیر نانوتوی**

بھائی تھے <sup>۱۲۵۷ھ</sup> میں نانوتوی میں پیدا  
ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد حافظ لطف علی سے حاصل کی۔ پھر دینی کالج میں  
تعلیم حاصل کی۔ مولانا ملک العلی نانوتوی، مفتی مدرسہ الدین آزرہ اور شاہ  
محمد مفتی مجددی دہلوی سے بھی استفادہ علی کیا۔ مولانا محمد منیر صاحب جنگ

شہ ملاحظہ ہو مذہب بنسور مولانا محمد علی خاں مولوی (جلد دوم) ص ۱۸۰ (جلد اولیٰ ص ۱۸۰)  
نے ملاحظہ ہو غایت الاوطار ص ۶ مطبوعہ مطبعہ نول کشور پریس  
لکھنؤ <sup>۱۲۹۳ھ</sup>

تھے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ، علی گڑھ ص ۱۱، روز ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء

آزادی ۱۸۵۷ء کے ایک سرگرم کارکن اور مجاہد تھے۔ وہ جنگ شامی سپہ  
دوسرے اکابر کے ساتھ شریک رہے اور قبول مولانا غلام حسن گیلانی مولانا  
محمد نیر حرثی لیکچرری تھے اور خوب داد شجاعت دی جیسا کہ سوانح قاسمی سے  
اندازہ ہوتا ہے جنگ شامی کے بعد مولانا محمد نیر بھی روپوش ہو گئے مولانا  
عام کے بعد مولانا محمد حسن نانوتوی کے پاس پہلی بیچے ۱۸۷۱ء میں  
بریلی کالج میں ملازم ہو گئے۔ طبع صدیقی بریلی کے ہستہ ہے اور اس کا نظم و  
نسق زیادہ تک ان ہی سے مستقیم رہا۔ بریلی سے پنشن پائی۔ ۱۲۹۴ھ کے  
بعد بریلی سے تعلق ختم ہو گیا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بہت بڑے تعلقات  
اور دونوں بچپن کے ساتھی تھے۔

مولانا محمد نیر صاحب قریب در سال دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے۔  
ایما اندازی و دیانتداری میں جواب نہیں رکھتے تھے ایک مرتبہ مولانا محمد نیر نانوتوی  
دارالعلوم دیوبند کی سالانہ روداد چھپوانے کے لئے ڈھائی سو روپے کر دیں گئے  
اتفاق سے وہاں روپے چھڑی ہو گئے۔ مولانا محمد نیر اس حادثہ کی کسی کو اطلاع  
کئے بغیر نانوتو آئے اپنی زمین فروخت کر کے روپہ فراہم کیا اور اس سے روداد  
چھپوا کر لائے کچھ عرصہ کے بعد جب مجلس ارکان شوری کو اس کا علم ہوا تو انہوں  
نے مولانا رشید احمد گنگوہی سے اس کے متعلق مسئلہ دریافت کیا مولانا گنگوہی کے

جواب آیا کہ مہتمم صاحب امین تھے اور روپہ چونکہ بلا تعدی کے  
ہوا اس لئے ان پر تادان نہیں آ سکتا۔ ارکان مجلس نے مولانا رشید احمد  
گنگوہی کو لکھا کہ مولانا محمد نیر سے درخواست کی کہ اپنا روپہ واپس لے لیں  
محمد نیر نے فرمایا کہ نفوس کے بات نہیں ہے اگر خود مولانا رشید احمد صاحب کو  
پتہ چلے گا تو کیا وہ بھی روپہ لے لیتے چنانچہ اصرار کے باوجود روپہ  
واپس لے کر رو دیئے مولانا محمد حسن کے انتقال کے بعد دارالعلوم کی مہتممی  
مجلسی ہو کر ۱۳۱۲ھ میں نانوتو واپس آ گئے۔ خارج اوقات میں دارالعلوم  
مولانا محمد نیر عربی ادب کی کتابیں طلباء کو پڑھا کرتے تھے۔

مولانا محمد نیر کی صورت نہایت نورانی تھی۔ قد بڑا چرواہا، دارا عی گھنی  
بندہ لمبی تھی بلا ضرورت بات چیت نہیں کرتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے جو تک  
بے نیچوں کا باجہا پہنتے تھے۔ جب ہر مہینہ پنشن لینے سہارنپور جاتے تو اپنے  
کے گھروں پر جا کر دریافت کرتے کہ کچھ تنکا تو نہیں ہے ان کی فرمائش لکھ  
دیتے اور خرچہ کر لاتے تھکر کے تمام لوگ مولانا محمد نیر کا نہایت احترام کرتے  
مولانا نقشبندیہ سلسلہ میں سید تھے۔ آخر زمانہ میں مجلس مجتہدین دہلی سے بھی  
رہے۔

مولانا محمد نیر نے امام غزالی کی کتاب مہناج العابدین کا اردو ترجمہ

ملاحظہ فرما دیا تھا خلاصہ ص ۳۰-۳۱ تاریخ دیوبند مولانا محبوب

ص ۶۳-۶۴ دیوبند ۱۹۵۲ء

لے ملاحظہ قلمی بیاض مولانا محمد حسن نانوتوی

لے مذہب منظور جلد دوم ص ۱۸۸



مراجعہ اسلامی کے نام سے کچھ مطبع مدنی بریلی سے ۱۳۸۱ھ میں طبع  
 مولانا کی ایک دوسری تصنیف فوائد غریبہ ہے جو مطبع مجتہبی دہلی میں بھی  
 یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب توحید و رسالت سے متعلق ہے دوسرے  
 بہ نفس کے بیان میں ہے تیسرا باب فرائض شریف کی تلاوت کے متعلق ہے۔  
 نہایت مدلل ہے، اس مختصر رسالے کے مضمون کو مولانا مفتوحات  
 علاوہ مفتوحات میں بھی دستخط کا مندرجہ ہے انس کی تاریخ انتقال مد  
 ۱۳۳۱ھ تک وہ زندہ تھے۔ کیونکہ اس زمانہ کی ایک تحریر ہری ندر  
 گزری۔ ۱۳۳۱ھ میں حج ادا کیا۔

مولانا محمد منیر کے ایک صاحبزادے حافظ محبوب الرحمن اور ایک صاحب  
 ام فضل تھیں، ام فضل مولانا محمد احسن نانوتوی کے صاحبزادے مولوی عارفہ فضل  
 صاحب کو منسوب تھیں حافظ محبوب الرحمن صاحب کے تین صاحبزادے حافظ مجتبیٰ  
 حافظ مطلوب الرحمن اور عطارد الرحمن ہوئے۔ حافظ مجتبیٰ الرحمن کے ایک صاحبزادہ  
 محمد طاہر اور ایک لڑکی طاہرہ خاتون ہیں، محمد طاہر لاہور میں ہیں۔ حافظ مطلوب  
 صاحب اولاد میں اور نانوتوی میں سکونت پذیر ہیں اور عطارد الرحمن ملیر: کراچی  
 میں رہتے ہیں یہ بھی صاحب اولاد ہیں۔

مولوی عبد الاحد مالک مطبع مجتہبی دہلی مرحوم مالک صاحب

مجتہبی دہلی کا ذکر اس کتاب میں برابر آ رہا ہے مولوی صاحب مرحوم مولانا  
 نانوتوی کے رئیس تھے اور وہ سترہ برس بنارس میں پیدا ہوئے مولوی عبد الاحد

مدرسہ تعلیم و تربیت مولانا محمد احسن نے کی۔ مولانا محمد احسن، مولوی عبد الاحد کا  
 فرزند رکھتے تھے ان کے کچھ بھائی تھے۔ مولانا صاحب  
 مدنی تھے۔ بیماری کی حالت میں نہایت توجہ اور غور سے علاج کرایا جاتا تھا۔  
 مولانا شریف میں مولوی عبد الاحد کے غم فراق پر ایام کے ساتھ شہر بنی قسیم ہوتی  
 مولانا عبد الاحد چودہ سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم سے فارغ ہوئے مولانا  
 کے مدرسے درس نظامی کی تکمیل کی اور ۱۳۵۸ھ میں بریلی کالج سے انٹرمیڈیٹ پاس  
 ۱۳۵۸ھ میں گورنمنٹ اسکول بدایوں میں محترفاً ماسٹر مقرر ہوئے اس زمانے  
 میں بریلی میں کوچہ عباسیان میں قیام رہا ۱۳۵۸ھ میں الدہ آباد یونیورسٹی سے  
 امتحان کا امتحان درج اول میں پاس کیا۔ اسی سال انہوں نے "رسالہ نمبرہ اشکال"  
 محترفاً ماسٹر مقرر ہوئے ۱۳۵۸ھ میں ملازمت کا سلسلہ منقطع کر دیا اور میرٹھ  
 ملازمت کرنے لگے۔

۱۳۵۸ھ میں مولوی عبد الاحد نے منشی ممتاز علی بن شیخ محمد علی سے مطبع  
 دہلی دہلی پانچ سو روپے میں خرید کر کچھ منشی ممتاز علی حجاز مقدس کو ہجرت  
 کیا۔ مولوی عبد الاحد مرحوم نے مطبع مجتہبی کو بہت ترقی دی اور دوا میں بھی  
 ان کی غیرت و یگانگی اور دولت و مالیت کا سبب بنا پہلے یہ ایک معمول  
 مطبع تھا مولوی صاحب مرحوم نے اس کو بہت ترقی دی اور عبد ہی یہ مطبع

برصغیر پاک و ہند کے مشہور مطابع میں شمار ہونے لگا اور ایسا شہرت پذیر ہو کر آئی  
ملک اس کی سکہ قائم ہے اور لوگ سبب مجتہدی کی مطبوعات تلاش کرتے ہیں بلکہ  
بعض اوقات کسی نکتہ قیمت اور اگر کے مطبع مجتہدی کی مطبوعات حاصل کی جاتی ہیں۔  
مولوی عبدالاحد مرحوم کا نام مطبع مجتہدی دہلی کی بدولت ہمیشہ زندہ رہا ہے۔  
اس مطبع سے عربی، فارسی اور اردو کی ہزار ہا کتابیں طبع و شائع ہوئیں اس طرح  
اس مطبع نے علوم، اسلامی کی بڑی خدمت انجام دی ہے مولوی عبدالاحد مطبع کا  
ہر کام خود دیکھتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر بھی نظر رکھتے تھے۔ مطبع کے مآزمین  
کا خاص طور سے خیال رکھتے تھے ان کی ضرورت کی مشید فوراً فراہم کی جاتی۔  
مطبع مجتہدی میں ایک شخص کے ذہن کا تقریباً مولوی عبدالاحد نے اپنے ہاتھوں سے  
عبدالاحد کو تحریری ہدایت کی کہ یہ شخص ضیف العمر ہے اس سے ذہنی چیزیں بھولی  
جانے اور نہ دوڑ دھوپ کا کام یا جانے لے

سبب مجتہدی دہلی میں نہایت مستند علماء قیص و الباقی اور جاشی کا کام  
انجام دیتے تھے، مولانا محمد حسن، نووی، مولانا محمد سیدنا نووی، مولوی فضل الرحمن،  
رہبر مولانا محمد حسن، نووی، مولوی نظام الدین کیراوی، مولوی غلیل الرحمن، بھوانی  
مولوی محمد اسحاق اور مولوی محمد بیگ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ماہر دہلیات کی صفت بخاری  
لکھتے ہیں ۷

۷۔ قلمی بیاض مولوی عبدالاحد مرحوم — مولوک حاجی عبدالستین

۸۔ دہلی، بہار و صنف بخاری دہلی ۱۰۰ (۱۶ مئی ۱۹۶۳ء)

۸۔ مطبع لؤل کشور گنیزو کے بعد اگر کسی مطبع نے لازوال شہرت  
پائی تو وہ واحد مطبع مجتہدی دہلی تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے اپنے  
حسن انتظام سے اس مطبع کو ایسی خوبی سے چلا یا کہ سیکرٹریوں  
مذہبی، تاریخی اور بعض ادبی کتابوں کے درجنوں اڈیشن اور  
لاکھوں نئے چھاپ ڈالے، ان درجنوں بزرگوں کی تہنایا ایک  
خدمت ہی ایسا عظیم کارنامہ ہے کہ صدیوں ان کا نام زندہ اور  
باقی رہے گا یہ انہیں بزرگوں کا صدقہ جاوید ہے کہ آج ہمارے  
کتب خانے مختلف علوم و فنون کی کتابوں سے محروم نظر نہ  
آتے ہیں۔

مولوی عبدالاحد نہایت نیک نفس، منکر الزنا، مدبّر و ذہین تھے انھیں  
مسلمین بہت تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مولوی  
عبدالاحد نے ایک کتاب "حالات و مقامات مجدد الف ثانی" مرتب کی جو طبع  
میں مطبع مجتہدی میں بھیجی ہے۔

مولوی عبدالاحد مرحوم اخراجہ کی بات کی ہمیشہ مدد کرتے تھے قومی کاموں میں دلی  
مکمل کوشش کرتے تھے۔ دہلی کے عوام میں ان کا شمار برآ تھا مولوی بشیر الدین احمد  
رف ہرنگت ۱۹۸۴ء مولف واقعات دارالحکومت دہلی لکھتے ہیں ۸  
۸۔ دہلی کے نہایت مسو بہ آدرہ و اشخاص میں آپ کا شمار ہے

۸۔ واقعات دارالحکومت دہلی، اشرف علی خان تھانوی دارالعلوم دیوبند ۱۹۸۴ء (۱۶ مئی ۱۹۶۳ء)

قوی کاموں میں بہت دہشی لیے ہیں۔ علی گڑھ کالج کے برصغیر میں۔ آنریری مجسٹریٹ ہیا اسی سال (دستخط) آپ کو خان بہادر کا خطاب ملا۔ دہلی میں ایسا کوئی قوی جلسہ انجام کام نہ ہو گا جس میں آپ سب سے آگے نہ ہوں، دل کھول کر قوی کاموں میں جان و مال سے شرکت کرتے ہیں، جات مسجد مسجد فتح پور میں عک اسکوٹ، میجر خانو و دیگر کے نمبر ہیں۔“

شمس احمد، سید احمد ام جامع مسجد دہلی دفن سرریح الثانی ۱۳۳۵ م  
۱۳۳۵ م کا بیان ہے کہ

خان بہادر عبداللہ مطبع مہتابی کے مالک تھے ان کی جفاکشی اور مصروفیتوں کا اندازہ لگانا محال ہے معمولی سرمائے سے کہ دہتہا کام شروع کیا اور لاکھوں روپیہ پیدا کیا مگر اس کے باوجود ان کا راسد مزاجی اور کم گوئی چال رہی۔ بلکہ قوم کے کاموں اور تعلیمی اداروں میں انہوں نے بڑی فراخ دلی سے جذبہ دینے کی کوشش کی، عربک کالج، اور انجمن محمد اللہ اسلام آباد کے عہدوں دار رہے اور ہمیشہ ان کی مالی امداد کرتے رہے

۱۱۳ بحوالہ: "یہ قلم ہے" از یوسف بخاری ص ۱۱۳

تہ انجمن موزلا اسلام منشق محمد کرم اللہ ذال صاحب ریس غلام دہلوی نے سال ۱۳۱۵ ھ میں توفیق  
کے علی تحصیل کے لئے کیجئے و تحت ادارہ حکومت دہلی جلد دوم ص ۱۲۷ و محمد الیاب قادری

حکیم اجل خاندان کے طبیعہ کالج میں شاذ ارضیات ان سے  
انجنازیائی، حکیم صاحب ان کا عمر بھر اثرات کرتے رہے:

پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴-۱۵ء میں مولوی عبدالاحد نے حکومت برطانیہ کی بے مثال خدمت انجام دی انہوں نے فارنزمی دلی کھول کر چندہ دیا اللہ تعالیٰ قربانیاں قبول فرمائے۔ انہوں نے سٹی ریکورڈنگ کمیشن اور سیلٹی کمیشن کے ممبر کی حیثیت سے بھی نمایاں خدمات انجام دیں، ان خدمات کے سلسلہ میں گورنمنٹ برطانیہ نے مولوی عبدالاحد مرحوم کو خدمت، سند اور خان بہادر کے خطاب سے نوازا۔

۱۲ دسمبر ۱۹۲۰ء کو مولوی عبدالاحد کا انتقال ہوا۔ اس زمانے میں خلافت کی تحریک زوروں پر تھی حکام رس اور خطاب یافتہ حضرات کو لوگ ابھی انھوں سے نہیں دیکھتے تھے لہذا بعض لوگوں نے مولوی عبدالاحد مرحوم کی میت کی تدفین میں سخت رکاوٹیں ڈالیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ غرض انھوں نے مولوی عبدالاحد جامع مسجد دہلی لکھتے ہیں ص ۱۷

١٩٢٠ م و ١٩٢١ م مطابق ٢٠ ربيع الاول ١٣٣٩ هـ يوم

جمرات کو شب کے وقت مولوی عبداللہ کا انتقال ہوا دوسرے

روز جمعہ کو عبد اللہ چوڑی والے، عزیز حسن بھائی، عارف  
ہسوی (ف ۱۹۳۶ء) عزیز الدین چوڑی والے اور چند لوگوں

۱۔ ریاض شمس العلماء، سید احمد امجد صاحب مسجد دینی حصہ ۱، (تکلمی، (مملوکہ سید یوسف بخاری)

نے مولوی صاحب مرحوم کی نعش کی توہین کی اور قبرستان  
میں دفن ہونے کے مانع اور مستعد فساد ہونے کا چارہ بہت  
سے واپس مکان پر جنازہ آیا حکام وغیرہ پولیس لے کر آئے  
انجام کار باہمی سمجھوتہ ہوا اور تمام مسلمان نماز جنازہ جاسمجھ  
میں ادا کر کے قبرستان ہندوستان قبل مغرب لے گئے اور وہاں دفن کیا  
حکومت نے مولوی عبدالاحد مرحوم کی نعش کی توہین کرنے کے سلسلہ میں ان لوگوں  
پر مقدمہ چلایا جس میں عبداللہ چوڑی والے اور عزیز حسن بھٹائی کو تین تین ماہ کی قید  
ہوئی اور عارف ہنسوی بری ہوئے۔ اس واقعہ کی تفصیل سیر دیوٹ بنجاری کے  
قلم سے سنئے۔

”یہ واقعہ ہے کہ مسلمان ایک مردہ پرست قوم ہے لیکن اس مردہ  
پرست قوم کی مردہ پرستی کا ذریعہ رنگ بھی ملاحظہ ہو، مسلمان  
میں جب تحریک غلات اپنے مشابہ پرستی علیحدگی اور نفرت  
توڑنے کے سلسلہ میں اپنا فائدہ دانی خطاب ”حازق الملک“  
ایسے وقت اور ایسی صورت میں حکومت کو داپس کر چکے تھے  
جب کہ ہندوؤں میں کوئی ایک تشنفس بھی اپنی ”رشتہ داری“  
اور ”رشتہ بہادری“ سے دست بردار نہ ہوا تھا جبکہ آج  
کے خطاب داپس کرتے ہی اہم صاحب رجاست مسجد دہلی پر پولیس  
ہوئی ان کی اقتدار میں نماز ترک کی گئی، ان کے برادر خور“

نے بیاضی شمس العلماء سید احمد امام جاسمجھ دہلی سے ۱۸ تھے۔ دلی ہے ص ۱۳۰

راقم کے والد سید عابد دف ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ  
۱۱۳ راکت ۱۳۵۳ھ) کو ممبر مسجد کے روبرو خون میں نہلایا گیا  
کم و بیش یہی جرم مولوی عبدالاحد مرحوم کا بھی تھا کہ وہ حکام میں  
تھے، خطاب یافتہ تھے لہذا راجہ ممبر مسلمانہ کو جب مولوی  
عبدالاحد نے اپنا سفر آخرت اختیار کیا تو اس مخدوم ملت کے  
مستحق زبانی اور پوسٹر چسپاں کر کے اعلان کیا گیا کہ مرحوم انگریز پرست  
تھا، خطاب یافتہ تھا، لٹری تھا، کافر تھا، مسلمان اس کی  
نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ اس کی میت بھی دفن نہ ہونے پائے، چنانچہ  
ابھی جنازہ قبرستان کی راہ ہی میں تھا کہ اسے روک دیا گیا، مجبوراً  
جنازہ مکان پر واپس آیا، بلوہ عام کا اندیشہ اتنا غالب تھا کہ  
حکومت کوئی الغور مداخلت کرنی پڑی۔ ادھر پولیس اور فوج  
نے محلہ چوڑی والاں کے ہر طرف سے ناک بندی کر کے ٹیج کو منتشر  
ہونے کا حکم دیا، ادھر مولوی عبداللطیف مرحوم غلط مولوی  
عبدالاحد نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر تقریر کی مولوی  
صاحب کی خدمات کو یاد دلایا، مشکوک اور الزامات کی صفائی پیش  
کی۔ یوں خدا خدا کر کے غلط فہمی کا ازالہ ہوا۔ پھر نعش کی توہین

۱۵ یہ تقریر مولوی محمد محمود نقوی دف ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ بن مولانا شیخ محمد نقوی نے  
کی تھی مولوی محمد محمود مولوی عبدالاحد مرحوم کے برادر ہستی تھے (مخبر ایوب قادری)

کرنے والے لوگوں ہی نے عوام کے سامنے جات مسجد میں ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر مغرب قبرستان حنبذیاں (موقوف شاہ عبدالعزیز) میں سپرد خاک کیا یہ عقادہ صلہ جو اس مردہ پرست قوم نے اپنے اس سر پر آوردہ شیر خواہ قوم و ملت مولوی عبداللہ کو ان کے گھر لے کے پھیر دیا تھا۔

مولوی عبداللہ مدنی دوشایاں ہوتے پہلی بیوی سکینہ دیوبند کی تھیں اور سے سات لڑکے اور دو لڑکیاں ہوتیں لڑکوں کے نام عبداللطیف، عبدالعلیم، عبدالحمید، عبدالغنیظ، عبدالمتین، عبدالوحید ہیں اور لڑکیوں کے نام رابعہ، سکیم، خدیجہ، بیگم، امت، العزیز، ہیں۔ لڑکوں میں عبدالمتین اور خاں بہادر عبدالحمید زندہ ہیں۔ حاجی عبدالمتین صاحب مکتبہ امدیہ (دشن روڈ، کراچی) کے مالک ہیں اور کی بیگم فرخ خانم ہیں جن کا اسلامی نام انور جہاں بیگم ہے آج کل کراچی پریزیڈنسی میں فریچ کانسٹری سیرا رہ ہیں۔ ان کے دو صاحبزادے کالی مین اور مزین ہیں کالی لنگ میں اور مراد متین گینڈا میں ہیں اور تین صاحبزادیاں سلطانہ بیگم، سعیدہ بیگم اور رشیدہ بیگم ہیں۔ سلطانہ بیگم ممتاز احمد صاحب ڈپٹی چیف انجینئر (سینٹرل پبلک پبل۔ ڈب۔ ڈی) کو اور سعیدہ بیگم، آمنہ بیگم صاحب ڈی۔ آئی۔ جی پولیس کراچی اور رشیدہ بیگم، عابد حسین صاحب، کلکٹر آف کسٹم (بحری) کراچی کو منسوب ہیں۔ رابعہ بیگم کی شادی دیوبند میں ہوئی اور فدیہ بیگم کی شمس العطار سید احمد بخاری امام جات مسجد دہلی کے ساتھ ہوئی جن کے تین صاحبزادے بشیر بخاری، رشید بخاری اور عزیز بخاری ہیں۔ رشید اور عزیز دونوں بھائیوں کی شادیاں محمد سلیمان صاحب

چیف انجینئر کی صاحبزادیاں آج اور جہاں سے ہوتیں۔

مولوی عبداللہ مدنی دوسری شادی مسماۃ مقصودہ بنت مولانا شیخ محمد تقوی سے ہوئی ان سے دو لڑکے عبدالرحیم اور عبدالعزیز اور پانچ لڑکیاں محمودہ، صفیرنی، امت الرحمن، حمیدہ، خاتون اور رشیدہ خاتون ہوتیں۔ محمودہ اور امت الرحمن کی شادیاں مولوی محمد محمود (دشن روڈ) بن مولانا شیخ محمد تقوی کے صاحبزادوں محمد اعلیٰ اور محمد افضل سے ہوئیں محمودہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ امت الرحمن بھارت میں موجود ہیں۔ حمیدہ خاتون محمد سلیمان صاحب چیف انجینئر (مال مشیر) انجینئر منقرہ کاندھلوی محمد علی جناح سے منسوب ہوئیں رشیدہ جو ڈاکٹر محمد الیاسین کی بیوی تھیں فوت ہو چکی ہیں اور منقرہ کا انتقال جوانی میں ہو گیا۔

مولوی عبداللہ مدنی بہن زینب کی شادی حکیم عبدالسمیع، لوطی کے ساتھ ہوئی جن سے دو لڑکیاں رقیہ اور صفیر ہوتیں، جو حکیم مبین الدین ابن مولانا محمد تقیب لوطی کے صاحبزادوں محمد عیسیٰ اور عبدالحی کو منسوب تھیں۔

## ضمیمہ

## مولانا مملوک الاعلیٰ نانوتوی

استاد العلماء مولانا مملوک الاعلیٰ بن شیخ احمد علی نانوتی ضلع مہارنجر میں  
تقریباً ۱۱۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن نانوتی میں  
کی اس کے بعد تحصیل علم کی غرض سے دہلی پہنچے اس زمانے میں دہلی علوم مشرق کا خاص  
مرکز تھا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کے نامور ماحیزان شاہ عبدالعزیز رحمت شاہ عبدالغنی  
اور شاہ رفیع الدین علم کی شمع روشن کئے ہوئے تھے۔ مولانا مملوک الاعلیٰ نے مشہور  
حضرت شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں ہدایت الخو کے کچھ اسباق پڑھے پھر شاہ  
عبدالغنی و شاہ رفیع الدین کے تلمیذ خاص مولانا رشید الدین خاں کی خدمت میں  
جو علوم متداولہ کی تحصیل کی اور اپنے ہم عصر علماء میں مشہور و معروف ہوئے۔

مولانا مملوک الاعلیٰ کا تہذیب مولوی کریم الدین پانی پت سے تھا۔ ۱۱۹۵ھ میں ملازم برطانوی  
مملوک الاعلیٰ نے کاندھلہ تقریباً ساٹھ سال تک رہے مگر طبقت الشرائع بندہ ص ۶۶ میں اس  
مدرسہ ہی سے ۱۱۸۵ھ میں اسی تحیز کو مولانا غلام حسن گیلانی نے قبل کی ہے سورج قلمی جلد ۱ ص ۱۰۰  
تھ تب کہ مولانا غلام حسن گیلانی نے سید احمد شہید رضی اللہ عنہ (۱۱۸۳ھ) اور حضرت حاجی  
امداد اللہ بابر مکی دف ۱۳۱۳ھ کے فیض و بکلت کا یہ نتیجہ قرار دیا ہے کہ جب ان دونوں  
نانوتی وغیرہ بیتنام میں درس کئے تو وہاں غلام خواجہ اثر ہو اور مولانا مملوک الاعلیٰ بلاق میں

ہیں یہ کہ تحصیل علم کے بعد مولانا مملوک الاعلیٰ نے دہلی میں درس و تدریس کا  
موسم شروع کر دیا۔ ۱۱۹۰ھ میں جب حضرت سید امجد علی دہلی کا مشہور مرکز علم مدرسہ  
الکلی الدین "دہلی کالج" میں تبدیل ہو گیا تو مولانا رشید الدین سورہ پیہ  
اور ستاہرہ پر عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور نائب مدرس کی حیثیت سے  
مملوک الاعلیٰ کا پچاس روپے ماہوار پر مقرر ہوا۔ مولانا مملوک الاعلیٰ کے تقرر کی

تاریخ ۱۱۹۰ھ وغیرہ دہلی تحصیل علم کی غرض سے گئے رسوخ قاسمی جلد اول ص ۸۱-۹۱  
سید احمد شہید کی پیدائش ۱۱۸۵ھ اور حاجی امداد اللہ کی پیدائش ۱۲۰۳ھ  
۱۱۸۵ھ کی ہے جب سید احمد شہید نے ان علاقہ میں درس کیا تو مولانا مملوک الاعلیٰ دہلی میں  
میں پر مشتمل تھے اور جب حاجی امداد اللہ رشید الدین کی شمع روشن کی ہوگی تو مولانا  
مملوک الاعلیٰ جو ان کی شاگردی میں کرچے ہوں گے۔

۱۱۹۰ھ میں رشید الدین خاں بن امین الدین مفتی عبداللہ الدین آذرک کے  
مستند فارسی شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر و شاہ رفیع الدین سے ہم علم  
تعلیم کی، علم ہیئت اور هندسہ میں کمال حاصل مقدار فیض کے روی اکثر رسائل لکھے  
مروا الخضر، مرآت عمری، تفسیر الاسحاب، الفلاح لطائف، المتعالم  
المریدین و انوار المہدین (رد و اجاب حرمین و اسے) شرح  
المریدین و انوار المہدین (رد و اجاب حرمین و اسے) شرح  
المریدین و انوار المہدین (رد و اجاب حرمین و اسے) شرح  
المریدین و انوار المہدین (رد و اجاب حرمین و اسے) شرح

کارِ یحیم جون ۱۸۲۵ء سے لے

نواب مدین حسن خان (وف ۱۳۰۶ھ) لکھنے میں لے

”از اعیان دہلی بوندہ تلخ الشان“ وہ دہلی کے اکابر ہیں

در علوم درسیہ بالوری رشید الدین خانا اور علوم درسیہ میں بالوری

امت و از طرف فرنگیان در ریس خانا کے شاگرد تھے مدرسہ دہلی

درجہ اول مدرسہ دہلی بایستان میں انگریزوں کی طرف سے

تعلق داشت اول و عربی کو پڑھانے کیے تھے

مولانا عبید اللہ سندھی (وف ۱۳۰۶ھ) لکھنے میں لے

”اخذ عن الشیخ رشید الدین“ انہوں نے شیخ رشید الدین سے

تقدم فی العریۃ والعقبتہ بخون علوم حاصل کئے اور اپنے ہم عصر

الحصول علی علمہ عصبی و نصب پر علی نقی افزون کی تحسین

مدیرانی دہلی کالج اہل حنفیہ سبقت لے گئے اپنا شمار مولانا

مولانا رشید الدین مولانا رشید الدین کے بعد دہلی کالج میں کیا

لے دہلی جلی کی کتب پیکار لکھتے تھے اور دہلی کالج سے متعلق رہے اور

اقتباسات بھی جناب رشید بشیر صاحب کے ذریعے میں کئے ہیں کے خاکہ گذار

دہلی پر اپنی پچھڑی کے لئے تحقیق مقالہ لکھ رکھا تھا۔

۱۸۲۵ء (مرتبہ ۱۳۰۶ھ) و محسن

مسلم و ترمذی لا بھریری صیب غنی نمائش

تھے شاہ دلی الشادان کی سیاسی تحریک زبید اللہ سندھی ۱۸۲۵ء اور کتب خانہ پنجاب لاہور

مولانا عبید اللہ سندھی کا یہ بیان درست نہیں کہ وہ اپنے شیخ مولانا

رشید الدین کے بعد دہلی کالج میں مدرسہ مقرر ہوئے بلکہ مولانا مولانا علی اور ایک

مدرسہ استاد مولوی میر محمد مولانا رشید الدین کے ساتھ ہی نائب مدرسین

دہلی سے دہلی کالج میں ملازم ہوئے تھے اس کے بعد شیعری میں دوا

مقرر ہوئے مولوی سدید الدین بن مولوی رشید الدین کا سہرا انکو ہر

سال کا در مولوی سبحان بخش شکار پوری کا ۵ اکتوبر ۱۸۳۵ء کا اس شعبہ

پر ہوا ہے

مدرسہ میں وزیر دہلی کالج نے فروری ۱۸۳۵ء کو ایک دلچسپ

مذکورہ اعلیٰ کے اصنافہ سخاوت کی سفارش کی کہ ان کو اسی روپیہ ماہوار

دینے لے بلکہ خزانہ مولانا کو ساتھ روپے سخاوت ملنے لگی اسی دوران میں نواب

دہلی نے مولوی جعفر علی کو سو روپے ماہوار پر کالج میں ملازم رکھ لیا اور

پہلے جرنل کپٹی آف جیک انٹرکشن ۱۸۳۳ء

پہلے جرنل کپٹی آف جیک انٹرکشن ۱۸۳۳ء

۱۸۳۳ء میں جرنل کپٹی آف جیک انٹرکشن ۱۸۳۳ء

۱۸۳۳ء میں جرنل کپٹی آف جیک انٹرکشن ۱۸۳۳ء

۱۸۳۳ء میں جرنل کپٹی آف جیک انٹرکشن ۱۸۳۳ء

۱۸۳۳ء میں جرنل کپٹی آف جیک انٹرکشن ۱۸۳۳ء

۱۸۳۳ء میں جرنل کپٹی آف جیک انٹرکشن ۱۸۳۳ء

کوشش یہ کہ ان کو درمیں مقروء کیا جائے۔ مولانا ملک العلیٰ چندہ سولہ  
سے کالج میں ملازم تھے، ان کی حق تلفی ہوئی تھی کالج کے ارباب حل وقتہ نے  
صدر الدین آزدہ سے اس مسئلہ میں رائے طلب کی، انہوں نے مولانا ملک العلیٰ کے  
نفس کو سراہا اور ان کی سفارش کی مگر انتظامیہ نے نوب جلد علیا (دعویٰ) کے متعلق  
مولوی جعفر علی کو علیحدہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور عدل کچھ دنوں کے لئے ملتوی کر دیا  
بالآخر ۲۷ مئی ۱۹۳۷ء کو مولانا ملک العلیٰ عد درمیں مقروء پایا اور سو روپے ۱۰۰  
ان کا مشاہرہ مقروء ہوا۔ مسٹر ہنس نے مولانا ملک العلیٰ کیلئے کھانپے سے

HE IS VERY GOOD

ARABIC SCHOLAR

AND VERY MUCH

RESPECTED IN THE CITY

مولانا جعفر علی <sup>۱۸۴۳ء</sup> میں دلی کا لڑکے علیغزہ ہو گئے۔

مولانا ملک علی کوچہ جیلاں دہلی میں رہتے تھے انھوں نے اپنی ذاتی مکان بنایا  
 ۱۷۵۵  
 ۱۱۸۲  
 میں مولانا ملک اصلی نے کا بجے رخصت واصل کی اور ک  
 تشریف لے گئے تقریباً ایک سال اس مقدس سفر میں لگا۔ مولانا محمد یعقوب  
 تاتاری کہتے ہیں کہ

انتظامہ روٹ جنری کیٹی سٹیجیو اور جنری پر سٹیجنگ جلیجہاں میں

سوداغ عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی از مولانا محمد یعقوب نانوتوی ص ۶۶ (مطبوعه صادق الاثر دار کمالیہ ۱۳۹۴ھ)

۱۔ سن بارہ ہوستادان مجری میں حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب  
اور جناب مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی نے کہ درویشوں کو اسے  
اور جانشینی مولانا شاہ عبدالعزیز کے لئے اچانک ارادہ ہجرت  
کا کیا ذلیقہ میں شاید روانہ ہوئے دہلی میں انصاریہ ہو گیا اور  
آپ صاحبان کے ساتھ کچا قافلہ عرب کو روانہ ہمایہ دیکھ  
کہ حضرت والد مرحوم کو بھی حج کا دھیان ہوا خلیفہ نے حضرت  
اور سامان سفر کرتے رہے آخر جب رخصت ایک سال کی بل گئی  
اور سکرانے ہمایہ قدر دانی آدمی تنخواہ بھی دی جب ۱۲۵۸ھ  
میں وطن سے روانہ ہوئے اور اول ذی الحجہ کو مکہ پہنچے زیارت حرمین  
سے فارغ ہو کر برس دن میں پھر مدینہ پہنچے اس وقت یہ سفر ملکہ  
طے ہونے میں عجیب سمجھا رخصت کے دن پورے ہو چکے تھے وطن  
نہ اس کے ذی الحجہ میں جب ہمیشی سالانہ ہوئی وطن تشریف لائے اور  
موسیٰ صاحب رحمہما قائم باقویٰ کو دلی سائق لے گئے۔

مولانا مملوک علی خاں زادہ علی البیہکی فیض یافتہ اور مستفید تھے اور اسی خاندان  
نسبت تلمذ تھی وہ اپنے زائد طالب علمی سے اپنے استعمال تک تقریباً پانی  
نہ پیا وہ دینی میں اسے اور ایک عالم و مدرس کی حیثیت سے مشہور مردوں  
عظمت نہ کر اور انصاف و تالیف سے بھی کچھ نقص نہ تھا کہ ان کی منوالت

مصادر: از سرید احمد قلا (باب چهارم) مر: (دو کشور پیش گفتوگو) ۹۶ (ط)





مولانا مظفر حسین کاندھلوی (دف ۱۰ محرم ۱۲۸۳ھ بم ۲۵ مئی ۱۸۶۶ء) اور  
 مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی (دف ۸ محرم ۱۲۹۹ھ بم ۱۱ مئی ۱۸۸۲ء) کے  
 مولانا مولوک علی خان زادہ ولی اللہی کے فیض یافتہ شاہ محمد سحاق کے مستند و مستند  
 تھے۔ مگر ان کی بیانی سرگرمیوں کی تفصیل تو درگزر کہیں اشد بھی نہیں سنا  
 کی زندگی کو تمام تر درس و تدریس سے عبارت رہی ہے اپنی یہ خدمات کچھ نظر  
 سے معلوم ہوتی ہے

مولانا مولوک علی بنایت مترشح، حلیم، برو بار اور منکر المزاج تھے۔ مظفر  
 تذکرہ کی حالت ذہنی سادہ لباس پہنتے تھے لہٰذا مولانا مظفر حسین اور عابدی مدظلہ  
 مہاجر مکی (دف ۱۳۱۶ھ بم ۲۸ اگست ۱۸۹۹ء) سے خاص تعلقات تھے مولانا محمد یعقوب تافوی  
 لکھتے ہیں کہ

”جب حضرت مولوی صاحب (مظفر حسین کاندھلوی) اپنی  
 تشریف لے لے تو والد مرحوم کے پاس ہمارے مکان میں درویش  
 ہوتے اور والد مرحوم جب وطن ہاتے۔ کاندھلہ ہو کر جاتے  
 جب وطن سے لوٹے کاندھلہ عتبہ کر دلی روانہ ہوتے اور یہی  
 حال جناب حاجی ادا اللہ صاحب سے تھا۔“  
 مولانا احتشام الحسن کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

لے آثار العبادہ ص ۷۰

لے سوانح عمری مولانا محمد بن اسماعیل تافوی ص ۱۳

کے حالات شہنشاہ کاندھلہ ذریعہ احتشام الحسن کاندھلوی ص ۳۲-۳۳ اور اشاعت مینیت ص ۱۰۱

مولانا مولوک علی صاحب ہمیشہ وہی آتے اور جاتے جب کاندھلہ  
 سے نکل دتے تو ہر مسرور پر گاڑی کو چھوڑ کر ملتے ملتے حضرت  
 مولانا مظفر حسین صاحب اولیہ پر چھتے کھانا کھا چکے اٹھانے  
 اگر کھانا چکا تو پھر کچھ نہیں، در اگر نہ کھائے ہوتے تو کہہ  
 دیتے کہ میں کھانوں کا تو مولانا پر پیچھے کر رکھا ہوا اداوں یا تازہ  
 کچا اداوں چنانچہ ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ کھا ہوا اداوں وقت  
 صرت کھچوری کی کھر جن تھی اسی کو لے آئے اور فرمایا کھی ہوئی  
 تو یہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ بس یہی کافی ہے پھر جب خدمت ہوتے  
 تو مولانا مظفر حسین صاحب ان کو گاڑی تک پہنچانے جاتے تھے  
 یہی ہمیشہ کا معمول تھا۔“

یہ بزرگ غرض و محبت اور تواضع و انکسار کا سراپا بنوئے تھے اللہ تعالیٰ  
 چاہی جنتیں انزل فرمائے۔

مولانا مولوک علی (دف ۱۲۵۹ھ بم ۱۱ مئی ۱۸۴۲ء) میں حج سے مدینہ دہلی واپس آئے اللہ تعالیٰ  
 کو عتبہ پر ذی الحجہ ۱۲۵۹ھ میں اپنے وطن نافرتے گئے اور اپنے صاحبزادے  
 مولانا محمد یعقوب اور مولانا محمد تاسم تافوی کو تعلیم کی غرض سے اپنے ہمراہ دہلی  
 لے آئے اور وہیں بنایت توجہ سے ان دونوں کی تعلیم و تربیت کی ایک سال کے بعد مولانا  
 محمد تاسم تافوی (دف ۱۳۰۳ھ بم ۱۱ مئی ۱۸۸۷ء) بھی ان کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہو گئے۔ ان  
 صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت مکمل ہو چکی تھی کہ مولانا مولوک علی کو پیام اجل آگیا  
 اور وہ گیارہ دن یہ قاف کے مرض میں مبتلا ہو کر ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ مطابق

مرا کتبہ سلفیہ کو راجی ملک بقا ہوتے تھے اور شاہ فیضان اللہ دہلوی کے  
خانہ اہل قبرستان ہندوؤں میں شیخ عبدالعزیز شکر بارے کے پائے دفن ہونے والے  
بشیر الدین احمد لکھتے ہیں کہ

”آپ کی قبر کبھی ہے جب تک کوئی نہ تلمذ مل نہیں سکتی  
نا قدر دانی زمانہ سلا حظ ہو کہ آپ کے ہزاروں شاگرد صاحب  
شہرت و اقتدار تھے مگر استاد کو کسی نے بھی نہ چھو ادا تانا  
بھی نہ کیا کہ ایک ہاتھ بھر کا پتھر کا ٹکڑا لگا دیتے کہ اس فلک کے  
ڈھیر پر سے گزرنے والے فاتح تو پڑھ لیتے۔“

سہر اکبر سلفیہ کو پرنسپل دہلی کالج نے مولوی ملک علی کے انتقال کے  
متعلق اشتعالیہ کو اطلاع دی تھی  
مولانا ملک علی جماعت علماء میں ایک امتیازی حیثیت کے مالک تھے  
سر سید احمد خاں لکھتے ہیں کہ

”علم معقول و متعقل میں استعداد کامل اور کتب دوسرے  
کا ایسا استحضار ہے کہ اگر عرض کرو کہ ان کتابوں سے کچھ نیکو علم

سرخ غری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۹

کے واقعات و رد الحکومت دہلی جلد دوم از میری بشیر الدین احمد ص ۲۴

کے رچٹ جرنل کمیٹی سلفیہ

کے آثار انصاف ص ۱۰

خال ہو جائے قرآن کی روح حافظ سے بھر نفل ان کی ممکن ہے  
ان سب کمال اور فضیلت پر نفل و علم احاطہ تحریر سے افزون تر ہے  
مولوی کریم الدین پانی پتی لکھتے ہیں کہ

”پیارے مدرسہ عربیہ کی ذات سے مستفاد رہے فارسی اور اردو

اور عربی تیس سالہ زبانی کمال رکھتے ہیں ہر ایک شہنشاہی سے  
جوان زبانوں میں ہیں مہارت تمام ان کو حاصل ہے اور جس فن کی  
کتاب اردو زبان میں انگریزی سے ترجمہ ہوتی ہے اس کے اصل  
محول سے بہت جلد ان کا ذہن چہاں ہو جاتا ہے گویا اس فن کو  
اول ہی سے جانتے تھے اور جس کلمہ پر مودہیں اس میں کبھی کسی  
حرج کا حتیٰ انوش ان سے قصور نہیں مرا مدرسہ میں ان کے ذات  
یا برکات سے اتنا فیض ہوا ہے کہ شاید کسی زمانے میں کسی استاد  
سے ایسا ہوا ہو۔“

مولانا ملک علی کی ذات مرجع طلبہ تھی اکتاف و اطراف سے طلبہ ان کی  
حضرت میں پیچھے رہا مستفاد و علمی کرتے تھے کالج کے علاوہ داخل اوقات میں ان کے  
گھر بھی طلبہ کا ہجوم رہتا تھا مولوی کریم الدین لکھتے ہیں کہ

”گھر اس کا محض الرجال طلبہ مدرسہ اس کا مجمع علماء و فضلاء

کے تذکرہ طبقات الشعرا ہند مولوی کریم الدین ص ۶۳

کے تذکرہ فرائد الدہر مولوی کریم الدین ص ۲۴

صد با شاگرد اس ذات بابرکات سے فیض اطفا کراٹا و  
اقتدار ہندوستان میں فاضل ہو کر گئے۔۔۔۔۔ سوا درس دی  
طلبا و مدرسہ کے اپنے گھر پر بھی لوگوں کو ہر ایک علم کی کتابیں  
چھپاتے ہیں۔۔۔۔۔ تمام اوقات گرمی ان کے حلیم طباہیں  
انصاف شب تک منقسم ہے۔۔۔۔۔ ان کی قبرست میں صد  
طالب علم اطراف و جوار میں سے واسطے تعلیم اپنے علوم کے  
حاضر ہوتے ہیں۔ اور ان کے حسن اخلاق سے یہ بعید ہے کہ کسی  
طالب علم کی خاطر بخیہ کریں۔

طلبہ مولانا مولوک علی سے مطمئن ہوتے تھے اور مولانا کے یہاں ان کی فدا  
خواہ تھی ہوتی تھی۔ مولانا رشید احمد سنگو کی لکھتے ہیں کہ

”ابتداء میں دہلی میں دوسرے استاد سے چڑھتے تھے لیکن  
لیکن نہیں ہوتی تھی کبھی بہت تھوڑا ہوتا تھا اور کبھی شبہات  
کا جواب نہ ملتا تھا۔ مگر جب مولانا مولوک علی صاحب  
کی خدمت میں پہنچے تو اطمینان ہو گیا اور بہت تھوڑے عرصہ میں  
کام میں ختم کر لیں تو یہ استاد نے کھول کر پلایا مولانا رشید احمد  
فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں اچھے اچھے استاد دہلی میں موجود  
تھے مگر ایسا استاد کہ مطلب پوری طرح ان کے قابو میں ہو اور

لئے تذکرۃ الرشید علیہ ولی از مولوی عاشق الہی میرٹھی ص ۳۰-۳۱

انواع مختلفہ سے تیار کر کے شگرد کے ذہن نشین کر دیا ایک  
ہوا سے استاد مولانا مولوک علی صاحب اور دوسرے ہا رسے  
استاد مفتی محمد الدین صاحب تھے رحمۃ اللہ علیہما  
مولانا مولوک علی کے طرز تدیس کے متعلق مولانا محمد یعقوب نانوتوی  
رسم طراز ہیں کہ

”ان کے سامنے بے سیمے چلنا مشکل تھا وہ طرز عبادت سے  
کچھ لیتے تھے یہ مطلب سمجھا ہوا ہے یا نہیں؟“

مولانا مولوک علی کے تلامذہ کی تعداد کا استحصاء ناممکن ہے ان کی کتابوں  
میں بڑے بڑے علماء مثل مولانا محمد ظہار نانوتوی، مولانا محمد احسن نانوتوی، مولانا محمد منیر  
نانوتوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی، مولانا رشید احمد سنگو کی مولانا  
احمد علی سہارنپوری، مولانا ذوالقادر علی دیوبندی، مولانا افضل الرحمن دیوبندی، مولوی  
کریم الدین پانی پتی، مفتی جلیل الدین مدار الہام بھوپال، تیس علماء مگر ضیاء الدین پانی پتی

سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۱۸

خان بہادر شمس الطائر مولوی شیخ عیاد الدین، بی ای ایڈی کے والد اور دفعہ شیخ محمد بخش مونس  
بسی تحصیل دہلی کے تدیس ہذا سے تھے۔ یہ صاحب گورنمنٹ کالج خوار تھا۔ خود شش  
دور دفعہ شیخ محمد بخش و دھرم داس پانی پتی پر فیر سنی کہتے تھے جب گزری فوت ہوا، و فعل  
ہوئی تو دار دفعتی پنکھر سی تھے۔ ایک بھائی کی لکھی سے ذمہ ہو گئے جہر سانی کے مدرسہ میں  
کچھ اراکین نام میں بی بی ان کے فرزند مولوی ضیاء الدین مولانا مولوک علی، اسی لکھتے ہیں



نہیں کیا ہے

ڈیچہ نذیر احمد کے حالات حیات النذیر میں مفصل لکھے گئے ہیں۔ اساتذہ کی فہرست میں مولانا محلوک علی کا نام سرکتابی بھی شامل نہیں ہے۔ نذیر احمد ۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۵ء تک دہلی کالج میں طالب علم رہے۔ استاد سالوں میں تو دوسرے اساتذہ کے پاس اسباق رہے ہوں گے اور انکو بہ ۱۸۵۸ء مولانا محلوک علی کا انتقال ہو گیا۔ اس نے مولانا محلوک علی سے پڑھنے کی فوج ہی نہیں آئی ہوگی۔ وہ حیات النذیر کے مولف اس کا ذکر نہ کر سکتے۔

شیر الہمارش زکا اللہ بھی تقریباً ۱۸۶۳ء میں دہلی کالج میں داخل ان کو فارسی سے خاصا لگاؤ تھا اور انہوں نے اپنے استاد مولوی امام بخش صاحب دس ۱۸۵۵ء) کا بہت محبت سے ذکر کیا ہے، ان کا خاص مضمون رہا جہنم تھا۔ وہ ماسٹر رام چندر (دف ۱۸۸۰ء) کے خاص شاگرد تھے اور اس مضمون میں نے امتیاز و اختتام بھی حاصل کیا ان کے اساتذہ میں کہیں محلوک علی کا نام نہیں آتا ہے۔

حکیم عبدالحق دف ۱۳۳۱ھ مولف نزمہ الخاطر نے مولانا شمس نظامی کا روایت نقل کی ہے کہ مولانا شیخ محمد نظامی دف ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء نے مولانا

کی تحصیل مولانا محلوک علی سے کی تھی ہے

مولانا محلوک علی کا تمام وقت دس و دہائی میں صرف ہوتا تھا، دن اور رات کے یہاں طلباء کا ہجوم رہتا تھا ابتدا تصنیف و تصنیف کے لئے وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ دہلی کالج کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کالج کی طرف سے ان کے کتابوں کا ترجمہ ہوتا تھا ان میں سے اکثر کی دہلی و گورنمنٹ لائبریری سے مندرجہ ذیل کتابوں کے خود مولانا محلوک علی نے ترجمہ کئے ہیں۔

۱) تحریر اقلیدس ۱۸۶۳ء میں دہلی کالج کے پرنسپل کی تحریک پر تحریر اقلیدس کے اول کے چار مقالوں اور آخر کے چار حصوں اور بارہوی مقالوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اس کے ترجمہ کے متعلق مولوی کریم الدین لکھتے ہیں ہے "ترجمہ اردو زبان میں پائی کر دیا اور بہت اچھی طرح سے ہر ایک شکل کو حل کیا ہے۔"

۲) تحریر اقلیدس ۱۸۶۳ء میں ایک سو پچاس اور ۱۸۶۵ء میں تین سو کی تعداد میں طبع ہوئی ہے اس کا مطبوعہ نسخہ ہماری نظر سے گذرا ہے۔

۳) ترجمہ سنن ترمذی: یہ نکتہ کتاب دہلی کالج کے نصاب میں شامل

لے تحقیق و دست اوجہ و اشہد بہ ش. عم ۷۲ دیکھ ایشیہ اکوچی سنہ ۱۹۰۲ء

لے "مذکر طبقات الشرائع" جلد ۲ ص ۶۴

لے "صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات" محمد رفیع صدیقی ص ۱۸۸-۱۹۰

نق اردو ہند، علی گڑھ ۱۹۶۲ء

لے حیات جاوید از احاط حسین علی ص ۲۸-۲۵ (مذکر سنہ ۱۹۱۹ء)

لے حیات النذیر از افتخار عالم مارہروی ص ۳۲ وشمس پری دہلی ۱۹۱۲ء

لے "مذکر مولوی ذکا اللہ علی دہلی دکنیہ پریز ترجمہ ضیاء الدین پریز ص ۶۵-۶۰ مرکز ۱۹۵۵ء

حق اس نے مولانا ملک علی نے اس کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے  
 (۳) تاریخ مبینی تاریخ مبینی بھی دہلی کالج کے نصاب میں شامل  
 اس کا اردو ترجمہ بھی مولانا ملک علی نے کیا اس کتاب کا خطی نسخہ بنگال لائبریری  
 سو سائی رکھتے کے کتب خانے میں موجود ہے۔  
 (۴) عربی خط (غیر منقوطہ) - مولوی کریم الدین نے تذکرہ فرزند احمد  
 مولانا ملک علی کا ایک عربی خط نقل کیا ہے جو انہوں نے خیراودہ فیروزشاہ کو لکھا  
 مولانا ملک علی کے نامور فرزند مولانا محمد یعقوب نانوتوی تھے۔

### مولانا محمد یعقوب نانوتوی

مولانا محمد یعقوب بن مولانا ملک علی، ۱۳ صفر ۱۲۸۷ھ کو نانوتوی میں  
 ہوئے۔ مشہور احمد، غلام حسین، شمس الضعیفی ان کے تاریخی نام ہیں قرآن کریم  
 کے سوانح عمری مولوی محمد قاسم نانوتوی ص ۷  
 تھے مرحوم دہلی کالج ص ۱۵۲  
 تھے تذکرہ اہل دہلی و سرسید احمد خان) مرتبہ قاضی احمد علی اختر جو نانوتوی ص ۹۰  
 والجن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۵۵ء

تھے تاریخ مبینی کو، ص ۱۱ بی بی ڈاکٹر اسے سب سے بڑی نسل دہلی کالج نے اڈٹ  
 کیا مرحوم دہلی کالج ص ۱۴۸ اس کتاب کا سب سے پہلی ترجمہ مولانا فضل ام خیر آبادی  
 (ف ۱۲۱۳) نے کیا ہے جو ان کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہے حکیم محمود احمد کاشانی صاحب کی تصدیق  
 سے بخاری سے گدرا یہ فارسی ترجمہ نیز طبع سے آراستہ نہیں ہوا ہے۔

نانوتوی میں حفظ کیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے جلد سبزی سیکھی،  
 کتب علمی کے زمانے میں اپنی کتابوں کی جلدیں خود ہی لکھتے تھے۔ حرم ۱۲۶  
 جب کہ ان کی عمر تقریباً پندرہ سال تھی تو ان کے والد مولانا ملک علی ان کو اردو  
 (۱) محرقہ سم نانوتوی کو بغیر تعلیم دہلی سے گئے میزان مشتبہ اندکشتہ ان کی اقسام  
 ہوتا ہوئی اس زمانہ میں ابواب کا سنانا اور تعلیمات کا پرچہ مولانا محمد قاسم کے  
 ہاتھ دہلی کالج کے طالب علم رہے علوم متداولہ اپنے والد مولانا ملک علی سے  
 مولائے مولانا احمد علی بہار پوری اللہ شاہ خدیجی مجددی دہلی سے علم حدیث  
 تفصیل کی۔ الرزوی الحنفی ص ۱۲۷ مطابق (۲) مہر سلسلہ) کو مولانا ملک علی  
 انتقال ہو گیا تو تقریباً ایک سال تک مولانا محمد یعقوب اپنے مکان واقع کوچہ چلوان  
 (۱) میں رہے۔ اس کے بعد چالیس روپے ماہوار مشاہیرہ پڑھا، ہم کو روزگار کتب کالج  
 میں بھیجے گئے اور پانچ سال تک وہاں رہے اس کے بعد بہار پوری میں اپنی پڑھائی سے مراد  
 (۲) کا شروع ہوا اسی زمانہ میں انقلاب ۱۲۸۷ھ کا واقعہ ہوا پڑھتے آئے اس زمانہ میں وہ اپنے  
 (۳) نانوتوی میں ہی اقامت ہے۔ ۱۲۸۷ھ میں مولانا محمد یعقوب ۱۰ سال عمر میں سندت شیعہ  
 (۴) حسین دیوبندی کے ساتھ شیخ پانچ روپے لکھ کے دیوبند میں ہوا۔

مولانا محمد یعقوب نانوتوی ۱۲۸۷ھ میں اپنی مرتبہ مفرج کے  
 (۱) قشرف نے گئے مولانا محمد یعقوب نے یہ سفر دہلی لکھا  
 نانوتوی کی حدیث کی وجہ سے کیا انتقال مولانا محمد قاسم نانوتوی کا کتاب ۱۲۸۷ھ

میں شرکت کی وجہ سے حکومت کی نظروں میں مشکوک دشتہ تھے اس نے وہ پوشیدہ  
 طرحت جہاز لانے کی کیا، یاں کرے رہے، اور مولانا محمد یعقوب ان کے ہمراہ چھا۔  
 سندھ پور کشتیوں کے ذریعہ کراچی پہنچے اور وہاں سے بذریعہ جہاز تھانہ مقدس و  
 ہوئے مولانا محمد یعقوب، نانوتوی نے مولانا محمد قاسم کا ہم خورشید حسین گھصابت اور  
 بعض دیگر صرف مولوی صاحب، کبیر کا ان کا ذکر کیا ہے۔ مولانا محمد قاسم کے علاوہ  
 مولانا مظفر حسین کاغذ صوفی، مولوی نور الحسن کاغذ صوفی وغیرہ بھی ساتھ تھے۔ مولانا  
 محمد یعقوب، نانوتوی نے اس سفر کی ایک یادداشت خود اپنے ہاتھ سے لکھی ہے جو میں  
 میٹو بی میں شامل ہے ہم اس کا خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ اجمادی الاول ۱۲۷۷ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۸۶۰ء بروز شنبہ  
 مولوی خورشید حسین و مولانا محمد قاسم نانوتوی کو دیوبند سے اپنے ہمراہ نانوتو لائے اور  
 نانوتو سے ۵ اجمادی الاول ۱۲۷۷ھ (۲۹ نومبر ۱۸۶۰ء) بروز پچنبہ صبح کے  
 روانہ ہوئے۔ دوسرے دن سہارنپور پہنچے وہاں حافظ عبدالحسین دیوبند سے  
 مستورات کو لے کر گئے ۳ دسمبر ۱۸۶۰ء (یکشنبہ) کو سہارنپور سے طبرک آباد روانہ  
 ہوئے پھر سرسادیہ، جیکادھری، دیتی، کڈی اور ملتان پہنچے ہر روز ۵ دسمبر  
 ۱۸۶۰ء (چهارشنبہ) کو انبالہ چھاؤنی پہنچے وہاں سب احباب سے ملاقات کی  
 وہیں مولوی مظفر حسین کاغذ صوفی (دف ۲۸۹ھ) کی آمد کی خبر ملی۔ ٹھہرا انبالہ  
 میں راتو شبہ غفل، راتو نائن بخش غلام اور راتو امیر علی غلام سے ملاقات ہوئی۔

سے خدیفہ حسین، مولانا محمد قاسم نانوتوی کا۔ نقلی نام ہے۔

۲۔ ۱۸ دسمبر ۱۸۶۰ء کو انبالہ سے روانہ ہوئے اور ۲۷ دسمبر ۱۸۶۰ء (جمعہ) کو سرسادیہ پہنچے  
 مولانا محمد یعقوب، نانوتوی، حضرت مجدد الف ثانی کے مزار کی زیارت کے لئے گئے دوسرے  
 دسمبر ۱۸۶۰ء سے روانہ ہوئے ۲۸ دسمبر ۱۸۶۰ء کو لدھیانہ پہنچے یہیں مولوی محمد شفیع  
 صاحب اور مولوی ابوالقاسم صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ۲۹ دسمبر ۱۸۶۰ء کو لدھیانہ  
 روانہ ہوئے پھر پراڈ و جکڑاؤں، منیاں، گھل ہوتے ہوئے ۳۰ دسمبر ۱۸۶۰ء کو  
 پراڈ پہنچے۔ دوسرے دن مولوی نور الحسن اور مولوی مظفر حسین کاغذ صوفی سے  
 ملاقات ہوئی، پانچ روز کشتیوں اور مسلمان وغیرہ کے انتظام میں تھے۔ یہاں سے  
 ۱ جنوری ۱۸۶۱ء (۱۰ جمادی الثانی ۱۲۷۷ھ) ۳۰ دسمبر ۱۸۶۰ء بروز پچنبہ  
 سے روانہ ہوئے اور ۲۶ دسمبر ۱۸۶۰ء کو پاک پٹن پہنچے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی  
 صاحب حسین اور مولوی مولانا بخش صاحب اسی دن بیافریہ الدین گج شکر کے مزار  
 زیارت کے لئے گئے۔ مولوی محمد یعقوب، نانوتوی اور قافلہ کے دوسرے لوگ دوسرے  
 زیارت کے لئے گئے۔ ایک دن وہاں قیام رہا۔ ۲۸ دسمبر ۱۸۶۰ء کو پاک پٹن  
 پہنچے اندرہ رجنوری ۱۸۶۱ء (شنبہ) کو جمالی پور روگڑ شاہ پہنچے کراکڑ شاہ  
 کے قبرستان اور مسلمان خدیوہ ۱۹ جنوری کو پنچر پہنچے تیسرے روز مغل کوٹ پہنچے اور شیخ  
 اعلیٰ ثانی فیض شاہ خیر الدین دیوبند کے مزار کی زیارت کی صبح کو رائے روانہ ہوئے  
 ۶ رجب ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۸۶۱ء (جمعہ) کو سرسادیہ مولوی  
 رحمن کی مسجد میں نماز ادا کی اور مولوی عبدالرحمن صاحب سے ملاقات بھی کی ۲۰  
 دسمبر ۱۸۶۰ء کو رورہڑی سے روانہ ہوئے ۲۲ جنوری ۱۸۶۱ء یکشنبہ کو سیوین  
 اور حضرت لعل شاہ باؤ قلندر کے مزار کی زیارت کی اور صبح کو جمل رائے سے



جب ۱۲۴۷ھ مطابق یکم فروری ۱۸۹۱ء کو گھٹاٹا گھوڑا باری پہنچے۔ یہاں  
جہانوں کا انتظام کیا، ان کا نافر اور دوسرے لوگ تین جہازوں میں لائے۔ یکم فروری  
۱۲۴۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۸۹۱ء کو کراچی سے روانہ ہوئے۔ امرتسر میں  
(چهارشنبہ) کو جہان پہنچے دوسرے دن باب الغضب سے گزرے اور عصر کے قریب  
بندر خنچ پہنچے اور قیام کیا۔ اور اکثر اہل قافلہ نے حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی کے عزائم  
کی زیارت کی۔ ۲۳ ذی قعدہ ۱۲۴۷ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۸۹۱ء (دوشنبہ) کو پہر  
دن چڑھے مگر شریف پہنچے۔ طواف اور سعی کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ ہاجر مسکن  
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ۱۹۹۱ء کے آخر میں اس سفر مقدس سے واپسی ہوئی۔  
**دارالعلوم دیوبند سے تعلق** جب ۱۵ محرم ۱۲۵۲ھ کو مدرسہ اسلامیہ  
(دارالعلوم) دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب  
مدرسہ سے مقرر ہوئے اس وقت مولانا محمد یعقوب سرکاری ملازمت سے سبکدوش  
ہو چکے تھے اور میر تقی میر منشی ممتاز علی کے چچا پناہ میں ملازم تھے۔ مولانا محمد  
خود لکھتے ہیں

”منشی ممتاز علی صاحب نے میر تقی میر چچا پناہ میں ملازم کیا تو مولوی لاٹھیا  
صاحب کو پانی دینے کے سبب بلایا وہی تنصیح کی خدمت پہنچی یہ  
کام ہوائے نام تھا مقصود ان کا مولوی صاحب کو اپنے پاس رکھنا  
تھا آخر اس زمانے میں بریلی اور کھنور جو میر تقی میر کی چچا پناہ میں

نوکر ہو گیا۔

انہوں نے اس اسلامی درس گاہ کی مدد کی صرف تیسرا روپہ ماہوار  
قبول کر لی۔

مولانا دارالعلوم کے سب سے پہلے مدرسہ مدرسہ امیر شیخ الحدیث  
تھے ۱۹ سال کی مدت تک یہ خدمت جلیلہ انجام دیتے رہے ۱۵۱ طبع  
تھے آپ سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ مولوی عبدالحق دیوبند (سنی) مولانا  
امیر شیخ انیسویں، مولانا خیر محمد تھانوی، شیخ ابند مولانا محمود الحسن، مولانا  
خلیل احمد انیسویں، مولانا احمد حسن امروہوی، مولانا غفر الحسن گنگوہی مولانا  
محمد منصور علی خاں مراد آبادی، مفتی عزیز الرحمن دیوبندی، مولانا شرف علی  
تھانوی، مولوی محمد حسین دیوبندی، محسن اعلا، مولانا حافظ احمد، مولانا  
عیب الرحمن عثمانی، رحیم اللہ تھانوی، عیسیٰ شاہ میر، یحییٰ علیہ السلام، مولانا محمد  
عقوب نانوتوی کے زمانہ میں شامل ہیں۔

منشی جمال الدین مراد الہام بھوپال، مولانا ملک الصبی کے شاگرد  
تھے انہوں نے اسی تعلق کی بنیاد پر مولانا محمد یعقوب نانوتوی کو ایک  
چھ ماہ روپہ پر بھوپال طلب فرمایا۔ مگر تیل تھام کے باوجود مولانا  
نے دارالعلوم دیوبند کے ترک تعلق کو پسند نہ فرمایا اور اپنے بھائی  
مولانا خلیل احمد انیسویں کو بھوپال بھیج دیا۔

لے ۳۱ مارچ دیوبند اور مولانا محمد یعقوب تھانوی ۱۲۴۲  
سنہ سیرت حاجی احمد ادا ۲ ۶۶-۶۸ روپہ ۱۹۵۱ء

۳۸۵ھ میں مولانا محمد یعقوب خان قزوینی کی اہلیہ عمرہ الشہ  
کا انتقال ہو گیا۔ مولانا محمد یعقوب نے منہج ذیل تاریخ لکھی ہے

حج ذی القعدة ۸۹۳ھ میں  
۱۲۹۶ = ۸۹۳ھ

یہ مرحوم ۸۹۳ھ کو مولانا محمد یعقوب کا نکاح ثانی سادات اہل سنک انہ  
کے ساتھ با عیون ایک سو پچاس روپے ہر سوہا۔ یہ قانون منشی عبدالحق پرموی  
دلی ندی کی بوند تھیں۔ نکاح ثانی کی تاریخ مولانا نے لکھی ہے تہ  
ہائے لکھا دروئے مہبود کیا خوب ہوا نکاح ثانی

۱۲۹۶ = ۸۹۳ھ

مولانا محمد یعقوب خان قزوینی ۸۹۳ھ میں دروئے حج کے  
دوسرا سفر حج انشرف لے گئے۔ اس مرتبہ بھی ۱۸-۱۹ علماء کی ایک جماعت

تھی۔ شہناشہ قاسم خان قزوینی، مولانا شہناشہ گنگوہی، مولانا محمد مظہر خان قزوینی، مولانا محمد  
خان قزوینی، مولوی حکیم ضیاء الدین رام پوری، شیخ اہلبند مولانا محمود الرحمن، مولانا  
کا پوری وغیرہ ان شاہر علماء کے علاوہ اس مقدس تفرج میں آ دی تھے۔  
سہارنپور سے بھی تک۔ دلی کے ذریعہ گئے اور بمبئی سے یکم ذی قعدة ۸۹۳ھ کو  
جہاز کے ذریعہ روانہ ہوئے۔ اذی قعدة کو مدینہ اند ۴۸ روزی قعدة ۸۹۳ھ کو پورے

مظہر جہہ پہنچے۔ مکر معظم میں یہ قافہ حاجی امداد اللہ کلا در مدینہ میں شاہ الشرف  
مکہ مدنی کا مہمان رہا۔ چادری الاول ۱۲۹۵ھ میں گجسے واپسی کو تیسرے

شیخ العرب والعمم حضرت حاجی امدا اللہ مبارک  
سلوک و تصوف

جسٹی صابری مسلک کے نامور شیخ ہیں ان کی فتویٰ  
قبائل میں اور ان کی بہن بھی وہاں بیابانی تھیں اس وجہ سے اکثر ان کا آنا، جانا، قزوینی  
میں تھا۔ مولانا محمد یعقوب خان قزوینی کو بچپن ہی سے حاجی صاحب سے محبت پیدا  
ہو گئی تھی اور پھر وہ حاجی صاحب ہی سے بیعت ہو گئے، انہوں نے سلوک و صوفیہ  
کی راہیں حضرت حاجی صاحب ہی کے زیر نگرانی ہی میں کیں جو متف انشرف لکھتے ہیں

۱۔ سب سے زیادہ معتقد مہستی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب

دعوت اللہ علیہ کی تھی جو علاوہ ہر فن میں ہر چہ کے بہت بڑے

صاحب باطن اور شیخ کامل بھی تھے حضرت مولانا انشرف علی

خان قزوینی نے مولانا محمد وسات بڑے بڑے فیضی و برگزینہ میں

کئے ہیں اور زیادہ علوم مجیدہ و غریبہ انہیں سے حاصل فرماتے ہیں

اور مولانا کے اکثر قوس و احوال و حقائق و معارف نہایت لطیف

ہے کہ بیان فرمایا کرتے تھے اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ صدق درسی کیا

ہو آقا صدق توجہ ہوا تھا یہ حال تھا کہ تفسیر کے سبق ہوتے تھے۔

۱۲۹۳-۱۲۹۴ھ

انشرف انوار (معارف) ۲۲۲ طبع انوار انشرف علی خان قزوینی ۳۳

۱۵۱

۱۹۹۰

کیا بات کا مطلب یہاں فرما رہا ہے اور انھوں سے نار و قطا نہ ملو  
جاری ہیں۔

مولانا محمد یعقوب پر جذب و کیفیت کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ سر ابا  
عبدالغفار لکھنوی سے۔ دینا اور علاقہ ویزی کو بیچ بچتے تھے اپنی بیٹی کو نہ سنایا  
دیا تھا ایک خط میں اپنے مرید منشی محمد قاسم یا نگر کی کو لکھتے ہیں اشلہ  
مہتمم میں عاجز کا حال اجمیر سے معلوم کر دو کہ سارا اور ناچ ونگ  
میں گزرتی تھی۔ تھار و جاعت و تقویٰ و لہارت سے کچھ بحث  
نہ تھی اب ہر چند کہ مظاہر ان باتوں سے توبہ کی اور حضرت مرشد عالم  
حاجی صاحب مدظلہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا مگر اصل بات کہیں بدلتی  
ہے۔ دلیا کا دل بڑی رہا بے تعلق بری رہا بدھ ان عیوب کا جو گویا یہ  
اس کی تائید کی شان ہے۔ وہ عالم انصاف خوب جانتا ہے کہ  
باطن اس ناپاک کا کیا کچھ خواب ہے۔

ایک دوسرے خط میں منشی محمد قاسم کو لکھتے ہیں اشلہ

پچاس کی عمر آئی اور یہ بڑی گزائی لو کہیں کے فضائل بنوڑ  
دیے ہیں اب ایک وضع نہ بدل ایک رنگ نہ پٹا کسی کی بی بیوں  
میں رہا مگر کسی کا کچھ اثر نہ ہوا ان منشی کو کون سید کرے اہل  
کا بدل دینا اسی کا کام ہے حضرت مخدوم العالم (حاجی امد لوالٹر)

۱۸ مکتوبات یقویٰ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ

۱۹ مکتوبات یقویٰ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ

کی خدمت میں جو کوئی کچھ بھی رہ لیا اس پر ایک اثر ہو گیا کہ  
تمام عمر گزریں کم نصیب جیسا تھا دلیا ہی رہا ہے عمر بھر  
کٹی اور آگے اب کی امید اب قافیہ تنگ ہے

مولانا محمد یعقوب بالوتوی نے جو خطوط اپنے مرید منشی محمد قاسم یا نگر کی کو  
لکھے یہ دراصل وہ سلوک و معرفت کا ارتقا اور حقائق و تصوف کا دستور اہل میں  
سناٹک کہنے کے وہ ایک مکمل ہدایت نامہ ہیں اہل خطوط میں ہیں اکابر صوفیہ کی قلبیات  
کی مکمل تصویر ملتی ہے اس کی تازہ میں راتم الحروف کو خوشی سلسلہ کے مشہور شیخ  
مخدوم جہانگیر اشرف کچھ عجوبی بات سنیں ہم کے مکتوبات غالبہ کے مطالعہ کا  
اتفاق ہوا لیا معلوم ہوتا ہے کہ مکتوبات یقویٰ ہسکتوبات اشرفی دانا کی کا مختصر  
بر دو اوشین ہیں۔ مولانا محمد یعقوب کا مقصود حیات اتباع سنت و طاعت  
میں اثر سیر و سلم طاعت خزانہ و بی بی تعلق تھا اور ان کے مذہب کا  
اس سے عبارت ہے مولانا محمد یعقوب مریدین کو سیت بھی فرماتے تھے ایک خط میں لکھتے ہیں  
"اس نا کارہ سے اپنے بعض التبراء اور بعض اجتنابی  
عروجین بہت بیعت ہوئی ہیں"

مولانا محمد یعقوب بالوتوی نے دو شاہیاں کیں پہلی بوی عمدة الناس  
۱۹۷۱

۱۹۷۱

۱۹۷۱

مولانا کی دوسری شادی سادات اکرامین ساکرا انبیہ سے ہوئی جو بخاری دین  
ویندی کی بیوہ تھیں۔ جن سے تین اولاد ہو۔ فرید الدین دہلوی کا اور دو لڑکیاں رہیں  
ادام سر پیدا ہوئیں۔ اول الذکر دو لڑکیاں عمری میں فوت ہوئیں۔ مسلمانہ میرا محمد  
انبیہ کی بیوی کو بیٹی تھیں جو مولوی انوار احمد مولوی مدنی صاحب احمد انبیہ کی  
بھائی تھیں۔ مولوی انوار احمد پارسہ بزرگ اور فاضل دوست مولوی اعجاز الحق  
قدوسی صاحب کے حقیقی نانا تھے۔

مولوی صاحب خط محمد علاء الدین شب حید الغنی ۱۳۰۱ھ کو دیوبند میں فوت  
ہوئے ان کی عمر چوبیس سال تھی ملاحظہ قرآن اور حدیث دیوبند سے فارغ التحصیل تھے  
علاء الدین سے بہتر درجہ تھے۔ ۲۰ ہجری قمرہ ۱۳۰۱ھ کو مازندران الدین نے غنیمت  
مولانا کی صاحبزادی فاطمہ کا انتقال ۵ محرم ۱۳۰۵ھ کو ہوا۔ مولانا کے  
فرزند اکبر حکیم معین الدین نہایت فاضل طبیب تھے۔ مولانا کے پوتوں میں ایک صاحب  
محمد شعیب نالوتوی سے راجہ الحرم کی ملاقات ہوئی وہ کراچی میں رہتے ہیں۔

مولانا محمد یعقوب نے فوتی کا انتقال عمر میں ۷۰ سالہ اولاد میں  
وفات (۱۴ دسمبر ۱۳۸۲ھ) کو نالوتہ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ بابائے مولانا  
میں کسی کی یادداشت تحریر یہ تھی

شب شبنم یکم ربیع الاول ۱۳۰۲ھ جناب مولوی محمد یعقوب

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اچانک بعد فراغت نماز عشاء درمیان  
بیتلا شدہ بیہوش شدند شب و در شبنم قریب یک بجے وفات  
از جہاں فانی یافت قبر شریف ارشاد در مقام نالوتہ جانب  
شمال لب شریک سہارنپور واقع ہائے نوکر اور اسمین الدین  
پردہ کش کردہ است واقع شد ان اللہ وانا الیہ راجعون  
ایہ واقعہ جانکاہ است۔

مولانا امداد صابری صاحب نے مولانا محمد یعقوب نالوتوی کی تاریخ وفات  
۱۳۰۲ھ کے قریب لکھی ہے اور ایک قطعہ تاریخ بھی نقل کیا ہے اسے صاحبزادی  
صاحب کا یہ بیان درست نہیں ہے مولانا امداد صابری صاحب کو تسلیج ہوا ہے  
۱۳۰۲ھ میں شاہ محمد اسحاق شہید شاہ عبدالعزیز کے چھوٹے بھائی  
شاہ محمد یعقوب دیوبند میں ہجرت کی فوت ہوئے تھے۔

مولانا محمد یعقوب شاعر و شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے گہم  
شعر و شاعری | شخص حق انہوں نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں ابو ظفر بہادر  
شاہ کی دلی دیکھی تھی۔ غائب، مومن، ذوق، مسیحا، آرزو، حبیب، شہور، رنگ، شرا  
کی مجالس سخن کے ہنگاموں سے ان کے کان آشنا تھے۔ انہوں نے سنی محمد قاسم غازی  
کوشہ دیا کردہ درد سودا اور ذوق کے کلام کو پڑھیں۔ اس میں درد و زخم ہے

سیرت عالمی اولاد اللہ سے

نور اللامعہ کتب خانہ مدنیہ ۵۳۳

کتب خانہ سید علی رضا حقانی ۱۴۳

ایضاً

بیاض یعقوبی می مولانا کا مختصر سلام شریف ہے ایک غزل چھوٹی بحر میں ملاحظہ

کاش پیدا نہ میں ہوا ہوتا  
کاش خیرا نہ میں ہوا ہوتا  
کاش ہوتا ہوتا وہ سب ہوتا  
ایک دسوانہ میں ہوا ہوتا  
مرض عشق ہے نصیب میں گر  
کاش اچھا نہ میں ہوا ہوتا  
سب صاحب بہت ہی تھے اسان  
مشق سودا نہ میں ہوا ہوتا  
دیکھتا شمع روئے یار کو اور  
اس کا پرانا نہ میں ہوا ہوتا  
از حقوق دیکھ کہتے ہیں  
اس کا جاننا نہ میں ہوا ہوتا  
اور سب کچھ تو ہوتا اسے گناہ  
کاش پیدا نہ میں ہوا ہوتا

### اشعار گفتہ در راہِ مدینہ منورہ

کن ہر بن خستہ جگر یا رحمتہ للعالمین  
ہم از سر لطف نظر یا رحمتہ للعالمین  
پالیشہ عصیاں حقیر در دست شیطانی  
پر خچلتہم انگدہ سر یا رحمتہ للعالمین  
اشک نہ چشم پرورد گری در دل مرا  
ہم آہ و نالہ ابتر یا رحمتہ للعالمین  
اچھا نہ گم لا اگر شد بر سر کویتا گزرد  
ایں بہت زامد است افشا غلہ للعالمین  
من بدترین در جہاں کن کہتر کن نکاح  
سر گشتہ حیران بدید یا رحمتہ للعالمین  
جگر خستہ در عصیاں ہمہ ناکار اور غرض  
از حال خود بس بے خبر یا رحمتہ للعالمین  
لے کاش بوسہ چشم تراز عشق پہ دلخ جگر  
باد و آہ و پر خور یا رحمتہ للعالمین  
بہ دود و خم آسودہ در غم یا رحمتہ للعالمین  
عشق تے اگر کردے اغرای رحمتہ للعالمین  
اے کاش در دستہ باد گشتہ تو بوسہ دل  
خاک من بے پاوسہ یا رحمتہ للعالمین

کس ازین دو فیضیاب لے کاش ہم ہوتا  
یادِ برکات دگر گذر یا رحمتہ للعالمین

روست خربت ویرہ را در خواب بیاغیاں  
لے کاش دیکھ سیک نظر یا رحمتہ للعالمین

گناہم را اگر جہاں پس کیت فرما مجھائے  
رفت از دست محروم گر یا رحمتہ للعالمین

### نعت

بر سرم کوہ گنبد یار سول  
پیش مہفت برگ کاہے یار سول  
بر بن خستہ جگر ہم کن کرم  
از سر لطف رنگے یار سول  
گر سلام چہ یاد یک جواب  
پہن بھادی عزو جاہے یار سول  
نیت در کوئن ہم چون گدا  
درد عالم چوں تو شاہے یار سول  
بر دست باشت دتا آدم  
بستہم بانگ گنبد یار سول  
بپنیں نال لقی یا بردت  
یا فتم ناگاہ سبے یار سول  
بر در صفت و سیر کن نگاہ  
بر بنیں حال تباہے یار سول  
چہ کس را نیت درد و زناں  
خبر از دوا دتا پناہے یار سول

کاش ازین مہفت عشرہ مانڈے

بر دست سائے و مات یار سول

قصیدہ لایمہد مت حاجی امداد اللہ اور قصیدہ سیمہ در نعت حضرت

کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے مولانا محمد یعقوب کے غلوس و جذباتِ اقدس  
م اور شہزادہ مسلا حیات کا اذکارہ ہوتا ہے۔

قصیدہ لغت کے ابتدا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کہاں کہاں تو بھولنے کی گروش ایام  
کبھی تو پائے کہیں خاطر حسرتیں نارام  
خدا کی خواہش میں بہت ہی عالم میں  
ہوا حصول نہ مطلب یوں میں رہا نام  
سفر کی گروش تبت سے کچھ نہ اٹھاتا  
سلاز خاک وہاں جس جگہ کیا تھاتا  
یہ اس وقت سے گزرتا ہے عمر کھینچا  
کبھی بھی اپنی حسرتوں پر تھکا  
نکستہ حال کو اب یاں ہے درستی کی  
امید چارہ مرے درد کو خیاں ہے  
مرض کو میرے نہیں اب امید صحت کی  
شکستہ ہو کہ دست اب کھیاں ہے کام  
پھر ہوا سر پر جو بال بہت وہ غمور لایا  
سر سے جو پر خراب اس کو ایک نفس نام  
چہ عیب دار کو کیا اور عیب سے پرہیز  
لینم کو نہ ہو پورا جاس کی ہولے سلام  
غیب میرے نہیں ہے وہ کون ناکافی  
وہ کام کو نہ ہے جس سے میں نہیں ناکام  
بہت ہی چارہ تیر میں جس کی کوشش  
مگر یہ ذہن کو نہ پہنچا غالب نام  
جوت آدھے کو ان زندگی سے بڑے  
حیات ہے کہ ہے رنگ محبت اس کام  
مولانا میر تقی میر کا نام یا مگر نے اپنا مکان بنایا تو مولانا اس کے  
تاریخ لکھا۔

ہاں قاسم نے اپنے رہتے کو  
کیا مکان یہ بنایا ہے انور  
پیر آریخ یہ اسٹندہ ہوا  
برکت کی ہے جانے خوبیوں

۱۹۹۱ء

تصانیف

مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی تمام زندگی درسی لکچر میں  
رہی ان کی طبیعت تصنیف و تالیف کی طرف راغب نہ تھی

ان اوقات تو کہنے سے طبیعت گھبراتی تھی اپنے ایک مکتوب بنام منشی محمد قاسم  
نانوتوی کو مولانا سر شوالیہ اس میں لکھتے ہیں کہ

ان دنوں مالی بہت ہو گئی ہے۔ قاسم کی لکھنا بہت ہی دشوار  
معلوم ہوا ہے اور جو لکھتے ہوں غلط لکھا جاتا ہے جس پر تھک جاتا  
ہے جراتوں کا سر لکھنا پڑھنا اور اب اس سے طبیعت کو  
تخف ہوا ہے۔ حال کار کیا ہونا ہے؟

پھر حال مولانا محمد یعقوب نانوتوی سے مندرجہ ذیل تین رسالے یادگار ہیں۔

۱۔ سیاحت مخمری مولانا محمد قاسم نانوتوی  
مولانا محمد قاسم نانوتوی کا ۱۲۸  
جلد اول سنہ ۱۲۹۰ء کو

جلد دوم جن احباب نے مولانا محمد یعقوب نانوتوی سے درخواست کی کہ مولانا  
قاسم کے حالات لکھ دیں مولانا نے ان احباب کی خواہش پر حضرت مولانا مرحوم نے مختصر  
حالات ایک رسالہ کی صورت میں تحریر فرمائے اور کہ رسالہ کا تذکرہ بنام حالات طیب  
کے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم لکھا اس پر لاؤیشن برخواستہ ۱۲۹۰ء کو  
مولانا قاسم نانوتوی نے فرمایا یہ احکام نافذ محمد عبدالقدور قدوسی  
پر فرستادہ ڈاکٹر شریعہ طبع ہوا۔ یہ مختصر رسالہ ہے مگر زبان و بیان اور حالات  
حیات کے اعتبار سے نہایت قابل قدر ہے۔ یہ رسالہ اب دارالہدایت لاہور  
پر لاؤیشن بہت اچھا طبع ہوا ہے۔ اس کا ایک نسخہ میں محمد رفیع علی محمد احمد صاحب  
کے ذخیرہ علمیہ میں دیکھنے کو ملا۔

۲۔ مکتوبہ یعقوب و یحییٰ یعقوبی ص ۹۹

(۲) مکتوبات مولانا محمد یعقوب (حصہ اول) ایک خط و کتابت

میں منشی محمد قاسم نیا لکڑی داہیری سے یکم عرم ۱۲۵۳ھ سے ستمبر تک ۱۸۷۰ء  
 دی۔ خطوط کی تعداد تقریباً ستر ہے یہ خطوط سب سے استعارات کے حوالہ  
 پر مکتوب ہیں اور ہر سلوک کی درخواستوں کا حل مسائل شرعی کا بیان اور طریقت کے  
 کام و دستور اعلیٰ ہیں۔ ان خطوط کو منشی محمد قاسم نیا لکڑی نے مولانا محمد یعقوب  
 کی اجازت سے درج کیا اور ترتیب وار یک کر کے ان کا نام ملفوظات یعقوبی رکھا  
 ملا عبداللہ نیا لکڑی نے ایک شرح لکھا۔

چو کروم از پئے ماش تفکر با خوش اسلوبی

ترغیب آمدند ایں ست ملفوظات یعقوبی

ترتیب کے متعلق عبد اللہ نے مندرجہ ذیل ایک خط تحریر کیا

شکرانہ و اہمب العطیات جس سے ہے کتاب کو سبابت

ترتیب کتاب کا سند و مال ڈھونڈا تو عیاں ہوا نہ نیرت

۱۲۹۴ھ

بجہ چند مدتوں ان خطوط کی طباعت کی نوبت نہ آئی حالانکہ کئی مرتب  
 اس باب میں کوشش کی گئی ۱۲۵۳ھ میں حکیم امیر احمد عسکری قانوری نے ان خطوط  
 کا پہلا حصہ "مکتوبات مولانا محمد یعقوب" کے نام سے طبع و اشاعت فرمایا  
 علی گڑھ میں طبع کرایا اس مجموعہ میں کہیں خط شامل ہیں۔

اس کی طباعت کا مندرجہ ذیل قلم محمد عظیم پسریم امیر احمد عسکری نے لکھا

ذات سنہ ۱۲۵۳ھ میں بیاض یعقوب شہر میں مسلمان راہنما

بگواؤں کو قوت و تاریخ عظیم پے سال طبعش بدیع الغلاب

(۱۲۵۳ھ)

شروع میں حکیم امیر احمد عسکری نے تہذیب اور منشی محمد قاسم نیا لکڑی نے

پہاچہ لکھا ہے۔

(۳) مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی ایک حصہ طبع ہو سکا

یہ مواد کے چھپنے کے نوبت ہی نہ آئی اس دوران میں مولانا شرف علی قانوری

مولانا محمد یعقوب قانوری کی بیاض مل گئی۔ پھر مولانا نے منشی محمد قاسم نیا لکڑی

کا اجازت سے قاضی عبدالحق صاحب سے یہ خطوط بھی حاصل کر کے اس مجموعہ

مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی کے نام سے ۱۲۹۹ھ میں طبع کروایا۔

پہلا مجموعہ مکتوبات یعقوبی پر مشتمل ہے جس میں ۴۴ خطوط اور چھ

دوسری تحریرات شامل ہیں۔

دوسرا مجموعہ "بیاض یعقوبی" پانچ حصوں پر تفصیل ذیل مشتمل ہے

پہلا حصہ تاریخی واقعات پر مشتمل ہے مولانا نے پہلے سفر حج (۱۷۷۰ء)

اور دوسرے منفصل حالات بقید تاریخ لکھے ہیں۔ یہ مجموعہ مطبوعات کا بیش قیمت

مجموعہ ہے دوسرے سفر ۱۲۹۵ھ کے مختصر حالات قانوری نے ان میں لکھے ہیں

کے علاوہ چند تاریخی یادداشتیں شامل ہیں۔

تیسرا حصہ اس میں کتب احادیث کی اسناد عربی زبان میں مندرج ہیں

تیسرا حصہ: منظومات پر مشتمل ہے اس میں پہلا قصیدہ حسنہ، امداد اللہ کی مدحت میں دوسرا در تیسرا قصیدہ نعت میں ہے۔ دو منظوم غزل منظوم شمر ہے اور قریبی کی چند غزلیں در قیامات شامل ہیں۔ چوتھا حصہ: عیالیت و تقربیات پر مشتمل ہے۔ پانچواں حصہ: اس میں بیسی منصف دیے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے مکتوبات معقولی اور بیاض میں تین سو پہلے چاروں حصوں پر حسب ذیل مختصر حواشی لکھے ہیں اور پانچویں حصہ حکیم محمد مصطفیٰ بخینوری متیم میرٹھ نے نظر ثانی اور ترمیم فرمائی ہے۔ مکتوبات معقولی و بیاض معقولی پر بھی حکیم امیر احمد عسکری کی مثنوی محمد قاسم نیا نگر کا دیباچہ شامل ہے۔

## مولانا محمد قاسم نانوتوی

تعب نانوتہ کے اکابر میں مولانا محمد قاسم نے جس قدر ابتدائی حالات شہرت پائی اتنی کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔ ان کا سبب ان کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو آج بھی دارالعلوم دیوبند کی شکل میں موجود ہے اور علوم اسلامی کی گزراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی بن شیخ اسد علی بن غلام شاہ شہان یار مظاہر ۱۲۰۱ھ میں قصبہ نانوتہ میں پیدا ہوئے ان کا آدھی نام خود شیدائے حق ہے۔ ان کے والد شیخ اسد علی مولانا ملک الحق نانوتوی کے عہد میں تھے اور ان کے ہمراہ تحصیل ہم درجن سے دہلی گئے تھے لیکن ملٹ سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے فارسی کی تعلیم ان سے آجے نہ بڑھ سکے اور وطن واپس آ گئے۔ اپنے کاشتکاری کے کاموں میں لگے گئے۔ ان کے حالات و اطوار بھی تصانیف و گوں کہ مرہم سے ایک موقع پر مولانا محمد قاسم کے ہایت سے تکلف و دست مولانا فیض الحسن سہارنپوری دکن کے شیخ نے ای وجہ سے ان پر "مجدد و ستانی" کی بھیتی کسی محکمہ سے ایسے باب اور دشمنان نے مولانا محمد قاسم بیساکوہ شہر چرخ عطا فرمایا کہ جس کی نیند باریاں کے ایک عالم متغیر ہوا۔

سیرت مخبری مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب مقبرہ نانوتوی در ۲

جلد اول و دوم ۱۳۲۰ھ



**تعلیم** مولانا محمد قاسم کی تعلیم کا آغاز نانوۃ ہی میں ہوا وہیں انہوں نے  
 تعلیم کریم اور مکتبہ تعلیم ختم کی۔ اتفاقاً اسے اسی زمانے میں ان کے والد  
 اور تفضل حسین متعلقہ ہو کر اس میں مولانا محمد قاسم کے ماحول فیض الدین باب  
 کے ہاتھ سے تفضل حسین سے ملے گئے۔ مولانا محمد قاسم کو دیوبند بھیج دیا گیا وہاں  
 انہوں نے کچھ دنوں کو مولوی بہتاب علی کے مکتب میں اور شیخ بہال احمد سے پڑھا  
 اپنے زمانے کے پاس سہارن پور چلے گئے۔ جو وہاں رکس تھے سہارن پور میں انہوں نے مولانا  
 محمد قاسم سے عوفی کے ابتدائی رسلے پڑھے ۵۰ سالہ میں مولوی صاحب کے  
 کا انتقال ہو گیا۔ مولانا محمد قاسم نے دیوبند اور سہارن پور میں رہ کر فارسی اور عربی  
 ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔ ۲۰ محرم سنہ ۱۲۳۵ھ کو مولانا مولوی علی کو دار  
 ہا جزلو سے مولانا محمد تقیوب کو تعلیم کی غرض سے دہلی لے گئے مہر محرم سنہ ۱۲۳۵ھ  
 مولانا نے کالیہ شروع کیا لے پھر مولانا محمد قاسم کو دہلی کی کالج میں داخل کرادیا  
 مولانا محمد قاسم امتحان میں شریک نہ ہوئے مولانا محمد تقیوب نانوتوی لکھتے ہیں  
 "مالہ مرحوم دہلا نامو کہ علی نے مولوی دیوبند قاسم صاحب  
 کو مدرسہ عربی سرکاری میں داخل کیا۔۔۔ جب امتحان ملا  
 کے دن ہوئے مولوی صاحب امتحان میں شریک نہ ہوئے  
 اور مدرسہ چھوڑ دیا۔ سب اہل مدرسہ کو علی انخصوص

۵۔ یہ تمام واقعات سوانح عمری مولانا محمد قاسم ص ۳۳۔ ۳۴ سے ماخوذ ہیں

۶۔ سوانح عمری مولانا محمد قاسم ص ۵۰۔ ۵۱

بیتہ ماسٹر صاحب کو کہ اس وقت میں مدرسہ اور انگریزی  
 تھے نہایت انہوس ہوا لے

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے حساب اور قیاس پر کاندھاب قیاسیت میں نہ  
 مار طلب اور اساتذہ دونوں کو حیرت پہنچا دیا، ماسٹر رام چندر نے نانوتوی کو کال  
 دیوبند چند سوال بھیجے بالواسطہ امتحان کیل میں لیا، مولانا اس میں کامیاب ہوئے  
 مولانا محمد قاسم نے علوم متداولہ کی تیس مولانا محمد کوکلی اور مفتی محمد امین نانوتوی  
 کی اور علم حدیث مولانا احمد علی سہارن پوری اور شاہ عبدالغنی بھٹائی سے حاصل کیا۔  
 طبع احمدی کی ملازمت مولانا نانوتوی کے تعلیم حکیم مسعود علی علی حسد  
 آبادی نے نصیحت بتایا ہے کہ تحقیق اور سنن خاتمہ شاہ عبدالغنی بھٹائی سے  
 میں اور سنن ابوداؤد مولانا احمد علی سہارن پوری سے پڑھی لکھی مولانا محمد قاسم  
 نانوتوی نے طالب علمی کے زمانے میں مولانا احمد علی سہارن پوری کے مہینہ احمدی اور  
 تعلیم وغیرہ کے سلسلہ میں ملازمت کا تعلق پیدا کر لیا تھا اور مولانا نانوتوی  
 پر مولانا نانوتوی نے مولانا سہارن پوری سے سنن ابوداؤد پڑھی ہوگی مولانا نانوتوی  
 خاص میں مدرسہ اور سنن مولانا رشید احمد گنگوہی تھے مولانا گنگوہی کے متعلق یہی

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دہلی آگے کے طالب علم ہیں جسے متعلق نہیں ہے بحث میں  
 مولانا عوامین نانوتوی کے تعلیم کے متعلق یہ کہ س وقت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے  
 ملاقات شامل کر کے اہل حلقہ ورتہ اس بحث کا نتیجہ ملے گا۔

سوانح عمری مولانا محمد قاسم ص ۵۱ مذہب غفر محمد دم ۱۸۲۰

نور سے معلوم ہے کہ بسط تعلیم ان کا دہلی میں قیام چار سال رہا اور ۱۲۶۵ھ میں وہ فارغ ہو کر وطن چلے گئے۔

ہمارے خیال یہ ہے کہ اسی زمانہ میں مولانا نانوتوی بھی فارغ التحصیل ہو چکے ہوں گے اس لئے کہ ۱۲۶۵ھ میں صبح بخاری کا مثنوی نسخہ مطبع احمدی دہلی سے شائع ہوا ہے اور اس میں مولانا نانوتوی نے تصحیح و تفسیر کے فرائض انجام دیئے تھے لہذا مولانا نانوتوی کا ۱۲۶۵ھ سے قبل فارغ التحصیل ہونا ضروری ہے خیال یہ ہے کہ ۱۲۶۵ھ میں ہی مولانا نانوتوی بھی فارغ ہوئے ہوں گے اس کے بعد ان کا تعلق بعیدہ مدرسہ مفتی صدر الدین آرزو کے مدرسہ دارالافتاء سے ہو گیا جس کو مؤرخانہ تذکرہ علامہ ہند نے غلطی سے "مدرسہ انگریزی واقع دہلی" لکھ دیا ہے۔ ممکن ہے مفتی صدر الدین آرزو کے سرکاری تعلقات کی بنا پر یہ بات لکھ گئی ہو۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے مدرسہ دارالافتاء کے تعلق کا ذکر بہیم لفظ میں کیا ہے لکن غرض مولانا نانوتوی فارغ التحصیل ہونے کے بعد دہلی کی رہتا رہیں و تصحیح کتب کے کام میں لگے۔

تخصیص بخاری مولانا احمد علی بہادر پوری نے ۱۲۸۵ھ میں مجاز سے واپس

لے تذکرہ ارسنیہ صدر اول ص ۳۵

لے حیات مشبلی ص ۹۵

لے تذکرہ علماء ہند نانوتوی رحمان علی (ندس) ص ۱۰۱ و گزشتہ پیرنگہ ۱۱۱

لے سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۶

لے کے بعد دہلی میں ایک پریس مطبع احمدی کے نام سے قائم کیا تھا اور اس مطبع کے ہاں خصوصاً کتب حدیث کی اشاعت کا خوب کام ہوا مطبع احمدی سے ۱۲۶۹ھ میں جہانگیر ترمذی ۱۲۷۵ھ میں صبح بخاری لے اور ۱۲۸۵ھ میں مشکوٰۃ المصابیح کی تہ جہانگیر سے شائع ہوئی۔ صبح بخاری کی تصحیح و تفسیر میں مولانا محمد قاسم نانوتوی بھی شریک رہے اور اس کام کو انہوں نے احسن وجہ انجام دیا جس سے حدیث میں ان کی شرف نگاری درجہ اولیٰ اور ثمارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں۔

"اسی زمانے میں جناب مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری نے تخصیص اور تصحیح بخاری شریف کی کہ پانچ چھ پیپہر سے آخر کے باقی تھے مولوی صاحب (محمد قاسم نانوتوی) کے سپرد کر دیے۔ مولوی صاحب نے اس کو ایسا کتبہ کہ اب دیکھتے ہوئے دیکھیں کہ اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے اسی زمانہ میں بعض لوگوں نے مولوی صاحب کے کمال سے آگاہ نہ تھے جناب مولوی احمد علی صاحب کو بطور احترام کیا تھا کہ آپ نے یہ کیا کام کیا کہ آخر کتاب کو ایک نئے آؤر کے سپرد کیا اس پر مولوی احمد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ جہوں کچھ بوجھے ایسا کروں اور پھر مولوی صاحب کا تخصیص

لے حیات مشبلی ص ۸۵

لے سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۶

ان کو دکھلایا۔ جب لوگوں نے جانا۔ وہ جگہ بخاری میں سب  
جگہ سے مشکل ہے علیٰ الخصوص تا یہ مذہب حنفیہ کا جو اول  
سے التزام ہے اور اس جگہ پر امام بخاری نے اعتراض مذہب  
حنفیہ پر کے ہیں اور ان کے جواب لکھنے معلوم ہے کہ کتنے مشکل  
ہیں اب میں کا جی پاس ہے اس جگہ کو دیکھو اور سمجھئے کہ کب  
حاشیہ لکھا ہے انداز حاشیہ میں یہ بھی التزام تھا کہ کوئی بت  
بے سند کتاب کے محض اپنے منہ سے نہ بھی جائے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کا تعلق مطبع احمدی سے کب تک رہا اس کے  
متعلق کوئی یقینی معلومت نہیں مگر مطبع احمدی دہلی میں انقلاب ۱۸۵۷ء  
تک قائم رہا۔ اس انقلاب میں یہ مطبع ختم ہو گیا ہمارے خیال ہے کہ جب تک مطبع  
رہا اسی وقت تک اس مطبع سے مولانا محمد قاسم کا تعلق رہا ہوگا۔

**انقلاب ۱۸۵۷ء اور حج بیت اللہ** <sup>۱۸۵۷ء</sup> انقلاب ۱۸۵۷ء میں مولانا

کا ذکر ہے مولانا محمد احسن کے حالات میں کہ چکے ہیں۔ مولانا نے جب آزادی ۱۸۵۰ء  
میں عروان دار جھلی اور اس کے شہداء و معاصی بھی گئے۔ یوڈی، گھنڈا، لڈوہ  
پنجاب سے جہاں پار کے مواضع میں دو پوش رہے، اس کی روپوشی کے سلسلہ میں

لے کر ان کو قریب نانوتوی نے اس سفر کی روداد بہت تفصیل سے بیان فرمائی ہے وہ دیکھ کر  
کا ایک طویل اقتباس ہم مولانا محمد تقی نانوتوی کے سفر کے ذیلی درجہ کے ہیں دراصل یہی  
مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پہلے سفر کی روداد ہے۔

۱۵ جمادی الاول ۱۲۷۷ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۶۰ء میں نانوتوی سے حج کے  
لئے روانہ ہوئے، مولانا محمد تقی نانوتوی خاص طور سے رفیق سفر رہے، مولانا  
نانوتوی کا یہ سفر نانوتوی سے فیروز پور تک خشکی سے اور فیروز پور سے گھوڑا باری  
درگاہی تک کشتی کے ذریعہ ہوا۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی <sup>۱۲۷۷ھ</sup> ۱۸۶۰ء میں  
مطبع مجتہبی میرٹھ سے تعلق <sup>۱۸۶۱ء</sup> سفر حج سے واپس آئے اب حالات

کچھ سازگار ہو گئے تھے اور معاشی کا اعلان ہو چکا تھا، مولانا محمد قاسم نانوتوی  
مطبع مجتہبی میرٹھ میں شیعہ و غیرہ کے سلسلہ میں ملازم ہو گئے اس مطبع کے  
مالک منشی ممتاز علی بی شیخ امجد علی تھے۔ جو اپنے زمانہ کے مشہور خطاط تھے  
کہتے ہیں کہ وہ فن خوشنویسی میں بہادر شاہ ظفر کے شاگرد تھے اور "نزہت نسیم"  
ان کا لقب تھا۔ مولانا محمد قاسم سے ان کے پہلے سے تعلقات تھے ہمارا خیال  
ہے کہ منشی ممتاز علی نزہت نسیم، مولانا احمد علی بہار پور کے مطبع دہلی میں ملازم  
ہوئے تھے اور وہیں ان کے تعلقات مولانا نانوتوی سے ہوئے ہوں گے۔ مولانا  
نانوتوی ۱۲۷۷ھ تک اس مطبع سے وابستہ رہے اسی سال مولانا نانوتوی  
در منشی ممتاز علی مالک مطبع حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے منشی ممتاز علی  
ہجرت کے ارادے سے گئے تھے اس لئے وہ مطبع میرٹھ ختم کر کے  
گئے تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی نے حج بیت اللہ سے واپس آکر مطبع

باشی میرٹھ میں کام کرنے لگے۔ میرٹھ کے قیام کے زمانے میں مولانا محمد قاسم  
 نانوتوی، مولانا عبد الجلیل علی گڑھی دہلی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا  
 (دفعہ ۳۳۱) مولانا محمد قاسم نانوتوی کی غرض سے علی گڑھ گئے۔ نو  
 مولانا نانوتوی کا قیام علی گڑھ میں رہا ہے

۳۵۱ء میں منشی ممتاز علی صاحب ہجرت کے برادر سے حجاز گئے  
 مگر دوسرے سال ہندوتن واپس آئے اور اس مرتبہ انہوں نے اپنا پرستار مطیع  
 محبتی کے نام سے دہلی میں قائم کیا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی میں قیام دہلی کا  
 کرنے کے لئے دہلی بلایا۔ چنانچہ مولانا نانوتوی نے قیام و تدریس کا کام انجام دیا  
 مطیع محبتی سے ۱۳۱۱ء میں ایک سال شریف شاہ جوئی جس کی  
 قیام مولانا نانوتوی نے فرمائی ہے مولوی عبدالاحد مرحوم لکھتے ہیں تے

”خدا دنا آپ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ حامل شریف

اب تیری دہلی اس مطیع محبتی دہلی میں چھپی۔ ایک دفعہ

تو منشی محمد ممتاز علی نزمیت رستم مہاجر جی دہلی نے اپنے بارگاہ

ماہیوں سے لکھی اور قاسم الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب

نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اس کی تصحیح فرمائی:

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اس حامل کی طاعت کے سلسلہ میں دو خط

لے تمام طائفہ اہل حدیث ان ابوبکری (۱) ان نو شہری ۳۲۲-۳۲۰ دہلی ۱۳۱۹ء

۳۲۰ دہلی ۱۳۳۱ء ۲۹

چھاپی وہ حامل کہ اگر جان کے لب بوی  
 میں نے بھی کہا ہوتا میں اور کو نہ کہنے  
 ایک وقت دہلی حاجت دلی پر ہے مہر حاجت  
 کہ کہنے میں پاکیزہ بہت خوب چھپی ہے

۱۳۸۶ء

۱۳۸۶ء میں سقوط دہلی کے بعد اسلامی درس گاہوں اور اس

دارالعلوم کا قیام

کرسنت نقصان پہنچا بہت سے علماء ختم ہوئے کچھ حجاز

وغیرہ چلے گئے مگر شاہ محمد اسحاق دہلوی کے سلسلہ کے بعض علماء کو ایک درس گاہ قائم

کرنے کا خیال ہوا۔ ”مولوی فضل الرحمن، مولوی ذوالفقار علی اور حاجی محمد عابد حسین

صاحب دہلی ۱۳۳۱ء ۱۹۱۱ء نے یہ تجویز کی کہ ایک مدرسہ دیوبند میں قائم کریں“ تے

۱۳۱۱ء

۱۳۱۱ء میں مولانا محمد قاسم نانوتوی ۱۳۱۱ء مولانا محمد قاسم نانوتوی کا بیٹا مولانا محمد

دیوبندی مدرسے بانیان میں حاجی عابد حسین کے علاوہ مولوی قاسم علی دہلی ۱۳۱۱ء مولانا محمد قاسم

ملا علی مولانا حق مولانا از مولانا محمد عابد حسین ۱۳۱۱ء ۱۳۱۱ء



تعلیم پر اسے تو خالی نقشے تھے، اسے صاحبِ مروت کرتے تھے  
 کہ ولایتِ انگلستان میں انھوں کا مدد سے یہاں آنکھوں  
 سے دیکھا کہ وہاں سے محترم اقلیدس کی شکلیں کف دست پر  
 ایسی ثابت کرتے ہیں کہ بایہ و شاہد!

دارالعلوم دیوبند آج برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی سب سے بڑی  
 درسگاہ ہے اور بین الاقوامی شہرت و عظمت کا مالک ہے۔

۱۳۹۲ھ میں مولانا محمد قاسم دوبارہ حج کے لئے تشریف لے گئے بعد  
 رفتار مولانا نواز قوی کے ہمراہ تھے لے

**یادری تارا چند سے مناظرہ**  
 برصغیر پاک و ہند میں ایسٹ انڈیا کمپنی  
 کے اقتدار کے ہم دوش مذہبِ عیسوی  
 نے بھی فروغ حاصل کیا اور ہر ممکن صورت سے اس مخلوب ملک کو مذہبی پیشگی  
 سے بھی فتح کرنے کی کوشش کی گئی اور اقلیتی کی تائید و اعانت سے ملک کے غریبوں  
 عرض میں مسیحی تبلیغ و تنظیم کے آثار قائم کئے گئے اور انقلابِ ۱۸۵۷ء کے بعد قریب  
 سلسلہ کو بہت وسعت ہوئی یادری بازاروں، میلوں اور عام مجلسوں میں اسلام  
 اور غیر اسلام پر اعتراضات کرتے لگے۔ مولانا محمد قاسم نواز قوی نے ولی کے قیام  
 کے زمانے میں جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ

لے ساغ عمری مولانا محمد قاسم نواز قوی مر ۱۳۹۲ھ میں متوفی ہوئے شاخِ دیوبند سے  
 اس حج کا ذکر نہیں کیونکہ مذکورہ شاخِ دیوبند ۱۳۸۸ھ

ی طرح کھڑے ہو کر بازار میں رعب ظاہر کریں اور یادریوں کا ذکر کریں اور ایک روز  
 بھی بغیر ترقی و رف اور اظہارِ نامِ مجمع میں پہنچے اور ایک یادری تارا چند سے مناظرہ  
 اور اس کو سر بازار شکست دی اس کے بعد ان کا تعارف مشہور مناظرِ اسلام  
 مفسر، سرالہ میں ملی دیوبی دف ۱۳۲۰ھ میں ہوا۔ ہذا خیال ہے کہ یہ  
 مسیح الاماں ۱۳۹۲ھ تا جاری الاثنی عشر ۱۳۹۳ھ کے درمیان کا واقعہ ہے۔  
 اس زمانے میں مولانا محمد قاسم نواز قوی منشی مزار علی کے مطبعِ مجتہبی  
 میں مقیم تھے۔

**یادری تارا چند سے مناظرہ**  
 انگریزی حکومت نے ایک خطرناک  
 سازش کی کہ ہندوؤں کو مسلمانوں  
 کے مقابل میں لاکھڑا کیا۔ ہندوستان میں مسلمانوں کو سیاسی اہمیت حاصل رہی تھی  
 انگریزوں نے اپنی پالیسی کے تحت ہندوؤں کو بڑھاوا اور مسلمانوں کو گھٹایا جب  
 داخلی سیاسی میدان میں ہندو آگے بڑھے تو ان کو مذہبی بھڑکی کی راہ  
 کھلی اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابل میں مناظرہ کے لئے تیار کیا اور اس کے  
 واقعے میں بھی ہم پہچانتے تھے کہ ہندو مسلمانوں سے کھلے تمام مناظرے کریں۔

شاہجہان پور دیوبلی کے قریب چاندا پور گاؤں میں میاں کے زمیندار  
 کے لال سبیر بھٹی، یادری نوٹس کی سربراہی اور رابرٹ جارت گری کلکٹر  
 شاہجہان پور کی تائید و اعانت سے ۸ مئی ۱۸۵۷ء کو ایک میلہ مذاشتنامہ  
 منعقد ہوا جس میں عیسائی، ہندو اور مسلمان عقیدوں کے نمائندوں کو بیزاریہ  
 شہادت دعوت دی گئی کہ وہ اپنے اپنے مذاہب کی حقانیت کو ثابت کریں مولانا

محمد زین العابدین اور مولوی ابی بنحش۔ رئیس دہلوی کی تحریک پر مولانا محمود  
مولوی رحیم اللہ بجنوری اور مولانا فخر الحسن کے ہمراہ مولانا محمد قاسم نانوتوی  
میلہ میں پہنچے۔ مولانا نانوتوی کے علاوہ مولانا ابوالصور دہلوی، مرزا ابوہریرہ  
مولوی احمد علی دہلوی میر حیدر دہلوی، مولوی نعمان بن عثمان اور مولوی رئیس  
بھی شریک ہوئے۔ اور ان تمام علماء نے اس میلہ میں تقاریر کیں اور ان کا  
اثر ہوا مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ابطل تئیسٹ و شرک اور اثبات توحید  
ایلیہ بیان کیا کافر بنی جلد مخالف و موافق ان گئے۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ

”مرتی سہ ماہ ۱۸۵۶ء کے جلسہ میں مولانا قاسم صاحب

نے دس دیا اور فضائل اسلام بیان کئے پوری ماحول تئیسٹ  
کا بیان عجیب طور سے ادا کیا کہ ایک خط میں جن اوصاف پائے جاتے  
ہیں اطول عرض بحق سو تئیسٹ ہر طرح ثابت ہے مولوی ہونٹ  
نے اس کا رد اسی وقت کر دیا پھر پوری ماحول اور مولوی صاحب

تقریر کے مصلحتیں بحث کرتے رہے اس میں جلسہ پر غصہ ہو گیا  
تمام قرب و جوار اور چاروں طرف شور و غل مچ گیا کہ مسلمان  
جیت گئے جہاں ایک عالم اسلام کا کھڑا ہوتا اس کے ارد گرد  
ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے تھے اول روز کے جلسے میں جو اعتراضات

ملے اخبار ”خبر خواہ عالم“ دہلی ص ۱۹۱ مرقیہ مسئلہ بحوالہ آریغ مصافحہ اردو  
دوم و ص ۱۷۱ م ۱۷۲ م نیز دیکھئے دی آریغ ص ۱۷۱ م ۱۷۲ م

ابن اسلام کے تھے ان کا جواب سیانیوں نے کچھ نہ دیا مسلمانوں  
نے سیانیوں کے جوابات حرف بحرف دیئے اور فتوح باب پہنچا

دوسرے سال اربع ششدر میں یہ میلہ پھر منعقد ہوا۔ اب کی مرتبہ  
محمد قاسم نانوتوی کو اسٹیج سے مولوی حفیظ الرحمن خاں وغیرہ لگے اور  
عبد الغفور کے ہمراہ ہوئے۔ اس مرتبہ منشی اندر من مراد آبادی اور گویم  
کے بانی پنڈت دیانند جلاوت ششدر بھی شریک ہوئے دیانند جی نے  
سکرت آئین ہندی میں تقریر بھی کی۔ پادری فوس نے ایک دوسرے پادری اسکاٹ  
بولایا تھا مولانا محمد قاسم کے ہمراہ مولوی محمد علی بھجراوینی تھے مولانا محمد قاسم  
پریر بحث وجود اور توحید اور تحریف پر ہوئیں اور نہایت کامیاب رہیں۔  
اس مرتبہ علماء اسلام کے طعام و قیام کے فرائض محمد ظاہر مونی میاں نے  
انجام دیئے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے میلہ خدا شناسی میں دونوں منالی شریک  
سیانیوں اور ہندوؤں کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ ایک بات یہاں خاص طور

محمد ظاہر مونی میاں کو مولانا مناظر حسن گیلانی نے شاہ منشاہ آبادی دت  
کی اولاد لکھا ہے۔ جو صحیح نہیں ہے مونی میاں ہودی دت دجہل الدین (دعوت اسلام  
تھے مونی میاں چہ مودی عبد اللہ بن مولوی نظام الدین بہ مولوی محمد الدین عرف مولوی دین  
محمد دت نے شاہ عبدالعزیز دہلوی سے علوم حقول پر رہائش کی مقدار ملاحظہ فرمائیے  
پاکستان پرنسپال میچ الدین ص ۱۳۵۔ ۱۳۶ لکھنؤ سٹیشن

سے غور طلب ہے کہ فیصلہ مذکور شاہ جمال پور اعلان و اشتہار کے ساتھ سال مستند ہوا۔ اور اس میں ایک طرح سے مذہب اسلام کو چیلنج کیا گیا تھا۔ شاہ جمال سے بریلی اور دہلیوں اہل قریب اور قریب اضلاع میں مٹراس میل میں علمائے دہلی اور بریلی کی کسی دلچسپی کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

**منظرہ رڑکی** ۱۲۹۵ھ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی علامہ گرام کی ایک جماعت کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ رجب الاول ۱۲۹۵ھ میں وہاں پہنچے۔ وہاں پہلی جگہ سے مولانا نانوتوی کی طبیعت خراب ہو گئی۔ دہلی کی طبیعت کسی قدر تسخیل تھی مگر مرض دفع نہ ہوا۔ اسی سال شہان ۱۲۹۵ھ میں رڑکی سے اطلاع ملی کہ پنڈت دیانند جی یہاں پہنچے ہیں اور مذہب اسلام پر اعتراض کرتے ہیں مولانا نانوتوی باوجود کمزوری اور بیماری کے رڑکی پہنچے ہر چند چاہا کہ مجمع عام میں پنڈت جی سے گفتگو ہو جائے مگر وہ اس کے قے تین دن ہوئے اور رڑکی سے چل دئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ایما پر مولانا فخر الحسن اور مولانا محمود حسن نے عام جلسوں میں تقریریں کیں اور پنڈت جی کو چیلنج دیا۔ مولانا نانوتوی نے پبلک جلسوں میں ان کے اعتراضات کے جواب دیئے اور استقبال قبلہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا۔

اس کے بعد پنڈت دیانند جی میرٹھ پہنچے انہوں نے وہاں بھی دہلی والوں کی افتخار کیا۔ مسلمانان میرٹھ کی درخواست پر مولانا نانوتوی میرٹھ پہنچے پنڈت جی نے

لے ملا محمد جانا فقہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی مرتضیٰ الحسن مرہومہ دہلی بندہ ۱۲۹۵ھ

بھی گفتگو نہ کی اور چلتے بنے مولانا نانوتوی نے میرٹھ میں جلسہ عام میں کی اور اعتراضات کے جواب دیئے۔

**قال**

حج سے واپس آنے کے بعد مولانا نانوتوی کی بیماری کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ درمیان میں علاج اور دواؤں سے کچھ افادہ ہو گیا مگر نہ کیا نہیں اور سائنس کا دورہ شروع ہو گیا، ۳۲ جمادی الاول ۱۲۹۵ھ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کا دھال ہوا، بعد مغرب اس "خیزانہ" کو سپرد زمین کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا نانوتوی نے دو صاحبزادے محمد باختم اور شمس العلما حافظ احمد علی جمادی الاول ۱۲۹۶ھ اور دو صاحبزادیاں اکرام اور قیہ باگڑا چھوڑیں باختم کا جوانی میں مکہ معظمہ میں انتقال ہوا، حافظ احمد صاحب کے دو صاحبزادے محمد طاہر اور مولانا محمد طیب ہوئے۔ مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دہلی موجود ہیں

اکرامین کی شادی مولوی عبداللہ انبیہ پوری سے ہوئی۔ جو صدر شعبہ تائیم اسے اوکلیج دہلی لکھ رہے تھے رقیہ کی شادی مولوی محمد مدین لکھنوی دہلی سے ہوئی۔ جن کے صاحبزادے مولوی محمد عزت و عظم متفرقات دارالعلوم دہلی بندہ

۱۲۹۵ھ طیب صاحب نے سوانح نامی جلد اول و دوم ۱۲۵۰-۵۰ء کے ایک طویل

طیب میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کی اولاد کی تفصیل درج کی ہے۔





مولوی صاحب ممدوح کے ماہ براہ ایک مرتبہ چھپ کر شائقینِ حق  
علم دین و عاشقینِ جناب محبوب رب العالمین کی خدمت میں ارسال  
کیا جاتا کہے گا۔ اپنی شہر کوئی روپیہ ۲۰ جواز اور صاحبانِ بار  
دور دست کوئی مسند و کرسی اس کے حصول لائق دیا جائے کہے گا  
اد قیامت رسالہ کی مشرتبائی ماہ براہ لی جائے گی جن صاحب  
کو خریدنا اس رسالہ کا منظور نہ ہو وہ صاحب براہ عنایت  
رسالہ رسد کی قیمت ارسال فرما کر اپنی مالی دشواری سے بذریعہ تحریر  
مگر بظاہر مطلع فرمائیں اور مشرتبائی اگر ٹھٹھٹھ ارسال فرمائیں  
تو معذرتیں بجا ہیں۔

الشہر محمد مسافر علی مجتہد مطبع مجتہدی دہلی ساکن بازو چاڑھی دہلی  
مکتوب اول (فارسی) در جواب خیر بعض فضلاء کہ در بارہ عدم دخل و  
ذکر در رسالہ بدیہ الشیو تحقیق کردہ شد بل بوشا در رسالہ  
عادی افتادہ بود و مولوی محمد نائل صاحب کے خط کے جواب میں  
مکتوب دوم (فارسی) در شرح حدیث ابی ذرین قال قلت یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ان کان ربا قبل ان یخلق فاست  
قال کان فی حملہ اتمہ ہوا و ما نزل بہ و خلق عرش علی امارہ  
کہ در مشکوٰۃ از محمد بن ہرود است  
(مفتی حسین احمد صاحب کے خط کے جواب میں لکھا ہے)

توب سوم (فارسی) در تحقیق اہل القدر بنیر اللہ و الفلاح مولوی تہذیب  
اکثر مشرتبائی انروزہ اند مولوی تہذیب صاحب کے خط کے جواب میں  
توب چہارم (فارسی) در معویت انبیاء علیہم السلام و ہم تحقیق حقیقت کی تہذیب  
بھی مولوی صاحب کے خط کے جواب میں لکھا ہے۔

توب پنجم (فارسی) در تطبیق حدیث "المکاتب عبدالمطلبی عابدین کا  
در ہم رواہ ابو داؤد و ترمذی" "المکاتب عبدالمطلبی عابدین کا  
سیرت ائمتہ مجاہدین" رواہ ابو داؤد و ترمذی و مولانا احمد حسن  
اردوبادی کے خط کے جواب میں لکھا ہے۔

توب ششم (فارسی) خط مولوی محمد حسین صاحب بلالوی در استفسار از ایشیائے  
محلان بر برجہات و ثبوت از معجزہ و حصول یقین از حسیبہ  
متواتر (در مولوی محمد حسین بلالوی سرگرمہ اہل حدیث کا مجلس  
خط کے جواب میں صفات پر مشتمل ہے)

توب ہفتم (فارسی) در جواب شبہات محلان بر معجزہ و ثبوت از معجزہ و  
حصول یقین از خبر متواتر (مولوی محمد حسین بلالوی) (فارسی)  
مشرتبائی کے استفسار کا جواب ہے)

توب ہشتم (فارسی) در تحقیق و اثبات شبہات حضرت حسین رضی اللہ عنہ  
موافق قواعد سنن ابی داؤد و مولوی محمد حسین مدرس بدوسیہ  
دہلی کے جواب میں لکھا ہے)

توب نہم (فارسی) جواب خرافات علامہ طوسی در بارہ امانت و بیان معنی

توبه مستقیم در بیان معنی حدیث: اگر اهل کفر تا طغیان کرده اند و طغایات کرده اند

توب شد هم خواب از بچین الله افاضات شریف

در بیان ثبوت سنت است رکعت

توبہ سبستم

توب و حکم

خوب بست دوم - آه جیات در حقین

بنیمن جواب زد که تحریر است

در بخت و سلام بجواب شجاعت سید احمد فرزند صاحبزاده محمد احمد زاده

مکتوب بست و چهارم در تحقیق معنی حدیث "فعلی العالم علی الراية که نفسی

سخن علی ابن ابراهیم

توبہ بہت درجہ رسالہ الحمیہ

قاسم العلوم کے مندرجہ ذیل حروف و انگریز شائع ہوتے ہیں و مساویہ کے ساتھ

تاسم الدائم في هذه الحجة بالبرهان

قاسم العزيم زهير اول. اسير محبوب اول المدحوتوب. ام شامع بوسه. ميا

پہلا محبوب، اس کی حالت اور دوسرا محبوب، اس کی حالت پر ملاحظہ ہے

هم غفقت مكنون ملام. استغاثت ارد مكنون ملام. ففاتي مكنون ملام.

۱۰۴ - سوره یونس / ۱۰

اختلاف امتی و حدیث متخلف الخ (یہ مکتوب بھی : ۱۰۱)

فزا الحسن عدد من مدرسه دہلی کے جراب میں لکھا ہے،

(۱) در بیان معنی حدیث<sup>۱</sup> م‌عریف امام زباز فقرات می‌باشد

۱۔ ملتینہ (یہ مکتوب بھی مذکور احمد کے جواب میں لکھا ہے)

آمدند و مخدیر الاناس عن لک و اتر این عباسی معه اکثر مردم

علاء الدینی و در حجاب اوتال مع الفوال بزرگان بتا به

میری تمام رسومات اور احسان نامہ کو ہی سے لکھنے والی ہیں

وهم رؤسائهم حواء آمدنی اراضی مرصوفه و غنیه و دریا

اگر جس امر پر پوری کے خطے کے جواب میں لکھا ہے؛

در تحقیق سنی بدعت

در میان وجه اختیار فردان چند مفاد خداوندی در سوره

۱۰۰ قتل اعوذ برب ان میں "یا آنکہ خود غنہ و امرا۔

در کتاب اربعین یک مفت در سورة قل اقرض رب

انکہ معجزات خدا مانت و در حق معنی آیت شریف  
در آیت انما یؤتی العلم ان یشاء ان یرزقکم ان یرزقکم ان یرزقکم

هذه هي الآلة التي كان يجرها في الجبال

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 84

(۲۲) فائز الاولیاء (۲ ج) میں مولوی محمد حسین بخاری کا اصل مکتوب اور مکتوب ششم مولانا باقری کا جواب (مکتوب ہفتم) اور مکتوب ہشتم (اشتہار کے مطابق مکتوب دوازدهم) شامل ہیں: نویں اور دسواں مکتوب ششم ۵ صفحات پر مکتوب ہفتم ۳۳ صفحات پر مکتوب ہشتم ۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲۳) قاسم العلوم (۲ ج) میں مولوی محمد حسین بخاری کا اصل مکتوب اور مکتوب ششم مولانا باقری کا جواب (مکتوب ہفتم) اور مکتوب ہشتم (اشتہار کے مطابق مکتوب دوازدهم) شامل ہیں: نویں اور دسواں مکتوب ششم ۵ صفحات پر مکتوب ہفتم ۳۳ صفحات پر مکتوب ہشتم ۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

اب ہم مولانا محمد قاسم باقری کی تصانیف کا تالیف کرتے ہیں جو مطبوعہ دارالکتاب ہوئی ہیں۔

(۲۴) تفسیر بخاری شریف (جزوی) [۲ ج] ہے جس کا ذکر تفصیل سے پہلے کیا گیا ہے۔

(۲۵) آب حیات [۲ ج] حضرت تاج الدین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی حیات وصال پر مبنی ہے۔ اس کی تصنیف مولانا محمد قاسم باقری کے مدخل جواب میں ہے۔

۱۱۔ ان میں سے پہلے سے مکتوب و رسائل کی شکل میں بھی ہو چکے ہیں

مولوی احمد رضا نے تفسیر بخاری شریف

(۲۶) مصابیح الزاریح [۲ ج] میں مولانا محمد قاسم باقری کے آخری مشورہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ آخر میں مولانا شیخ محمد باقری کی تقریر شامل ہے۔

(۲۷) درستیہ الشیخہ [۲ ج] میں مولانا محمد قاسم باقری کے آخری مشورہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ آخر میں مولانا شیخ محمد باقری کی تقریر شامل ہے۔

(۲۸) الدلیل الحکم علی قراءة الفاتحة للموت [۲ ج] میں مولانا محمد قاسم باقری کے آخری مشورہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ آخر میں مولانا شیخ محمد باقری کی تقریر شامل ہے۔

(۲۹) اجوبہ اربعین [۲ ج] میں مولانا محمد قاسم باقری کے آخری مشورہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ آخر میں مولانا شیخ محمد باقری کی تقریر شامل ہے۔

(۳۰) اسرار قرآنی [۲ ج] میں مولانا محمد قاسم باقری کے آخری مشورہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ آخر میں مولانا شیخ محمد باقری کی تقریر شامل ہے۔

(۳۱) خطبہ مولانا محمد قاسم باقری کے آخری مشورہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ آخر میں مولانا شیخ محمد باقری کی تقریر شامل ہے۔

کی تفسیر کی ہے

(۸) تفسیر القیامۃ  
مولانا محمد قاسم نانوتوی دوسری احمد خاں بہادر کے درمیان قیامۃ اسلام سے متعلق ایک مراسلت ہیں۔  
نمبر سولہ، انیسویں ذریعہ ہوئی۔ اسی خط کو کتابت کو مولوی محمد حیات پیر کے  
سے معتقد القیامۃ کے نام سے تصاحب دیا ہے۔ پہلا خط سپرچی محمد عارف کے  
نام اور دوسرا خط سر سید احمد خاں کے نام ہے، سر سید احمد خاں کا خط بہار  
پیر سپرچی محمد عارف بھی اس میں شامل ہے۔

(۹) تحذیر الناس  
مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ایک استغاثہ دہلی سے لکھا  
اس میں کے بارے میں بھیجی تھا مولانا قاسم  
نے اس کی محنت اور تائید میں جواب لکھا اور اس کا نام تحذیر الناس  
من افکار شر بن عباس رکھا یہ رسالہ سب سے پہلے سلاطین  
میں پیش مسدوقی ہوئی ہے باہتمام مولوی محمد شفیع نانوتوی  
شائع ہوا۔

(۱۰) رد قول الفیض  
مولوی شفیع الدین جالونی دہلی مولانا عبد مکار  
جلانی نے تحذیر الناس کے رد میں ایک رسالہ  
قول الفیض لکھا تھا یہ رسالہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے قول الفیض کے رد میں  
لکھا ہے اس رسالہ کو قلمی نسخہ دستخطی مولانا محمد قاسم نانوتوی انجمن ترقی اردو دہلی  
نے کتب خانہ قاسم میں موجود ہے اس خطوط کا نمبر الف بیہ (قلمی) ہے اس کا  
سائز ۱۸×۲۳ صفحات ۷۰ ہیں۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے خود آخر میں لکھا ہے میں نے خود اس رسالہ

حجۃ الاسلام

سید نداشتا کی منقودہ چاند اور ضلع شاہجہاں پور کے  
سے مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ایک تقریر بھی مولوی  
قاسم نانوتوی نے اس کا ہم حجۃ الاسلام رکھا۔ رسالہ قیامت اسلام پر ایک  
دوسری سیاق ہے ہمارے پیش نظر کتب خانہ اعجازیہ دیوبند مطبوعہ ۱۳۵۱ھ

اس رسالہ میں ایک کتاب "مطالعہ فی سوز و غم قرآن مجید" قاسم نانوتوی نے  
پہلے چھپوانا شروع کیا تھا جو کئی تحذیر ہے اس میں مولانا قاسم نانوتوی نے فاضل الرسوا میں  
لکھا ہے قرآن مجید کا قاسم نانوتوی نے دیکھا ہے اس کے پیش نظر خوب السلیس فی رد قول  
یہی بین اور ناصر السلیس فی رد قول یاسین کا رد بھی ہے۔ یہ اردو میں عباس کی محنت کے فائز  
میں ہوتا، علامتی کھنڈوں اور قاسم نانوتوی صاحب قزاقان کا دیکھنا فرمایا ہے۔

(۱۱) کشتہ مذہبی (مید خدائے شامی)  
شرعی مسائل کو جو میل  
کے پورے حلقہ ہوا ہے اور عربی مولانا محمد قاسم نانوتوی نے فرمایا ہے۔ وہ تو  
تقریریں دودا کے ساتھ اس کتاب میں شامل ہے۔ ہمارے پیش نظر مطبعہ چھاپائی دہلی  
کے ۱۳۱۲ھ کا نسخہ رہا ہے۔

(۱۲) مباحثہ شاہجہاں پور  
۹۱۲ھ مارچ ۱۳۱۱ھ میں دوبارہ میل  
اندر شامی نسخہ شاہجہاں پور میں منقود ہوا

تفسیر دہلوی مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تقریریں میں شامل ہے نسخہ کا نسخہ

مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ہمارے پیش نظر رہا ہے۔

مولانا محمد قاسم جب روڈ کشمیر لے گئے تھے تو انہیں

(۱۴) انتصار الاسلام نے جن دن تک پنڈت دیانند جی کے اعتراضات کے

جواب دیئے تھے بعد کو یہ تعداد پر محیط تحریر میں لے آئے۔ مولوی فخر الحسن نے اس

کلام انتصار الاسلام رکھا۔ اس رسالہ میں پنڈت دیانند جی کے اعتراضات

شیطان، جن اور فرشتوں کے وجود خارجی کا خاص طور سے جواب دیا گیا ہے اور

اس سلسلہ میں سر سید احمد خاں کے اوہام کا بھی رد کیا ہے کیونکہ انہوں نے بھی ان

چیزوں کے وجود سے انکار کیا ہے۔ ہمارے پیش نظر انتصار کا نسخہ مطبعہ

مطبوعہ گلزار ابراہیم مراد آباد رہا ہے۔

پنڈت دیانند جی کا استقبال قبلہ پر اعتراض تھا مولانا

(۱۵) قبلہ نما نالوتی نے استقبال قبلہ اور بیت پرستی کا فرق اور حقیقت

قبلہ کو بیان کیا ہے ہمارے پیش نظر مطبعہ مجتہبی دہلی ۱۳۱۵ھ کا نسخہ درج

دراصل یہ انتصار الاسلام کا دوسرا حصہ ہے۔

میرٹھ میں ناریں نے مذہب اسلام پر جو تحریر

(۱۶) جواب ترکی بہ ترکی اور تقریری اعتراضات کے تحت ان کا جواب

ہے اس کو مولوی عبدالحی نے مرتب کیا ہے۔ مگر اس کے خیالات و مضامین مولانا

محمد قاسم نالوتی کے ہیں۔

اس کتاب میں مولانا محمد قاسم نالوتی نے حقانیت

(۱۷) تقریریں دلچسپ اسلام و وحید و نبوت کو بیان کیا ہے اور عقلی و

دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نجات کا اعصار اسلام میں ہے مطبعہ مجتہبی دہلی ۱۳۱۵ھ

کا مطبوعہ نسخہ ہمارے پیش نظر رہا ہے۔

(۱۸) توشیح الکلام در محبت خلف الامام نام سے مضمون کتاب ظاہر ہے

اس رسالہ میں مولانا نالوتی نے گشت خوری کو عقلاً اور

(۱۹) تحفہ حمیہ نقلاً ثابت کیا ہے۔

مولوی ابی بخش صاحب کے خط کے جواب میں

(۲۰) انتباه المؤمنین (فارسی) یہ رسالہ لکھا ہے اس میں شیعی اعتراضات

کے جواب دیئے گئے ہیں اس رسالہ کے آخر میں مولوی حبیب الرحمن ابن مولانا امجدی

محدث سہارنپوری نے شاہ اسماعیل شہید کا ایک عربی خط اور اردو ترجمہ

میں شامل کر دیا ہے۔

(۲۱) فیوض قاسمیہ اس میں چند مکتوبات کے جوابات تصحیح ذیل

سنائی میں ہیں۔

مکتوب اول در تحقیق ایمان شیعیہ و خوارج (فارسی)

مکتوب دوم بنام حکیم خضر الدین رام پوری بابت کیفیت مباحثہ مولوی

حامد حسین نقضی (فارسی)

مکتوب سوم بنام پیر علی مظفر نگری و جواب شبہ شیعیہ (اردو)

مکتوب چہارم بنام مرزا قاسم علی بیگ و جواب بعض شبہات شیعیہ (فارسی)

مکتوب پنجم بنام مولوی عبدالحق صاحب در تحقیق وراثت (فارسی)

مکتوب ششم  
نام محمد، دو صاحب متعلق مکم جده (فاری)  
مکتوب هفتم  
نام محمد، دو صاحب متعلق در بیان تصور شیخ (فاری)  
مکتوب هشتم  
نام محمد، دو صاحب متعلق در بیان تصور شیخ (فاری)  
مکتوب نهم  
نام محمد، دو صاحب متعلق در بیان تصور شیخ (فاری)  
مکتوب دهم  
نام محمد، دو صاحب متعلق در بیان تصور شیخ (فاری)  
مکتوب یازدهم  
نام محمد، دو صاحب متعلق در بیان تصور شیخ (فاری)  
مکتوب چهاردهم  
نام محمد، دو صاحب متعلق در بیان تصور شیخ (فاری)  
مکتوب پانزدهم  
نام محمد، دو صاحب متعلق در بیان تصور شیخ (فاری)

۱) در مقدمہ بیان تقدیر  
۲) درباره تقدیر  
۳) سلسلہ بابریہ کہ مراد میرزا  
(۴) در باب توحید و ایمان اولی مؤمنین  
(۵) حضرت نفس و قدم صالح  
(۶) تعدد الوجود و سما عوالم

۱۔ یہ کہ اگر مصلحتاً چاہیں تو اس فہرست میں سے بعض رسالے مستقل صورت میں طبع ہو سکتے ہیں۔

(۸۰) در مشرب و در غار و تقلید  
(۸۱) در بیان و در خفا و در  
اسکان و امتناع نظیر  
این مکتوب تحذیر الناس  
(۸۲) در تحقیق سنی آیت بنی زنی نا اکنور  
(۸۳) در تحقیق سنی حدیث نقل الی الخاوند  
(۸۴) بحجاب مشرب پادریان  
(۸۵) بحجاب مشرب پادریان  
(۸۶) احوال مباحثه زکی

مولانا محمد قاسم نے (اوی کے درخطوط کا مجموعہ ہے) جہاں انہوں نے  
 محمد جمال الدین دہلوی کو لکھتے تھے جمال الدین نے ۱۲۹۵ھ  
 میں کوہرٹ کا اور جمال قاسمی ان کا نام رکھا ہے۔

۱) مکتوب اول: بیان وحدت الوجود (مرزی قزوینی ۱۳۹۵)  
۲) مکتوب دوم: بیان سماع حقیقی (مرزی قزوینی ۱۳۹۵)  
طبع بیانی از مرزی قزوینی در رساله طبعی است.

۱۰۱ مکتبہ بنام محمد مصطفیٰ مراد آبادی بابت حیات النبی  
اسی رسالے میں سندہ ہدویں خطوط شامل ہیں

(۱۲) در بیان اثبات ترازوی  
(۱۳) عتوب مولانا رشید احمد بنام عبدالرحیم خان بابت ترازوی

(۴) بہنام محمد مدنی و فضیلت علم

(۵) در جواب حوالہ حافظ بشیر الدین مراد آبادی

(۶) منہم مرزا عبدالقادر بیگ

(۷) بہنام مرزا محمد عالم بیگ

(۸) \* \* \*

(۹) میر محمد صادق بابت تحقیق جمعہ

یہ کتاب مطبعہ نجاتی دہلی میں سن ۱۳۱۸ھ میں طبع ہوئی ہے۔

(۲۳۲) مکتوبات قاسمیا نانوتوی کے آٹھ خط شامل ہیں جن میں تصوف،

سورک کے مسائل بیان کئے گئے ہیں، آخر میں عالمی اراد اللہ صاحب کے آٹھ خط اور مولانا رشید احمد گنگوہی کا ایک خط بھی شامل ہے۔

(۲۳۵) الاجوبہ الکاملہ فی الاسولۃ الخمیسہ شیعیت کے لئے  
میں ہے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کٹر و شاعری ست بھی  
(۲۳۶) قصائد قاسمیسہ ذوق تھا۔ مولانا محمد متیوب نانوتوی کی تہذیب

ہے کہ بچپن میں مولانا محمد قاسم نے بعض قصوں کو نظم بھی کیا تھا یہ مولانا نانوتوی کے ہند  
تھانہ لاہور ہے قصیدہ ادنیٰ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے  
اس کے علاوہ تین قصیدے سلطان عبدالحمید کی مدح میں ہیں پچھلے اردو میں دوسرا نازکی

ایک عربی زبان میں ہے۔ اس مجموعہ میں مولانا ذوالفقار علی، مولانا فیض الحسن  
مولانا محمد متیوب نانوتوی کے عربی قصائد بھی سلطان عبدالحمید کی مدح میں ہیں  
آخر میں مولانا محمد قاسم کا نظم کیا ہوا چشتیہ سار یہ شعر بھی شامل ہے۔

تمت بالخیر



## تقاریف

۱۔ مولانا محمد طیب، مستم دارالعلوم، دیوبند

آپ نے مولانا محمد حسن نانوتوی کے ایک بڑے اہم مخطوطہ کا کشف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے عظمیٰ فرمائیے... آپ علمائے کرام کے حالات پر جس محنت و تحقیق اور تفصیل سے لکھ رہے ہیں وہ یقیناً قابل ستائش ہے

۲۔ مولانا محمد میاں، ناظم جمعیتہ العلماء ہند، دہلی

”اعلم کے مطالعہ سے مشرف و مخطوط ہوا، مولانا محمد احسن صاحب مدظلہ کے بارے میں جو کچھ جانبے تحریر فرمادہ فی الحقیقت رسیپ اور تحقیق کی ہیئت پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ آپ کی جہد و جہد مقبول و مشکور فرمائے۔

۳۔ مولوی محبوب مصویٰ، مستم دارالعلوم، دیوبند

مولانا محمد احسن صاحب پر آپ کا گرانقدر مضمون پڑھا، بعدہ کوئی غلطی یا کمی نظر نہیں آئی، میرے خیال میں اس مضمون پر زیادہ سے زیادہ جو کچھ لکھ جاسکتا ہے آپ نے بہت بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا، حق کا حق ادا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے عظمیٰ عطا فرمائے۔

۴۔ پروفیسر حامد حسن قادری مرحوم (دکراچی)

اعلم (دکراچی) میں مولانا محمد احسن نانوتوی پر آپ کا ایک مفصل مضمون نظر آیا، مولانا بہت خوش ہوئے آپ بہت محنت اور تحقیق سے نانوتوی صاحب کے حالات لکھیں ہیں۔ نہ فرمایا، چاہتا ہوں آپ اس کا خلاصہ کر دیں تاکہ اپنی کتاب داستان تاریخ اردو میں شامل کر سکیں

## کتابیات

آب حیات

مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبعہ اشاعت دہلی)

ابطال اغلاط قاسمیہ

عبد الغفار

(مطبعہ اشاعت دہلی)

۱۸۵۴ء اور جانا زان حریت

مولانا محمد میاں

(دہلی ۱۹۶۰ء)

آثار الصائید

سر سید احمد خاں

(نول کٹر پریس لکھنؤ ۱۸۶۷ء)

احسن المسائل

مولانا محمد احسن نانوتوی

(مطبعہ مدنی بریلی ۱۲۸۲ھ)

اخبار الصنادید (جلد اول)

عظیم النبی رام پوری

(لکھنؤ ۱۲۱۸ھ)

اخبار الصنادید (جلد دوم)

عظیم النبی رام پوری

(رام پور ۱۲۱۸ھ)

اختر شاہنشاہی

عاجی محمد اشرف

(لکھنؤ ۱۸۸۸ء)

ارواح شلاشه (ترتیب و اصلاح مولانا شریف علی تھانوی)

و نظام العلوم ہمارے پورے سلسلہ (۱۳۴۰ء)

زالۃ الخفاہر شاہ ولی اللہ دہلوی

(مطبوعہ مدنی بریلی ۱۳۴۹ء)

سراشتہ آئی مولانا محمد قاسم نانوتوی

(کتب فہرست امدادیہ ۱۹۵۲ء)

اکمل الشارح (جلد اول) محمد یعقوب ضیاء القادری

(دہلی ۱۹۱۵ء)

الیاخ المجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی محمد حسن تربتی

(مطبوعہ مدنی بریلی ۱۳۴۶ء)

امداد المشرق فی الی شرف الاخلاق مرتبہ مولانا شریف علی تھانوی

(مقتاد محمدیہ ۱۹۲۹ء)

انتصار الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبوعہ خوارا بہار ہمدرد آباد ۱۳۳۰ء)

انوار الحارثین محمد حسین مراد آبادی

(مطبوعہ مدنی بریلی ۱۳۴۹ء)

بیاض شمس العلماء میرا مدام جامع مسجد مدنی (دہلی)

(ملوک سید ایف بخاری کراچی)

بیاض مولانا محمد احسن نانوتوی (دہلی)

(ملوک عزیز حسن کراچی)

ریخ ادبیات ہندی و ہندوستان فی (اردو ترجمہ)

نارائن داسی (ترجمہ لطیف نندرا)

(۱۸) تپ شدہ ملوک نکر پو لیت مدنی کراچی

ریخ اودھ (جلد دوم)

نجم الغنی رام پوری (۱۹۱۹ء)

ریخ پنجاب سنی برکاشن پنجاب پنڈت دیپ پرشاد

(مطبوعہ عہدہ الاخبار بریلی ۱۳۵۰ء)

ریخ دیوبند سید محبوب رضوی

(دیوبند ۱۹۵۲ء)

ریخ روہیل کھنڈ نیاز احمد خاں پویش

(مطبوعہ روہیل کھنڈ ٹریڈری سوسائٹی بریلی ۱۳۶۶ء)

ریخ شاہجہان پور صبح الدین میاں

(کھنڈ ۱۹۳۲ء)

ریخ سہاگت اردو (جلد دوم) مولانا امداد سہری

(مطبوعہ مدنی، بغیر سال طباعت)

ریخ عروج عہد سلطنت انگلشیہ موسوی ذکار اللہ دہلوی

(شش المطابع مدنی ۱۳۱۹ء)

ریخ نزاری ترجمہ (دہلی) از مولانا فضل محمد خیر آبادی

(ملوک فضل محمد لاہور)

تاریخ قنوج (قلمی مرتبہ ۱۲۷۰ھ) فاب صدیق حسن خاں

وغزوہ مسلم یونیورسٹی، لاہور بری، علی گڑھ  
تبجید الشیاطین باعداد جنود الحق المبین مولوی عبدالصمد سبزواری  
دانٹ ٹیوٹ پریس علی گڑھ ۱۲۸۰ھ

تحذیر الناس مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع صدیقی بریلی ۱۲۹۱ھ)

تحفۃ المحبین مولانا محمد احسن نانوتوی

(مطبع مصطفائی کانپور ۱۲۶۹ھ)

تحقیقات محمدیہ صل اوہام مجیدیہ مولوی فضل مجید بدایونی

(مطبع الہی انگرہ ۱۲۸۰ھ)

تحقیق دعوت الوجود و الشہود مرتبہ شتار الحق

(پاک انڈیا پریس کراچی ۱۹۶۳ء)

تذکرہ رحمانیہ الطاف حسین حالی

(نفوس لاہور، اپریل ۱۹۵۳ء)

تذکرہ اہل دہلی (سر سید احمد خاں) مرتبہ قاضی احمد میاں، قنوج

(انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۵۵ء)

تذکرۃ الرشید (جلد دوم)

مولانا عاشق ابی میر علی دہرہ ۱۹۰۵ء

تذکرہ طبقات الشعراء ہند مولوی کریم الدین

(مطبع العلوم مدرستہ دہلی ۱۸۳۵ء)

تذکرہ علمائے ہند (فارسی) مولوی رحمان علی

(نول کشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء)

تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی) (اردو ترجمہ)

مترجمہ و مرتبہ محمد الیوسف قادری

پاکستان ہٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۶۰ء

تذکرہ فرامادہہر مولوی کریم الدین پانی پتی

(مطبع العلوم مدرستہ دہلی ۱۸۳۵ء)

تذکرہ کاہلان نام پور احمد علی خاں شوق

(دہلی ۱۹۲۹ء)

تذکرہ مشائخ دیوبند مفتی غلام الرحمن

(زرین کتب خانہ، بجنور ۱۹۵۸ء)

تذکرہ مشاہیر کاکوری محمد علی حیدر

(وسع انتشار کتب لکھنؤ ۱۹۶۳ء)

تذکرہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی سی۔ ایف۔ اینٹر۔ پوز

ترجمہ ضیاء الدین برنی (قلمی مرکز، کراچی ۱۹۵۲ء)

راجہ علمائے اہل حدیث البرہی ام خاں نوشہروی

(دہلی ۱۹۳۰ء)

تصفیۃ العقائد رکت فہرست حصہ دوم جزیرہ اول طبع

تقریر دلپذیر مولانا محمد قاسم نانوتوی

(طبع مجددی دہلی ۱۳۵۵ھ)

تہذیب الجہال بالہام الباسط المتعال مفتی حافظ بخش بدای

(طبع بہارستان کتب خانہ ۱۳۲۳ھ)

تنبیہ الرقیق علی مضامین ثبوت الحق المحقق مولانا محمد حسن نانوتوی

(تقریر پرپس بری جزیرہ اول طبع)

تواریخ ضلع بریلی (قلمی) مفتی محمد رفیع الدین

و مخزنہ منشی میوزیم آف پاکستان لاہور

تہذیب الایمان مولانا محمد حسن نانوتوی

(طبع مجددی دہلی ۱۳۵۵ھ)

جمال قاسمی دکتوبات مولانا محمد قاسم نانوتوی

مرتبہ جمال الدین دہلی

(طبع مجددی دہلی ۱۳۵۵ھ)

حالات مشائخ کا ذیل مولوی احمد قاسم نانوتوی

دارالافتاء دہلی ۱۳۵۵ھ

حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی

رکت فہرست حصہ دوم جزیرہ اول طبع

حائل شریف (فاتحہ الطبع) (طبع مجددی دہلی ۱۳۵۵ھ)

حمایت الاسلام مولانا محمد حسن نانوتوی

(طبع مجددی دہلی ۱۳۵۵ھ)

حجتہ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ) تصنیف و ترتیب مولانا محمد حسن نانوتوی

(طبع مجددی دہلی ۱۳۵۵ھ)

حیات اعلیٰ حضرت (مجلد اول) مولانا غلام الدین بہاری

(کراچی ۱۹۵۵ء)

حیات جاوید (سوانح عمری سر سید احمد خان)

خواجہ الطاف حسین حالی (لاہور ۱۹۵۳ء)

حیات حافظ رحمت خان سید الطاف علی بریلوی

(نظامی پریس جہان ۱۹۵۳ء)

حیات شبلی مولانا سلیمان ندوی

(اعظم گڑھ ۱۹۵۳ء)

حیات العلماء عبدالباقی سہولتی

(کھنہ ۱۹۵۲ء)

حیات النذیر افتخار عالم بامہروی

(پریس دہلی ۱۹۵۳ء)

خطبات گامرساں قاسمی (لاہور ۱۹۵۵ء)

خیر متین ترجمہ حسن حسین مترجم مولانا محمد حسن نانوتوی

(دہلی ۱۳۱۰ھ)

داستان تاریخ اردو عالم حسن قادری

(۱۹۳۱ء)

دافع الوسواس فی اثر ابن عباس مولانا عبدالحی فرحتی علی  
(مطبع ملوی لکھنؤ ۱۲۹۰ھ)

دہلی کا آخری سائنس (تنبہات احسن الاخبار بمسئ ۱۸۴۳ء)

مترجمہ سید محمد آفریدی

رشیہ کہ خواجہ حسن نظامی دہلی ۱۲۲۵ھ

رپورٹ جنرل کیٹی دہلی کالج ۱۸۴۱-۴۲-۴۳ء

(فولڈ میٹ ہائی، ملوکہ بیگم فیضیہ شیر کراچی)

روقول الفصیح (تسمی) مولانا محمد قاسم نانوتوی

دخترہ کتب خانہ قاسم انجمن

ترقی اردو کراچی

رسالہ عروض مولانا محمد حسن نانوتوی

(دار آباد لکھنؤ)

آئندہ نام نکس درتہ ڈاکٹر انجمن علی

رام پور ۱۲۴۶ھ

سلک مروارید (ترجمہ فقہ الجیس) مترجمہ مولانا محمد حسن نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲۹۰ھ)

سوانحیات المسافرین آنولہ دتلی و ملوکہ محمد ایوب قادری کراچی

ملک محمد عبدالغفور

سوانح عمری مولوی سمیع اللہ خاں مولوی زکریا اللہ دہری

(مصحح انوار الاسلام حیدر آباد دکن ۱۲۹۰ھ)

سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی مولانا محمد یعقوب نانوتوی

(مطبع صادق الانوار دہلی ۱۲۹۰ھ)

سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی مولوی محمد یعقوب نانوتوی

(دکت خانہ امدادیہ دیوبند بغیر سال طباعت)

سوانح قاسمی (جبلد اول) مناظر احسن گیلانی

(دارالعلوم دیوبند ۱۳۳۷ھ)

سوانح قاسمی (جبلد دوم) مناظر احسن گیلانی

(دارالعلوم دیوبند ۱۳۳۷ھ)

سیرت حاجی امداد اللہ مولانا امداد علی صابری

(دہلی ۱۲۹۰ھ)

شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک عبید اللہ منہوی

(کتاب خانہ پنجاب لاہور ۱۲۹۰ھ)

شجرہ شیخ زادگان نانوتیہ دتلی

(ملوکہ و مرتبہ منشی غلام احمد نانوتوی کراچی)

شعار قاضی عیاض رحمہ اللہ مولانا محمد حسن مراد آبادی

مولانا محمد حسن نانوتوی

(مطبع مدنی دہلی ۱۲۸۴ھ)

صوبہ شمالی مغربی کے اخبارات و مطبوعات محمد عتیق مدنی

(انجمن ترقی اردو دہلی علی گڑھ ۱۹۶۲ء)

طوابع الانوار مولوی انوار الحق پالوئی

(صبح صادق پریس سیتاپور ۱۲۸۹ھ)

علمائے حق (مداول) مولوی محمد میاں (دہلی ۱۹۳۷ء)

حین الیقین مرتبہ مہدی حسن

(مطبع فاروقی دہلی طباعت خداداد)

غایتہ الاوطار مولانا محمد حسن نانوتوی

دولت کشور پریس ککسٹون ۱۹۶۳ء

نقادانی بے نظیر و نفی خل آنحضرت بشیر وندیر

(مطبع اسدی ککسٹون ۱۲۶۹ھ)

فتاویٰ عزیزی تصنیف و ترتیب مولانا محمد حسن نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۲۲ھ)

فرنگیوں کا جال مولانا امداد شاہری (دہلی ۱۹۵۹ء)

فضائل صحابہ و اہل بیت شاہ عبدالعزیز دہلوی

(دک آکٹوئی، مکرانی ۱۹۵۵ء)

فہرست مطبوعات سچان اللہ اور میٹیل لائبریری (جلد دوم)

ابراہیم فاروقی (علی گڑھ ۱۹۳۲ء)

فیوض قاسمیہ مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع ہاشمی پور ۱۳۰۳ھ)

قاسم العلوم و خبر اول مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲۹۲ھ)

قاسم العلوم و خبر دوم مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲۹۲ھ)

قاسم العلوم و خبر سوم مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲۹۲ھ)

قاسم العلوم و خبر چہارم مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۲۹۲ھ)

قبلہ - مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۱۵ھ)

قرۃ العین فی تفضیل الشیخین شہداء ولی اللہ

تبع و ترتیب مولانا محمد حسن نانوتوی

(مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۱۵ھ)

قسطاس فی موازنتہ اشرا بن عباس مولانا شیخ محمد عثمانوی

(راہی پریس پور ۱۲۹۵ھ)

مباحثہ شاہجہان پور مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتہائی دہلی ۱۲۹۰ھ)

تصانف قاسمی

مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتہائی دہلی بغیر سال طباعت)

قواعد اردو (حصہ چہارم) مولانا محمد احسن نانوتوی

(میرٹھ ۱۲۸۵ھ)

کرامات امدادیہ

مرتبہ مولانا شرف علی نقوی

(مطبع انتظامی کان پور ۱۳۱۰ھ)

مجموعۃ الفتاویٰ (جلد اول) مولانا عبدالحی فرنگی محی

(مطبع پرستی لکھنؤ ۱۳۲۱ھ)

کشف (ترجمہ انصاف) مترجمہ مولانا محمد احسن نانوتوی

(مطبع مجتہائی دہلی ۱۳۱۸ھ)

کلیات جدیدیہ فی احوال اولیاء اللہ

(دہلی ۱۳۲۲ھ)

گفتگوئے مذہبی (میلہ خدا شناسی) مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتہائی دہلی ۱۳۱۸ھ)

لائل محمد شمس آف انڈیا

سر سید احمد خان

(مطبع لائٹ پریس اگرہ ۱۲۸۶ھ)

لطائف قاسمیہ

مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع مجتہائی دہلی ۱۳۰۹ھ)

ماثر صدیقی (جلد اول)

نواب علی حسن خاں

(قoul کشور پریس لکھنؤ ۱۲۸۵ھ)

محاریر عظیم

کنہیا لال

(قoul کشور پریس لکھنؤ ۱۲۹۶ھ)

مذاق الحارثین

مولانا محمد احسن نانوتوی

(قoul کشور پریس ۱۳۱۸ھ)

مذہب منصور (جلد دوم) منصور الحق خاں

(رحید آباد دکن بغیر سال طباعت)

مصابیح التراویح

مولانا محمد قاسم نانوتوی

(مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۹۰ھ)

مرحوم دہلی کالج

مولوی عبدالحی

(انجمن ترقی اردو دہندہ دہلی ۱۲۸۵ھ)

مظہر العلماء فی تراجم العلماء والکمالار (تسمی) محمد حسین بن بخش علی

(مخبر و کتب خانہ قادریہ، جالپور)

مقدمہ عمدۃ الرعاۃ فی حل بشرح الوقایہ

مولانا عبدالحی سندھو علی

(مطبع پرستی لکھنؤ ۱۲۹۲ھ)

مفتی الطالین

مولانا محمد حسن نانوتوی

دارالاشاعت، کراچی، انجمن سال طباعت

مکتوبات مولانا محمد یعقوب از مولانا محمد یعقوب نانوتوی

مرتبہ حکیم امیر احمد شرقی

طبع احمدی علی گڑھ ۱۳۲۵ھ

مقالات شرعانی نواب حبیب الرحمن قد شرفانی

(شرعانی پریشک پرپس علی گڑھ ۱۳۲۵ھ)

مکتوبات یعقوبی و بیاض یعقوبی مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی

(دہلی ۱۳۲۹ھ)

منظرہ احمدیہ مرتبہ محمد زبیر سہوانی

(طبع شکارپور ۱۳۲۵ھ)

نافعہ خسر یاران مولانا محمد حسن نانوتوی

(طبع نئی کانپور ۱۳۲۵ھ)

نظم الیمن (احمد شرقی)

تیسیم دہاشی مولانا محمد حسن نانوتوی (طبع بمبائی دہلی)

واقعات دارالحکومت مولوی بشیر الدین

(لاہور ۱۳۱۹ھ)

ہدیۃ الشیخہ مولانا محمد قاسم نانوتوی

(دکھانہ حقانیہ، کراچی ۱۳۲۳ھ)

دروستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں اور احسانات ندوی

(غلام گڑھ ۱۳۱۹ھ)

دکار دہلی سید احمد علی الہی (دہلی ۱۳۱۲ھ)

دکار ضعیف

عبد اللہ غلام ضعیف

(طبع گلزار کین حیدر آباد کین ۱۳۲۳ھ)

دہلی ہے سید یوسف بخاری (کراچی ۱۳۲۹ھ)

رسائل و تتراند

سند راک از مولانا محمد طیب "دارالعلوم" دیوبند خجوری ۱۳۲۵ھ

تحریک دیوبند محمد یونس قلعہ

انجمن دہلی ہونہ بہ ہونہ ۱۳۲۷ھ

غالب اور قاری جعفر علی از صفیہ مصر جوی

ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

مفتی حافظ بخش بدایونی از محمد یونس قلعہ

احمد کراچی جوی ۱۳۲۵ھ

مولانا خرم علی جوی اور ان کی علمی خدمات کا تفصیلی جائزہ

از مولوی عبدالحلیم چشتی

طبع حسانت انجمن گڑھی آجلائی ۱۳۲۵ھ

مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم از سر سید عثمان

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ، اکتوبر ۱۳۲۵ھ





[illegible][illegible]

جیب‌الارمن سبازچی‌ری مولوی خدا بخش شیخ ۹۲۰  
دی پر شاد کمر ۹۰۵

۲۳۵۰  
خدیجه بنت محمد و شریب بن ابی‌نوری  
ذ

حسن علی کهنوی عزرا ۱۲۰۱ ۱۹۰  
ذی‌القعدة و ربی‌اشقی ۱۲۸

حسن علی حاجی ۵۵۶۳۵۸۱  
خدیجه بیگم ۱۶۸  
۱۰۰۹۶۹۹۸۵۱۰۰۰

حسین کتیر بن شیخ ۱۷۵  
فرمان علی مولانا ۱۵۹۱۱۳۰  
ذکر بیگم ۷۰

حسین بن شمس حسینی ۱۹۰  
غنی احمد نانی ۱۲۰۰  
ذوالفقار الدوز فاب

حسین شاد بخاری سید ۱۰  
خلیل احمد بیگم ۱۹۳۶۵۱  
۱۸۵ ۱۱۳۹

حسین احمد علی آبادی مولوی  
غنی احمد سارنگی مولوی ۲۱  
ذوالفقار علی مولانا ۱۳۰۱۳۰

خلیل الرحمن پیران مولوی ۱۲۰  
خلیل احمد ۳۸۴۰۳۹۱۲۵  
۳۵۵۳۸۴۰۱۰۹۹

سین احمد مصطفی ۲۲۶  
۱۶۲  
۱۰۹۹۸۰۱۰۱۰۹۹

حضور احمد سید علی ۵۹۰۵۸۱  
خورشید حسن منشی ۱۵۳  
۲۳۳۹۱۲۵۱۰۸۳۰۱۰۰

۱۷۹  
خیر محمد خان مولوی مولانا ۸۳۱  
ذوق ۱۹۹

حلیف الرحمن خان مولوی ۲۲۱  
ذ

حمید الله شیخ ۵۳۱  
رام علی لوی حکیم ۳۳۰  
ذکر بیگم ۱۶۸

حمید خان قزوین ۱۶۹  
ذوالقعدة ۲۲  
رام چند مولوی ۱۰۸۱۰۰

خ  
ذوالقعدة ۱۹۹  
ذکر ۱۹۹  
۲۰۹۱۰۸۹

نور حسین شیخ ۱۹۰۶۸۱  
ذکر بخش ۱۳۳۱  
رام سزین راسته مانا ۱۰۲

۲۳۲  
ذکر بیگم ۲۳۲۲۲۲۲۲  
رحمت الله مولوی ۱۳۱

نادر بهادر خاں ۱۰۹۱۰۲۹۱۰۱۰۹۱۰  
ذکر بیگم ۶۸  
رحمت حسین ۸۷۰

[illegible]

















عقد مجید ۱۳۳۱-۱۳۳۰ - قصه قاسمیه ۲۳۸-

غزوة الاخبار ۶۸ - قصص الانبياء ۳۰-

غاية الاطوار ۷۹ - قصيدة بانت مدام ۴۵-

۱۳۲۱-۱۳۲۰ - قصيدة برده ۴۵-

غاية الحكيم في حقبة القديس - تراوي ورواجه چلدهم ۳۲-

غزوة الكبار ۷۹ - ۱۳۳۱-

فتاوى عالم كبرى ۱۳۲۱ - تولى النصيح ۱۳۳۲-

فتاوى كبرى ۱۳۲۱-۱۳۲۰ - كاشية ۱۵۰-۱۳۰۸-

فتاوى كبرى ۱۵۶۰ - كشاف ۱۳۳۱-

فتاوى كبرى ۱۴ - كشاف ۱۳۳۱-

فتاوى كبرى ۱۴۰ - كشاف ۱۳۳۱-

فتاوى كبرى ۲۳۵۰ - كشاف ۱۳۳۱-

قاسم العلوم ۲۳۵۰-۲۳۴۰ - كشاف ۱۳۳۱-

۲۳۴۰-۲۳۳۰ - كشاف ۱۳۳۱-

تبريز ۲۳۲۰-۲۳۱۰ - كشاف ۱۳۳۱-

قرة العيون في تفسير - كشاف ۱۳۳۱-

۱۳۲۰-۱۳۱۰ - كشاف ۱۳۳۱-

فتاوى في سوانة تراوي عباس - كشاف ۱۳۳۱-

۱۳۳۰-۱۳۲۰ - كشاف ۱۳۳۱-

۱۳۳۰-۱۳۲۰ - كشاف ۱۳۳۱-

۱۳۳۰-۱۳۲۰ - كشاف ۱۳۳۱-

قصص المؤمنين في دوزخ الجاهلین - اردو في كبرى ۱۳۳۱-

۹۰ - اسلامي كبرى ۱۳۳۱-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نغمه اليمين ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-

# اماكن

۱۳۳۱-۱۳۳۰ - نكات في ۱۳۳۸-







پاکستان میں سب سے پہلے سوسائٹی نے اس قابل قدر کتاب کو شائع کیا ہے۔

قیمت چند روپے

## کالا پانی

مولوی محمد حفیظ نقاسی، تحریک جہاز کے سرگرم کارکن تھے انہوں نے میراجہ شہید کے رفقار کے ساتھ تحریک اجارہ دین میں بڑا کام کیا ہے اتفاق سے سلاسلہ میں اس کی تصویریں مل گئیں کہ ان کی طرف سے اس کے بعد انگریزی حکومت نے جہاز کو "دہلی" کہہ کر اپنے مظالم کا نشانہ بنایا۔ سینکڑوں کو جیلوں میں محسوس دیا۔ جانداروں ضبط کیں اور بہت سے کالے پانی بھیجے گئے۔ ان میں سے مولوی محمد حفیظ نقاسی تھے۔ مولوی محمد جعفر نے اپنے کالے پانی کے حالات نہایت سادگی اور دلچسپی انداز میں لکھے ہیں یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی تھی۔ محمد ایوب قادری صاحب نے اس کتاب پر ایک نیا تراجم مقدمہ لکھا ہے اور حسب ضرورت حواشی لکھے ہیں۔ آخر میں دو معلوماتی ضمیمے شامل کئے ہیں۔ اب اس کتاب کی آرنجی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

قیمت چار روپے اور پچاس پیسے

## خط و خطاطی

محمد ایوب قادری صاحب کے کتب خانے میں ہندوستان کے مختلف خطاطوں کے تقریباً ڈیڑھ سو کتبے تھے۔ جن میں مور خطاط، میر خلیفہ کش،

عبد اللہ بیگ، محبوب اللہ مشفق وغیرہ ہیں۔ ان ہی کتببات پر قادری صاحب نے ایک پرغیر معلوماتی مقالہ لکھا تھا۔ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس نے اس مقالہ کو اس موضوع سے متعلق ایک دوسرے مقالے رقم زدہ شیخ ممتاز حسین جرنلری کے ساتھ خط و خطاطی کے نام سے شائع کیا ہے۔

قیمت ایک روپے پچاس پیسے

## مخدوم جہانیاں جہاں گشت

(دو جلدیں)

### مرتبہ محمد ایوب قادری ایم اے

آنٹونی مادی بھری کے مشہور مولوی بزرگ مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی سلسلہ کے ایک اہل شیخ تھے وہ حضرت رکن الدین ابو الفتح طائی کے مرید و ولید تھے اور چشتی سلسلہ میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے اہانت و غلافت رکھتے تھے۔ حضرت مخدوم رشید دہلی کے علاوہ ظاہری علوم میں بھی ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ مغربی پاکستان میں مخدوم صاحب اور ان کے خاندان کے ذریعہ اسلام کی خوب نشر و اشاعت ہوئی۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے حالات نہایت تحقیق اور محنت سے محمد ایوب قادری صاحب نے لکھے ہیں۔ اس کتاب میں بڑی عریک ہم عصر ماحولہ خاص طور سے مخدوم صاحب کے ملفوظات کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور اس سلسلہ میں قادری صاحب نے علی گڑھ، رام پور، ملتان، کھارو پور، اراچ کا سفر کیا ہے۔ کتاب دو جلدیں سے متعلق رکھتی ہے۔

قیمت سات روپے

کار آمد اور معلومات آفریں ہے۔ تاریخ کا یہ اہم ماخذ اب تک زیر طبع سے  
آراستہ نہیں ہوا تھا۔ محمد ایوب قادری صاحب نے اس کتاب کو نہایت محنت  
دیدہ دینی اور قابلیت سے مرتب کیا ہے۔ قیمت فی جلد بارہ روپیہ

## مقالات یوم عالمگیر

یکم مئی ۱۹۶۵ء کو دائرہ معین المعائن کا زیر اہتمام "یوم عالمگیر" منایا گیا  
جس میں ملک کے نامور دانشوروں اور مورخوں نے حصہ لیا اور مقالے پڑھے۔ محمد ایوب  
قادری صاحب نے ان تمام مقالوں کو مرتب کر دیا ہے اور شروع سے آخر تک کی روداد  
شامل کر دی ہے۔ قیمت فی جلد چار روپیہ

## جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

پروفیسر پاک دہندہ میں مسلمانوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریزی استعمار کے خلاف  
ایک باقاعدہ اور منظم جنگ شروع کی اور ملک کے طول و عرض میں حکومت سے  
مجادلوں کا مقابلہ ہوا۔ اس جنگ کو اب تک "غداروں کے" نام سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔  
ملک کے مشہور دانشور اور محقق محمد ایوب صاحب قادری نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء  
پر نہایت محنت اور تحقیق سے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اس  
زمانہ کے بعض روزناموں اور کتابوں سے بعض مقامات کے جنگ کے چشم دید  
حالات لکھے ہیں۔ کتاب زیر طبع ہے۔

## مجموعہ وصایا اربعہ

مولفہ: ] شاہ ولی اللہ دہلوی  
شاہ اہل اللہ دہلوی  
قاضی شاد اللہ پانی پتی

اس مجموعہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دو وصیت نامے  
کے چھوٹے بیٹائی شاہ اہل اللہ دہلوی کا ایک نصیحت نامہ اور حضرت  
سی شاد اللہ پانی پتی کا ایک وصیت نامہ شامل ہے یہ مجموعہ مسلمانوں کے  
سب سے ایک مختصر دستور حیات ہے۔ محمد ایوب قادری صاحب نے ان وصایا اربعہ  
قادری متن کو مختلف نسخوں کی روشنی میں مرتب کیا ہے اور ساتھ ہی اردو  
پر بھی شامل کر دیا ہے۔ کتاب کے شروع سے ایک فاضلہ مقدمہ لکھا ہے۔  
قیمت ۳ روپے پچھتر پیسے

## عہد نگش کی سیاسی، ثقافتی اور علمی تاریخ

مغلوں کے آخری دور میں فرخ آباد دہلی میں عہد نگش چٹاواڑ نے نیم خود مختار  
ست قائم کر لی تھی جس کے پہلے نوب محمد علی عہد نگش تھے اس ریاست کے مفصل حالات  
ولی اللہ فرخ آبادی نے لکھے ہیں لیکن اس کتاب کے آخر میں اس دور کے صورت و نظریہ اور  
اور شعراء اور خطاطوں کے حالات بھی نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں۔ یہ حصہ نہایت



## جہاد ہنومان گڑھی (اجودھیا) ۱۸۵۷ء

از محمد الیوب قادری۔ ایم۔ اے

اودھ کے آخری حکمران واجد علی شاہ کا زمانہ نہایت اتری کا دور تھا۔ سلطنت کے نظم و نسق پر انگریزی ریڈرٹ کا اختیار اور غلبہ تھا۔ اسی زمانے میں ۱۸۵۷ء میں ہنومان گڑھی (اجودھیا) میں سرکش ہندوؤں نے دہلی کی قندیم شاہی مساجد کو نقصان پہنچا۔ شہر آن کریم کی بے حسرتی کی اور مسلمانوں کو قتل کیا۔ اس موقع پر مولوی امیر الدین علی ساکن امیٹی نے علم جہاد و بلند کد آفت و اطوار کے مسلمان مولوی امیر الدین علی کے جھنڈے کے پیچھے جمع ہو گئے اور مولوی صاحب کی قیادت میں مسجد کی واکزائی کے لئے مسلمانوں نے جہاد کیا۔ ہندوؤں کے اثر و رسوخ اور انگریز ریڈرٹ کے اثر سے واجد علی شاہ کو نہ کر سکے اور بہت سے دینارست ملار نے بھی مقصد جہاد کو نقصان پہنچایا اس واقعہ کے نہایت مفصل اور مستند واقعات ہم عصر مآخذ کی روشنی میں جناب محمد الیوب قادری صاحب ایم اے نے مرتب کئے ہیں۔

(زیر طبع)

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفر نامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

[toobaa-elibrary.blogspot.com](http://toobaa-elibrary.blogspot.com)